جلد سازی مندرجہ ذیل طور سے ہے

	جلد	شمارہ	ماہ	سال
۱	۱۵	۱	جنوری	۱۹۴۲ء
۲	۱۵	۲	فروری	//
۳	۱۵	۳	مارچ	//
(	۱۵	۴، ۵	اپریل و مئی	//
(	۱۵	۶	جون	//
	۱۵	۷	جولائی	//
	۱۵	۹	ستمبر	//
	۱۵	۱۰	اکتوبر	//
	۱۵	۱۱، ۱۲	نومبر و دسمبر	//

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیامِ اسلام

جلد ۱۵ | جنوری سنہ ۱۹۴۴ء محرم سنہ ۱۳۶۳ھ | نمبر ۱

انشاء

س : لفظ انشاء کے لغوی معنے کیا ہیں ؟

ج : ابتدا، اختراع، ایجاد -

(۱) ابتدا : آغاز کرنا، شروع کرنا، لگنا + اَنْشَأَ یَقُوْلُ : وہ کہنے لگا -

(۲) اختراع : اَنْشَأَ الشَّیْءَ : اس نے نئی چیز نکالی -

(۳) ایجاد : اَنْشَأَ اللّٰہُ الشَّیْءَ : اللہ نے شے کو خلق و ایجاد کیا -

وضع : اَنْشَأَ الْکَلَامَ : اس نے کلام بنایا،

اسی سے علم الانشاء نکلا ہے -

س : کلمۂ انشاء کے اصطلاحی معنے ؟

ج : فَنُّ التَّعْبِیْرِ بِاَلْفَاظٍ عَمَّا یَقُوْمُ بِالنَّفْسِ مِنَ الْمَعَانِیْ (جو مطالب دل میں ہوں، انکو لفظوں میں بیان کرنے کا فن -

(۲) بالفاظ دیگر : هُوَ عِلْمٌ یُعْرَفُ بِهٖ کَیْفِیَّۃُ اِسْتِنْبَاطِ الْمَعَانِیْ

تَأْلِيفُهَا مَعَ التَّعْبِيرِ عَنْهَا بِلَفْظٍ لَائِقٍ بِالْمَقَامِ (انشاء وہ علم ہے جس سے معنوں کو نکالنے اور مناسبِ مقام الفاظ میں ان کو ان کے بیان سے ملانے کی کیفیت معلوم ہوتی ہے ۔

س: انشاء کی کتنی قسمیں ہیں ؟

ج : دو ۔

(۱) شفاھی (زبانی) جو بات چیت، تقریر، اور خطابت میں منحصر ہوتی ہے ۔

(۲) کتابی (تحریری) جو مضامین اور رسائل میں صورت پذیر ہے ۔

انشاء شفاہی ایک فطری چیز ہے، کیونکہ وہ طفل اور اسکے مربی کے درمیان ایک خاص پیوند اور جاہل قوموں کے درمیان سمجھنے سمجھانے کا ضروری وسیلہ ہے اور ترقی یافتہ قومیں بھی اس سے بے نیاز نہیں ہوسکتیں ۔ پھر وہی بنیاد ہے انشاء کتابی کی کیونکہ وہ سوچنے اور لکھنے کے بیچ ایک کڑی ہے ۔ اسلئے کہ کاتب کو معنوں کا تصور کرنے کے بعد یہ ناگزیر ہے کہ اپنے دل میں ان کی عبارت تیار کرے ۔ اور پھر اسکو اپنے قلم سے لکھے ۔

انشاء کی ان دونوں قسموں میں پختہ وابستگی ہے ۔ اسلئے دونوں ایکدوسرے سے اثر لیتی ہیں، کلام کی لمبا ایسی تحریر کی عمدگی کا بہتر ذریعہ ہے اور تحریر کی مہارت تقریر میں زور پیدا کرتی، اور اس کو باریکی، صفائی اور خوبی بخشتی ہے ۔ اس واسطے کہ تحریری بیان ان حسی قرینوں سے خالی ہونے کی وجہ سے، جو زبان کی امداد کرتے ہیں جیسے :- آواز کا نغمہ، چہرے کے خط و خال اور اعضاء کے اشارے، عبارت کے ڈھالنے میں باریکی کی رعایت چاہتا ہے ۔

چونکہ تحریری انشا (یا انشاء کتابی) منظم جماعتوں اور مہذب قوموں کے لئے ضروری ہے، اسلئے اسکے علوم قلمبند اور اسکے معاملات کتابی صورت میں لائے جاتے ہیں ۔ اور جو شخص اس فن میں پختہ ہونا چاہے اسکو اسکے قواعد کا علم ضروری ہے ۔ ادباء عربیہ پہلے اس فن کو صناعۃ الترسل کہا کرتے تھے اور اب صناعۃ الکتابت

کہتے ہیں۔

مصطلحات الانشاء

فن انشاء کے طالب کو اسکے مصطلحات سے واقف ہونا لازمی ہے۔

س: اس فن کی مصطلحات کیا کیا ہیں؟

ج: (۱) موضوع۔ (۲) خُطّہ۔ (۳) عناصر۔ (۴) عمود۔ (۵) مقالہ۔ (۶) فصل

س: موضوع کی تعریف؟

ج: موضوع انشاپردازوں کی اصطلاح میں وہ غرض و غایت ہے جس پر مقالہ یا رسالہ، خطبہ یا قصیدہ لکھا جاتا ہے۔

س: خُطّہ کیا ہے؟

ج: خُطّہ (خاکہ) فنونِ انشاء میں سے کسی ایک فن کے متعلقہ موضوعوں کے واسطے ایک ایسا کُلّیہ قاعدہ ہے جو ان کے موضوعوں کو اور اس طریقے کو بیان کرتا ہے جو ان کے بنانے کی چال میں اختیار کرنا چاہئے اور وہ ان قاعدوں سے مشابہ ہے جن کے مناسب انجنیر عمارت کا Plan طیار کرتا ہے۔

س: اور عناصر؟

ج: عناصر، موضوع کے خصوص میں اصلی اور نمایاں تصوّرات کا نام ہے۔

س: اور عمود کی تعریف؟

ج: عمود مطالب و معانی کے اس خلاصے کا نام ہے جو موضوع کے عناصر میں سلسلہ وار شامل ہوتا ہے، ہم نے عمود فقاری سے مشابہ ہونے کی وجہ سے اسکو یہ نام دیا ہے۔

س: مقالہ کی تعریف؟

ج: مقالہ، وہ مرتب کلام ہے جو چند ایسے معنوں پر مشتمل ہوتا ہے جو ایک طبعی ترتیب سے مرتب ہو کر اس موضوع کے فکر سے متعلق ہوگئے ہوتے ہیں، جس کے لکھنے کی لکھنے والا

تکلیف گوارا کرتا ہے، پھر جب معانی ارتباطِ موضوع اور ترتیب یا ان میں سے کوئی ایک چیز کھو بیٹھیں تو ان کا نام بجائے مقالۂ متماسکہ کے خواطر متفککہ زیادہ موزوں ہوگا۔

س: **فصل** (بند) کیا ہے؟

ج: **فصل**، مقالے کا وہ ایک حصہ ہے جو اپنے معنوں میں مستقل ہو، اور موضوع کے عناصر میں سے کسی ایک عنصر کی توضیح کرے۔

فنون المقالات

س: مقالات اپنے فن کی حیثیت سے کے قسموں پر منقسم ہیں؟

ج: تین قسموں میں۔

س: ان اقسام ثلاثہ کو بیان کرو؟

ج: (۱) المقالات القصصیہ (۲) المقالات الوصفیہ (۳) المقالات الفکریہ۔

(۱) مقالاتِ قصصیہ:

س: ان مقالات کا نام قصصیہ کیوں رکھا گیا؟

ج: قصص سے منسوب کرکے ان کا نام قصصی رکھا گیا ہے

س: قصص کے کیا معنے ہیں؟

ج: کسی شے کے حقیقۃً یا فرضی طور پر واقع ہونے کو بیان کرنا۔

س: کُتاب کی اصطلاح میں ان مقالات سے کیا مراد ہوتا ہے؟

ج: عرف دنیاں میں ان سے وہ مقالے مراد ہوتے ہیں جو مندرجہ ذیل پر لکھے جاتے ہیں:

(۱) زمانوں کی تاریخ یا تاریخی حوادث، واقعی ہوں یا فرضی۔

(۲) جنگی واقعات اور قصے کہانیاں۔

(۳) مشاہیر کی سیرتیں یا عظماء کے تراجم۔

مقالات وصفیہ :

س : ان کا یہ نام کیوں رکھا گیا ؟

ج : وصفیہ، ان کا نام وصف کی نسبت سے اسلئے رکھا گیا ہے کہ وصف کا معنےٰ ہے: کسی امر کے بیان میں اس کی ایسی صفات کا ذکر کرنا جو اسکی صورت کو واضح کرتی ہوں ۔

س : مقالاتِ وصفیہ کس کام کے ہوتے ہیں ؟

ج : یہ مندرجہ ذیل کے حالات کی تشریح کرتے ہیں :-

(۱) حیوان ، نبات ، ثمار ، معادِن ۔

(۲) ابنیہ ، ثُغور ، بُلدان ۔

(۳) مناظر طبعیہ ، جیسے پہاڑ ، سمندر ، دریا ، جزیرے ، غروب آفتاب ، ہوائیں بارشیں وغیرہ ۔

(۴) مصنوعات : جیسے ملابس ۔ اثاث ۔

(۵) امور معنویہ : جیسے طبائع و اخلاق کا اثر اشخاص پر ۔

مقالات فکریہ :-

س : ان کی تعریف ؟

ج : مقالات فکریہ وہ ہیں جن کے معنے حِس خارجی کے سہارے نہیں فکر کے ذریعے استنباط کئے جاتے ہیں اور ان کا موضوع امور معنویہ ہوتے ہیں ، جیسے

(۱) عادات ، ملکات ، اور صفات ، مثلاً صدق ، شجاعت ، کرم ۔

(۲) حوادث کے اسباب و نتائج ۔

(۳) اشیاء کے فوائد و مضار ۔

(۴) سیاسی ، اجتماعی ، منزلی مسائل ۔

(۵) اور جدلی مسائل جو دو متقابل رایوں کو متضمن ہوتے ہیں جیسے اشیا کے درمیان مناظرات و موازنات ۔

(۶) کسی شخص کے اقوال و اعمال سے اس کے اخلاق کا استنباط۔

یاد رہے کہ: یہ تینوں فن دشواری میں یکساں نہیں ہیں، ان میں آسان تر فن قصصی ہے، اس کے پیچھے وصفی، کیونکہ کاتب کو ان دونوں میں معانی کی امداد خارج سے مل جاتی ہے، پر فکری سب انواع میں دشوار ترین ہے، اسلئے کہ اسکا اعتماد کاتب کی طبیعت اور اسکے علوم و تجارب کی مقدار پر ہوتا ہے۔

بنابریں مناسب ہے کہ طلاب انشاء ابتدا میں جن موضوعات پر لکھنے کی مشق کریں، وہ زیادہ تر قصصی اور وصفی ہی ہوں

موضوع کا سمجھنا اور انتخاب کرنا

فن انشاء کے ممتحنوں کی عادت ہے کہ وہ طلاب کی آسانی کی خاطر دو یا دو سے زیادہ موضوع دیتے ہیں جو فنون میں مختلف اور صعوبت میں متفاوت ہوتے ہیں تاکہ ہر ایک اپنی سمجھ اور آگاہی کے مطابق ان میں سے انتخاب کرلے۔

پہلی نگاہ جو طالب علم موضوعات پر ڈالتا ہے وہ ان اجمالی معنوں کی بہم رسانی کی کفیل ہوتی ہے جن سے وہ دشوار و آسان موضوعوں میں تمیز کرتا ہے۔

اس کی کامیابی کا بہترین ضامن یہ طریق ہوگا کہ وہ تمام موضوعات کو پڑھے پھر بغرض احتیاط ان میں سے اپنا موضوع انتخاب کرے، نہ تو انتخاب میں اتنی دیر کرے کہ وقت ضائع ہو اور نہ اتنی جلد بازی کہ اس موضوع کو چھوڑ کر دوسرا اختیار کرنا پڑے۔

اکثر طلاب کی یہ عادت ہوتی ہے کہ امتحان کے دن سہل ترین موضوع انتخاب کیا کرتے ہیں ایسا کرنا ہمیشہ مفید نہیں ہوتا، کبھی دقیق المسلک موضوع کا اختیار کرلینا بھی جبکہ طالب اسکو نبھا سکے، اس کے تفوق کا سبب اور وسعت اطلاع اور روانی طبع کی دلیل بن جاتا ہے اور اس کو اعلٰے درجے اور ارفع منزلت کا مستحق کر دیتا ہے۔

جب طالب موضوع کا انتخاب ختم کرے تو اس کو اس کے سمجھنے اور اس کے معانی کا تفحص

کرنے میں ذہن لڑانا چاہئے:-

کہ کبھی تو موضوع کا مطلب ہی دقیق و دشوار ہوتا ہے اور اس کی حقیقت و مراد پر وقوف حاصل کرنے کے لئے تامل کی ضرورت ہوتی ہے، مثلاً: کفیٰ بالسلامة داءً ـــ و ـــ لا رأی لمن لا یطاع، اور گاہے وہ توقیف کا محتاج ہوتا ہے، مثلاً اگر امثال کو موضوع بنا لیا جائے، جیسے: "ما یوم حلیمة بسر" اس لئے کہ اس قسم کے امثال اپنے مضرب کے نیاز مند ہوتے ہیں۔

اور کبھی موضوع تو سہل التناول ہوتا ہے، مگر عنوان اس کا غامض ہوتا ہے، مثلاً فوائد الخیالة و مضارھا کا موضوع اس طالب علم کے لئے جو یہ نہیں جانتا کہ لفظ خیالہ کو نئے زمانہ میں "سنیما" پر اطلاق کیا جاتا ہے، اگر خیالہ کے عوض سنیما رکھ دیا جائے، تو طالب علم بسہولت چل پڑیگا۔

اور بعض اوقات موضوع شامل اور غیر محدود ہوتا ہے اور غالباً معلم کا مقصد اس سے یہ ہوتا ہے کہ طالب علم کو کسی ایک گوشے سے طبع آزمائی کا اختیار ہو، مثلاً موضوع ہے طیرانْ اس پر طالب مختلف جہات سے طبع آزمائی کر سکتا ہے۔ اور ہر جہت ان میں سے ایک مستقل مقالہ بن سکتی ہے۔ پس یہ بھی جائز ہے کہ اس پر تاریخ کی جہت سے لکھا جائے کہ کس طرح فکرۂ طیران نے ترقی حاصل کی، اور یہ بھی کہ اس پر وصفیت علمیہ کی جہت سے خامہ فرسائی کی جائے اور اس کے طریقے اور آلات کی تشریح کی جائے، یا فکر کی جہت سے اس کو حیز تحریر میں لایا جائے اور اس کے منافع و مضار کا اظہار کیا جائے، موضوع کو جمیع جہات سے اطناب کے ساتھ لینا ایک مقالۂ طویلہ کا موجب ہوگا جس کی مجال امتحان میں گنجائش نہ نکل سکیگی، یا وہ طالب کی تقصیر و قصور کی طرف داعی ہوگا۔

اور کبھی دِقّت کا سبب ایک لفظ میں دو یا دو سے زائد معنوں کا اشتراک ہوتا ہے، اور قرینہ کوئی ایسا ہوتا نہیں جو مراد کو متعین کر دے۔ مثلاً موضوع ہو: "فوائد الاسفار" اب جائز ہے کہ طالب علم اَسْفَار کو جمع سَفَر سمجھے اور سیاحت اور اس کے فوائد پر مضمون لکھ

دے، اور یہ بھی جائز ہے کہ اس کو مجموعِ سِفْر خیال کر کے منافعِ کتاب پر نگارش کرنے لگے۔
اور ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ کاتب کی ناپروائی یا قاری کی جلد بازی کی وجہ سے تصحیف یا تحریف کے سبب موضوع ملتبس ہو جاتا ہے۔ مثلاً موضوع ہے: فوائد السیاحۃ، اور نلمیذ نقطوں کے واضح نہ ہونے کے باعث اس کو سباحۃ (بباۓ موحدہ) پڑھ جاتا ہے۔
مقالہ نگاری سے قبل نگارندہ کو ان معانی کا احاطہ کر لینا چاہئے جن پر موضوع متضمن ہے، اسلئے کہ مادہ کو تیار کر لینے سے پہلے موضوع پر لکھنے کا قصد کرنا ایک لغو حرکت ہے۔
اور مادۂ مقال کو طیار کرنے کا بہتر وسیلہ ذہن کو سوچنے پر، زبان کو پوچھنے پر اور آنکھ کو پڑھنے پر لگا دینا ہے، پھر جب کاتب کوئی جدید معنے یا تازہ تعبیر پائے فوراً اس کو قلمبند کرے گو مرتب طور پر نہ ہو سکے، کیونکہ اگر وہ بجرد اس کے سوجھ جانے کے اس کو مدوّن نہ کریگا تو وہ بے قابو ہو کر رفو چکر ہو جائیگی اور دوبارہ بلانے پر واپس نہ آئیگی۔ قال ابو هلال العسكري فى الصناعتين: "اذا اردت ان تصنع كلاما فأخطر معانيه ببالك و تنوق له كرائم اللفظ، واجعلها على ذكر منك، ليقرب عليك تناولها و لا يتعبك تطلبها۔
پس اگر تم کو کوئی موضوع مقالہ نگاری کے لئے ملے، مثلاً تم کو "حياة البدو" پر مقالہ لکھنا ہے، تو پہلے اپنے آپ سے پوچھو کہ لفظ بدو کا معنے کیا ہے؟ اس سے کیا مراد ہے؟ ان کی حیات کے وجوہ اور مختلف مظاہر یعنی اقتصادیہ، اجتماعیہ اور سیاسیہ کیا کیا ہیں؟ پھر جو جو امور ان کی حیات سے تعلق رکھتے ہیں، ان کی اپنے علم کے خزانے میں تلاش کرو تاکہ مقالے کو چار چاند لگانے میں تمہارے مددگار رہوں۔
اور جب تم غیرِ امتحان میں ہو تو تم کو گنجائش ہوگی کہ سیاحوں اور وصافوں نے جو کچھ بدویوں کی زندگی کے متعلق لکھا ہے اس کا مطالعہ کر لو تاکہ تم اگر تم نے ان کا مشاہدہ نہ کیا ہو تو ان کی حیات کا درس کرنے سے اس سے مستفید ہو سکو۔
یہ بھی یاد رکھنے کی بات ہے کہ امتحان میں ایک چھوٹا سا مقالہ لکھنے کے لئے کسی لمبے

چوڑے مادّے کی ضرورت نہیں ہوتی، ہاں یہ ضروری ہوتا ہے کہ اس موضوع کے جوہر کے موافق مادہ کا انتخاب عمل میں آئے۔

خلاصہ یہ کہ موضوع کے درس و تفہم میں تدقیق، اسکے معانی و مقاصد کا احاطہ، اور اس کی عبارت کے لئے موزون و مناسب الفاظ کا انتخاب، یہی کتابت مقالہ میں کامیابی کی سبیل ہے۔

رَسمُ الخُطّۃ

معلوم رہنا چاہئے کہ مقالہ لکھنا اور گھر بنانا دونوں ملتے جلتے کام ہیں، کلمات کو اینٹیں سمجھ لو، جملوں کو دیواریں، فصلوں کو کمرے، اور کوئی معمار ایسا نہیں کر سکتا کہ کسی عمارت کو اس کا پلین تجویز اور نقشہ تیار کرنے سے پہلے جس کے نمونے پر اسس کو بنانا ہے نہایت پختگی اور خوش اسلوبی کے ساتھ تعمیر کر سکے۔ یہی حال کاتب کا ہے۔ اس کو بھی مقالہ کی کتابت شروع کرنے سے پہلے اسس کا خُطّہ طیار کر لینا ناگزیر ہے، یہ اس لئے کہ اگر وہ ان ہی چند مطالب کو لے کر جو اس کے ذہن میں حاضر ہیں، موضوع میں ان کی جملگی صورت کو جاننے سے قبل ہی مقالہ لکھنا شروع کر دے گا تو وہ مطالب کو ایسی پراگندہ حالت میں لکھیگا کہ کوئی رشتہ ان کو آپس میں جوڑنے والا موجود نہ ہوگا، اور بے مہار فکر اور بے لگام قلم اس کو ایسے بیابانوں میں بھٹکائیں گے جن کو وہ پسند نہ کریگا۔

ہم نے ایسے بھی طالبان علم دیکھے ہیں کہ انھوں نے اپنے موضوع کے سمجھنے کی طرف توجہ مبذول کی اور اس کے لئے ایک واضح خُطّہ نقش کیا، اور اسس طریق سے معانی کو اپنا منقاد و مطیع بنا لیا، اپنے قلموں پر قابو پا کر ان کو آوارہ گردی اور پریشانی سے بچا لیا، اور شادان و فرحاں اپنی منزل مقصود کو جا لیا۔ اور کچھ ایسے بھی دیکھنے میں آئے ہیں، جنھوں نے ان باتوں پر دھیان نہ دیا تو حیرت نے ان پر قول کے دروازے بند کر دئے بالخصوص ایک کے بعد دوسرے معنے کو لیتے وقت، اس لئے کہ خیالات کا بکثرت توارد ہونے لگتا ہے تو مناسب انتخاب سے چوک جاتے ہیں اور موضوع سے اکتا کر نراس

ہو جاتے ہیں۔

خطبہ نگاری میں یہ ہونا چاہیئے کہ موضوع کے سارے عناصر، وضاحت، وقت اور ترتیب میں غور و فکر کے احاطے میں رہیں، اور تکرار معانی اور استطراد[1] سے جن میں بعض انشا پرداز پڑ جایا کرتے ہیں بچتے رہیں۔ اس طرح کاتب پر سے دوبارہ سہ بارہ صاف کر کے لکھنے کی مصیبت ٹل جاتی ہے، جیسا کہ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ جب کاتب اپنے کلام پر نظر ثانی کرتا ہے تو اس میں خامیاں دیکھ کر، ان کی اصلاح کر لینے کے بعد کئی بار اس کی بے خطا نقل اتارنے پر مجبور ہوتا ہے۔

اور چونکہ چھوٹے درجے کے انشا پرداز پورے پورے خطوں کو انتہائے موضوع تک اپنے ذہنوں میں متصور اور محفوظ نہیں رکھ سکتے، جیسے کہ بعض پختہ مؤلفین اور تجربہ کار اہل قلم کر سکتے ہیں، اس لئے لازم ہے کہ وہ ان کو لکھ لیں تاکہ غفلت و نسیان کے خطرے سے مامون ہو جائیں۔

---

[1] استطراد: کلام میں خارج از بحث مطالب لانا۔ بہتر طریق اس سے بچنے کا یہ ہے، کہ ہر فکر کو تفاصیل موضوع میں درج کرنے سے قبل یہ سوال کر لیا جائے کہ اس کا اس کے ساتھ کیا تعلق ہے +

حاشیہ علیٰ

مختصر ابن ابی جمرہ

(۱۲۰)

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ (رض) قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہُ علیہ وسلّم: مَنْ حَلَفَ بِاللّٰہِ عَلٰی یَمِیْنٍ وَھُوَ فِیْھَا فَاجِرٌ لِیَقْتَطِعَ بِھَا مَالَ امْرِیءٍ مُسْلِمٍ لَقِیَ اللّٰہَ وَ ھُوَ عَلَیْہِ غَضْبَانُ ۔

ترجمہ: ۔ عبداللہ (رض) بن مسعود سے (روایت ہے) کہا، پیغمبر خدا (صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی کسی قسم (کھانے کے معاملے) پر کسی مرد مسلمان کا مال ہتھیا لینے کی غرض سے اللہ کی قسم کھائے اور ہو وہ اس (قسم کھانے) میں جھوٹا، تو وہ اللہ سے ایسے حال میں ملیگا کہ اللہ اس پر غضبناک ہوگا ۔

تشریحات: ۔

مَالَ امْرِیءٍ مُسْلِمٍ: کسی مسلمان مرد (یا ذمی یا معاہد) کا مال۔ مُسْلِمٍ کی تقیید غالبیت یا شرف کے لحاظ سے ہے ۔

اور مسلم میں ہے مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِیءٍ مُسْلِمٍ بِیَمِیْنِہٖ حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ الْجَنَّۃَ وَ اَوْجَبَ لَہُ النَّارَ۔ (ترجمہ: جو شخص قسم کھا کر کسی مرد مسلم کا حق غصب کرے اللہ تعالےٰ اس پر جنت حرام کردیگا اور دوزخ اس کے لئے واجب ٹھہرادیگا ۔

قَالُوْا وَ اِنْ کَانَ شَیْئًا یَسِیْرًا: (یہ سُن کر) لوگوں نے کہا: اگرچہ کوئی معمولی سی چیز ہو؟ قَالَ وَ اِنْ قَضِیْبًا مِنْ اَرَاكٍ: فرمایا، اگرچہ پیلو کی چھڑی ہو۔ اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ مال اور غیر مال میں کوئی فرق نہیں۔

وَ هُوَ عَلَیْهِ غَضْبَانُ: جس حال میں وہ اس پر خفا ہوگا۔ غَضْبَان اسم فاعل ہے غضب سے، کہا جاتا ہے رَجُلٌ غَضْبَانُ وَ امْرَاَةٌ غَضْبٰی. مخلوق کا غضب تو ایک شے ہے جو ان کے دلوں میں مداخلت کرتی ہے۔ لیکن اللہ کا غضب اس کی ناراضی ہے اس سے جو اس کی نافرمانی کرے، اور اسکو سزا دیتا ہے۔ قَالَ فی النہایہ: حاصل یہ ہے کہ جن صفات کے ساتھ خدائے تعالےٰ کا وصف کرنا حقیقی طور پر شایاں نہیں ان کو ایسے وصف سے ماوّل کر لیا جاتا ہے جو شایانِ شانِ یزدانی ہو ان صفات کو ان کے آثار و لوازم پر محمول کر لیا جاتا ہے جیسے غضب کو عذاب پر اور رحمت کو احسان پر محمول کر لینا، اندریں حالت وہ از قسم صفاتِ افعال ہونگی، یا اس پر محمول کر لیا جاتا ہے کہ مثلاً غضب سے مراد ارادۂ انتقام ہے اور رحمت سے مراد ارادۂ افضال ہے۔ اندریں حال وہ صفاتِ ذات میں سے ہونگی۔

بخاریؒ نے اس کے بعد کہا: قال، فقالَ اَشعث بن قیس:

فیّ وَاللہ ذٰلك، کان بینی و بین رجل من الیھود ارضٌ فجحد نی، فقدمنه الی النبیّ صلی اللہ علیه وسلم فقال لی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: اَلَكَ بَیِّنَة، قَالَ: فَقُلتُ لَا. فقالَ للیھودی احلف. قال: قلتُ یا رسول اللہ! اِذًا یحلف و یذ ھب بمالی، فَاَنْزَلَ اللہُ تعالیٰ: اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَھْدِ اللہِ وَ اَیْمَانِھِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا۔ اِلیٰ اٰخر الایۃ

اس حدیث کو بخاری نے باب: "سؤال الحاکم المدعیّ ھل لك بَیِّنَةٌ قبل الیمین؟" میں ذکر کیا ہے۔

(۱۲۱)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضؓ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم، قَالَ: لَا تُصَدِّقُوْا اَهْلَ الْكِتَابِ وَ لَا تُكَذِّبُوْهُمْ وَ قُوْلُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ مَا اُنْزِلَ اِلَیْنَا الآیہ

ترجمہ :- ابوہریرہ (رضؓ) سے روایت ہے، انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ نہ تو اہل کتاب کی تصدیق کرو اور نہ ان کو جھٹلاؤ اور کہو: ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس پر جو ہماری طرف اتارا گیا۔ الآیہ۔

(بخاری در باب (لَا یُسْئَلُ اهلُ الشرك عن الشهادة وغیرها)

(۱۲۲)

عَنْ اُمِّ کُلْثُوْمِ بِنْتِ عُقْبَةَ، اَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ: لَیْسَ الْكَذَّابُ الَّذِیْ یُصْلِحُ بَیْنَ النَّاسِ، فَیَنْمِیْ خَیْرًا اَوْ یَقُوْلُ خَیْرًا۔

ترجمہ :-

ام کلثوم (رضؓ) دختر عقبہ سے مروی ہے: اس نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جھوٹا نہیں ہے وہ شخص (یعنی جھوٹ کا گناہ نہیں ہے اس شخص پر) جو اصلاح کرے لوگوں کے درمیان، پس پہنچائے بھلی بات، یا (شک راوی کی طرف سے ہے) کہے بھلی بات۔

(باب: لیس الکاذب الذی یُصْلِحُ بین الناس)

(۱۲۳)

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: صَالَحَ النَّبِیُّ (صلی اللہ علیہ وسلم) الْمُشْرِکِیْنَ یَوْمَ الْحُدَیْبِیَّۃِ عَلٰی ثَلَاثَۃِ اَشْیَاءَ: عَلٰی اَنْ مَنْ اَتَاہُ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ رَدَّہٗ اِلَیْہِمْ وَ مَنْ اَتَاھُمْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ لَمْ یَرُدُّوْہُ. وَ عَلٰی اَنْ یَدْخُلَھَا مِنْ قَابِلٍ وَ یُقِیْمَ بِھَا ثَلَاثَۃَ اَیَّامٍ وَ لَا یَدْخُلَھَا اِلَّا بِجُلُبَّانِ السَّلَاحِ السَّیْفِ وَ الْقَوْسِ وَ نَحْوِھِمَا. فَجَاءَ اَبُوْجَنْدَلٍ یَحْجُلُ فِیْ قُیُوْدِہٖ فَرَدَّہٗ اِلَیْہِمْ ٭

ترجمہ:- بروایت براءِ بن عازب، کہا: نبیِؐ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حُدَیبیہ کے دن مشرکوں سے تین چیزوں پر مصالحت کی: (۱) اس پر کہ جو کوئی مشرکوں کا آدمی آنحضرتؐ کے پاس آئے اس کو ان کی طرف واپس فرما دیں، اور جو مسلمانوں کا آدمی ان کے پاس چلا جائے وہ اس کو واپس نہ دیں۔ (۲) اور اس پر کہ وہ مکہ میں آئندہ سال داخل ہوں اور تین دن اس میں ٹھہریں (زیادہ نہیں) اور نیام میں کئے ہوئے ہتھیار (جیسے شمشیر کمان، وغیرہ) ہی لیکر داخل ہوں (ان کے علاوہ نہیں)۔ پھر ابو جندل اپنی بیڑیوں میں تیتر کی چال چلتا آیا تو اس کو (آنحضرتؐ نے، شرط کے مطابق) واپس کر دیا ٭

تشریحات:-

یَوْمَ الْحُدَیْبِیَہ: حاصل اس کا (جیسا کہ ابن عمرؓ سے وارد ہے) یہ ہے کہ: پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بہ نیت عمرہ مدینہ منورہ سے نکلے، کفار قریش آپ کے اور بیت الحرام کے بیچ حائل ہوئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ میں عمرہ کا احرام کھولنے کے لئے نیاز کے جانور نحر کئے اور سر کے بال اتار دئے اور ان سے اس بات پر صلح کر لی کہ آیندہ

سال عمرہ کرینگے اور تلواروں کے سوا کوئی ہتھیار نہ لائینگے اور مکہ میں اتنا ہی قیام کرینگے جتنا انھوں نے پسند کیا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سال آیندہ عمرہ کیا، اور جس طرح مصالحت میں طے ہوا تھا اسی طرح بجز مستثنٰی ہتھیاروں کے غیر مسلح مکہ میں داخل ہوئے۔ پھر جب آپ نے وہاں اقامت فرمائی تو انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے نکل جانے کا حکم دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے نکلے تو حضرت حمزہؓ کی بیٹی چچا چچا کہتی پیچھے آئی۔ حضرت علی علیہ السلام نے اس کا ہاتھ پکڑا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا: لے اپنے چچا کی بیٹی۔ علی، زید اور جعفر کا اس کے متعلق جھگڑا ہوا۔ حضرت علی رضؓ نے کہا: میں اس کا زیادہ حقدار ہوں، یہ میرے چچا کی بیٹی ہے۔ جعفرؓ نے کہا: میرے چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ میرے تحت ہے، اور زید رضؓ نے کہا: میرے چچا کی بیٹی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خالہ کے حق میں فیصلہ کیا اور فرمایا: اَلْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الاُمِّ، خالہ ماں کے درجے پر ہوتی ہے۔ اور علیؓ سے کہا: اَنْتَ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْكَ: تو میرا میں تیرا۔ اور جعفرؓ سے کہا: اَشْبَهْتَ خَلْقِیْ وَ خُلُقِیْ: تو صورت و سیرت میں میری مانند ہے۔

صلحنامہ کی صورت یہ تھی کہ: حضرت علیؓ نے لکھا: مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ۔ مشرکوں نے کہا: مت لکھو محمد رسول، اگر تو رسول ہوتا تو ہم تجھ سے لڑتے کاہے کو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضؓ کو فرمایا: اس کو مٹا دو۔ حضرت علی رضؓ نے کہا: میں تو مٹانے کا نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس کو مٹا دیا۔

و صالحهم علی ان يدخلَ هو و اصحابه ثلاثة ايامٍ و لا يَدْخُلُوْنَهَا اِلَّا بِجُلُبَّانِ السِّلَاحِ فَسَاَلُوْهُ مَا جُلُبَّانِ السلاحِ؟ فَقَالَ: القِرَابُ بِمَا فِيْهِ۔
الجُلُبَّان: قال الازهری: الجلبان يُشْبِهُ الجِرَاب من الادم

یضع فیہ الراکب سیفہٗ مغمودا و یضع فیہ سوطہ و ادواتہ و یعلقہا فی آخرۃ الرحل او وسطہ اھ

ابوجندل: عبداللہ بن العاصی بن سہیل۔

یَحْجُلُ: اَی یمشی مثل الحجلہ الطیر المعروف یرفعُ رِجلاً وَ یضَعُ اُخریٰ لاَنّ المقید لا یُمکِنُہٗ ان ینقُلَ رِجلیہِ معًا۔

فَرَدَّہٗ اِلَیہِم: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو جندلؓ کو مشرکوں کے پاس واپس کردیا، پاسِ عہد اور لحاظ شرط کی خاطر۔

حاصل یہ ہے کہ ابو جندل رضؓ مکہ میں مشرف بہ اسلام ہوئے تو ان کے باپ نے ان کو قید کر دیا، وہ بھاگ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے آئے۔ ان کے باپ سہیل (جو قریش کی جانب سے شرائط معاہدہ طے کرنے کو آیا ہوا تھا) ان کو قریش کی طرف لوٹانے کے لئے کھینچنے گھسیٹنے لگا، ابوجندلؓ نے بآواز بلند چیخنا چلانا شروع کیا کہ مسلمانو! مجھ کو پھر مشرکین کے پاس بھیجا جا رہا ہے۔ وہ مجھ کو میرے دین کے بارے میں ستائینگے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوجندل! صبر کر اور اللہ سے اجر کا امیدوار رہ۔ اللہ تعالیٰ تیرے اور ان کمزور مسلمانوں کے لئے جو تیرے ساتھ مکہ میں ہیں کوئی کشائش کی سبیل پیدا کر دیگا، اور ہم نے ان کے ساتھ ایک صلح کا عہد و پیمان کر لیا ہے۔ ہم ان کے ساتھ بیوفائی نہ کرینگے۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۵۵

پیامِ اسلام

جالندھر شہر

القسم الثانی

روضۃ الاطفال

مُدیر: محمد اسحاق تاج اکبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْقُرْآن

(سلسلہ کے لئے دیکھو پیام اسلام دسمبر ۴۳ء صفحہ ۲۴)

استاد : عزیزمن! جہاں ایک جانب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ یہ سارا جہان اپنی بناوٹ میں چست و درست اور بے خلل ہے اور اس وجہ سے بزبانِ حال اپنے بنانے والے کا پاک اور بے عیب ہونا ظاہر کر رہا ہے، وہاں دوسری جانب ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ اس کا انتظام بھی نہایت خوبی اور خوش اسلوبی سے چل رہا ہے۔ آسمان پر اَن گنت ستارے ہیں، بیشمار سیارے ہیں، جو ہماری زمین سے سینکڑوں ہزاروں لاکھوں گنے بڑے ہیں، یہ سب بغیر کسی ظاہری سہارے کے اپنے اپنے موقعے پر واقع ہیں، اور اس لانہایت فضا میں اپنے اپنے دائرے کے اندر گھوم پھر کر اپنی اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں، مگر کیا مجال کہ ان میں سے کوئی ایک کسی دوسرے کی حد میں قدم دھر سکے یا اس سے ٹکرا سکے۔ کُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ، سب جدا جدا دائرے میں تیر رہے ہیں، نہ سورج سے یہ نامناسب حرکت سرزد ہو کہ چاند کو آلے، نہ رات میں یہ دم کہ دن پر پیشقدمی کرے، رات دن ایسے بندھے وقت پر آگے پیچھے آجا رہے ہیں کہ کیا مجال ایک دقیقے، ایک ثانیے کی اگیت پچھیت ہونے پائے۔ موسموں کا ادل بدل، ہواؤں کا ایر پھیر، بادلوں کا اُٹھنا، بارشوں کا آنا، یہ سب کام ایک ضابطے کے نیچے چل رہے ہیں۔ قوموں کے عروج وزوال، عزت وذلت، بقا و فنا اور ثواب وعقاب کے دستور بندھے چلے آرہے ہیں، اور ان میں کبھی تبدیلی واقع نہیں ہوتی تو ان سب حالات سے ہم کو یہ شہادت بھی مل جاتی ہے کہ

لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

اسی کی بادشاہی ہے، یعنی جس احسن الخالقین نے اس جہان کو اپنے اچوک دستِ قدرت سے ایسا سڈول بنایا ہے، اس کے ہموار بندوبست اور انتظام میں بھی اسی پختہ کار مالک کا دستِ تصرف کارفرما ہے۔ اور اس دنیا کو ایسا اچھا بنانے اور اچھا چلانے پر اسی پاک اور کامل ذات کو سراہنا چاہئے۔ اور وہی ہے جو سب کچھ (اس خوبی و خوش اسلوبی کے ساتھ) کرسکتا ہے۔

دوسری آیت کا ترجمہ:

هُوَ : وہ + اَلَّذِیْ : وہ ہے جس نے + خَلَقَ : بنایا۔ کُمْ : تم کو + فَ : سو + مِنْ : میں سے۔ کُمْ : تم (مِنْکُمْ : کوئی تم میں سے) + کَافِرٌ : منکر ہے + وَ : اور + مِنْکُمْ : کوئی تم میں سے + مُؤْمِنٌ : مومن + وَ : اور + اَللّٰهُ : اللہ + بِ مَا : اس کو جو + تَعْمَلُوْنَ : تم کرتے ہو + بَصِیْرٌ : دیکھ رہا ہے +

"وہی ہے جس نے تم کو بنایا، سو کوئی تم میں کافر ہے اور کوئی تم میں مومن ہے اور جو کچھ تم کرتے رہتے ہو، اللہ اس کو دیکھا کرتا ہے۔"

استاد: (شاگرد سے) تم اس آیت کا مطلب سمجھ گئے ہو گے!

شاگرد: میں اس آیہ کا مطلب یہ سمجھا ہوں کہ: اللہ جس کی شان کا ذکر پہلی آیت میں ہوا ہے، یعنی جس اللہ کے پاک و بے عیب ہونے کی گواہی آسمان اور زمین کی ہر ہر چیز اپنی اپنی زبان میں دے رہی ہے، اور جس اللہ کی بادشاہی کے قانونوں اور انتظام کے کاموں کو ہر عقلِ سلیم سراہ رہی ہے، اسی بے نقص اور کامل صفتوں والے اللہ نے (جہاں اور سب چیزوں کو ان کے لائق حال کاموں کے لئے بنایا وہاں) تم کو تمہارے شایانِ

شانِ فرائض انجام دینے کے لئے بہت ہی اچھے انداز پر پیدا کیا ہے۔

جو حیوان اس نے صرف اس جہان کے کاموں کے لئے پیدا کئے ہیں، ان کو اس جہان کے عنصروں سے بنایا ہوا جسم دیا ہے۔ جسمانی ضرورتوں کو دریافت کرنے کے لئے پانچ حواس دئے ہیں، ان ضرورتوں کی تدبیر کرنے کے لئے کچھ حیوانی عقل، اور ہر ایک کی ضرورتوں کے مناسب کچھ اعضاء مرحمت کئے ہیں۔

مگر تم کو ان سب کے علاوہ ایک اعلیٰ روح عطا فرمائی ہے اور اس روح کو ایک اعلیٰ عقل کی روشنی اور نہایت روشن دل و دماغ بخشتے ہیں، جن کی بدولت تم اس جسمانی دنیا کے پار جو روحانی اور نورانی جہان ہیں، ان کو بھی دیکھ سکتے ہو، ایسی روح اور اس کے موافق سامان تم کو اسلئے دئے گئے ہیں کہ تم صرف اس فانی دنیا کے لئے یہاں نہیں بھیجے گئے ہو بلکہ ایک اور ابدی اور لافانی عالم کی تیاری کرنے کے لئے بھیجے گئے ہو جو اس سے بدرجہا بہتر اور پائیدار ہے، اور انسان کی لاانتہا اور نہایت وسیع خواہشوں کے برآنے کا جن کی اس تنگ ظرف دنیا میں کوئی گنجائش نہیں، درحقیقت وہی مقام ہے۔

چونکہ تم کو ایک محدود وقت تک اس دنیا میں رہنا ہے، اس لئے تم کو ایک حیوانی اور فانی جسم دیا گیا اور چونکہ تم کو ہمیشہ کے لئے ایک پُر بہار اور جاودانی عالم میں ہمیشہ قیام کرنا ہے، اسلئے تم کو ایک ملکوتی اور ابدی روح دی گئی۔

پس اب تم جہل و علم، ظلمت و نور، بدی و نیکی، دوزخ و بہشت کے دوراہے پر کھڑے ہو، اور یہ دو نو راہیں تمھاری نگاہ کے سامنے آشکار ہیں اور دونوں میں سے کسی ایک کو پسند کر لینا تمھارے اپنے اختیار کی بات ہے۔ اس لئے اس مقام پر تمھارے دو گروہ ہو جاتے ہیں:-

ایک تو وہ ہیں، جو اس جہانِ فانی کی لذتوں کے اسیر ہو کر رہ جاتے ہیں، وہ اپنی روح کو دوسرے عالم کی طرف رُخ کرنے کا موقع ہی نہیں دیتے اور عقل کی ساری روشنی اسی دنیائے فانی کی راحتوں کی تلاش میں صرف کر دیتے ہیں اور ان کی ساری دوڑ

دھوپ اسی ہوا و ہوس کے میدان میں محدود ہو کر رہ جاتی ہے، یہ لوگ کافر ہیں، اس لئے کہ انھوں نے اپنی غیر محدود استعداد کو جو نامتناہی عیش و مسرت اور لازوال سعادت کے لئے تھی حیوانیات کے تلے دبا دیا اور شہوانیات کی غلاظتوں میں چھپا دیا۔

اور دوسرے وہ ہیں کہ اس جہان کے تماشے ان کی بصیرتوں کا پردہ نہ بن سکے اور جسمانی خواہشیں ان کے نفس کو شکار نہ کر سکیں، انھوں نے اس عالم کو خواہش کی نظر سے دیکھنے کے بجائے عبرت کی نگاہ سے دیکھا، اور ایک آئینہ کی مانند پایا، جس میں اللہ تعالےٰ کے بدیع و عجیب کاموں اور جلیل و جمیل صفتوں کی تجلیوں نے ان کی عقلوں کو لبھالیا اور ان کی روحوں کو اس جمالِ سرمدی کا والہ و شیفتہ بنالیا، اور اس ذاتِ پاک کی پاک محبت کے جذبے نے ان کو تمام حیوانی رذیلتوں اور دنیوی آلائشوں سے پاک کر کے اللہ کے رنگ میں رنگ دیا۔ جہل کی جگہ علم نے لے لی اور ظلمت کی جگہ نور نے اور ان کی زندگیاں بدی کے بدلے نیکیوں کا پیکر بن گئیں۔ یہ لوگ مومن ہیں۔

اور اللہ دیکھ رہا ہے کہ تم اس دوراہے میں سے کونسی راہ اپنے لئے انتخاب کرتے ہو، کفر کی راہ پڑ کر مادہ کی تاریکیوں میں کھو کر جسم کی آنی فانی لذتوں کے پیچھے دوڑتے دوڑتے جہنم رسید ہو جاتے ہو۔

یا ایمان کی شاہ راہ پر گامزن ہو کر، علم و یقین کی روشنی اور اخلاق و اعمال کی استقامت کے ساتھ جنتِ فردوس اور نعیم مقیم کو اپنا مقام بناتے ہو۔

اَلدُّرُوسُ الْعَرَبِیَّۃ

مَحَبَّۃُ الْاَوْطَان

۱۔ مَحَبَّۃُ الْاَوْطَانِ فَرْضٌ عَلَی الْاِنْسَانِ
۲۔ فَاعْمَلْ بِهَا یا عَزِیزِیْ تُصْبِحْ رَفِیعَ الشَّانِ
۳۔ اُطْلُبْ وَ اَنْتَ صَغِیْرٌ کَنْزَ الْعُلُوْمِ الدَّانِیْ
۴۔ تَحَلَّ بِالْفَضْلِ وَارْغَبْ فِی الْعِلْمِ طُوْلَ الزَّمَانِ
۵۔ کَیْ تَنْفَعَ الْوَطَنَ الْیَوْ..... مَ، بِاتِّقَادِ الْجَنَانِ
۶۔ وَ تُصْبِحَ الْغَدَ فِیْهِ فَتًی فَصِیْحَ اللِّسَانِ
۷۔ یَدْعُوا الْمَعَالِیَ فَتَاْتِیْ اِلَیْهِ طَوْعَ الْبَنَانِ
۸۔ اِذْ ذَاکَ تَخْدِمُ حَقًّا بِغَیْرَۃٍ وَ تَفَانِ
۹۔ وَ طَائِلٍ وَ طَنَافِیْـ.....ـهِ غَالِیَاتُ الْاَمَانِیْ
۱۰۔ لِذَاکَ قِیْلَ قَدِیْمًا مَحَبَّۃُ الْاَوْطَانِ
فَرْضٌ یُعَدُّ عَلَیْنَا
نَوْعًا مِنَ الْاِیْمَانِ

حُبِّ وطن

(۱) وطنوں کی محبت انسان پر فرض ہے۔
(۲) اے میرے عزیز اس کو عمل میں لا تو عالی شان ہو جائیگا۔

(۳) تو اپنے بچپن ہی میں علموں کا قریب خزانہ طلب کر۔

(۴) فضیلت سے آراستہ ہو اور علم میں ساری عمر رغبت کرتا رہ۔

(۵) تاکہ دل کے روشن ہوجانے سے آج تو وطن کو فیضیاب کرے۔

(۶) اور کل تو اس میں ایک نوجوان فصیح اللسان ہو جائے

(۷) جو برتری کو بلائے تو وہ اس کی طرف انگلیوں کے طور مطیع ہو کر آئے۔

(۸) اس وقت تو صحیح طور پر غیرت و قدرت کے ساتھ جان توڑ کر

(۹) ایسے وطن کی خدمت کریگا جس سے قیمتی توقعات وابستہ ہیں۔

(۱۰) اسی لئے پہلے زمانے میں کہا گیا تھا کہ: وطنوں کی محبت

(۱۱) ایسا فرض ہے جو ایک قسم کا ایمان شمار ہوتا ہے۔

یَا مَامَا!

۱- يَا مَامَا ، هٰذَا قَلْبِيْ — لَمْ يَعْرِفْ غَيْرَ الْحُبِّ

۲- قَلْبِيْ قَوْلٌ لَا يُرْضِيْهِ — حُبٌّ مَغْشُوْشٌ مَا فِيْهِ

۳- لَثْمٌ مِنْ اُمِّيْ يَكْفِيْهِ — عِنْدَ الْبَلْوٰى وَ الْكَرْبِ

۴- اِنْ سَأَلْنَا كُلَّ النَّاسْ — عَمَّنْ يَجْلُوْ عَنَّا الْبَأْسْ

۵- قَالُوْا اُمٌّ عِنْدَ الْيَاسْ — تَتْلُوْ اٰيَاتِ الْحُبِّ

۶- مَا اَجْلٰى مَرْاٰيَا تُبْدِيْهِ — مَا اَسْمٰى فِعْلًا تَأْتِيْهِ

۷- مَا اَحْلٰى مَغْنًى تَعْنِيْهِ — اِنْ قَالَتْ لِيْ : "يَا قَلْبِيْ"

اے امّاں!

(۱) اماں جان! یہ میرا دل ہے اس نے محبت کے سوا کچھ نہیں جانا۔

(۲) میرے دل کو جو بات نہیں بھاتی وہ ایسی محبت ہے جس میں کھوٹ ہو۔
(۳) مصیبت اور بے چینی میں میری ماں کا ایک بوسہ اس کو بس ہے۔
(۴) اگر ہم سبھی لوگوں سے پوچھیں کہ کون ایسا ہے جو ہماری سختی دور کر دیتا ہے۔
(۵) تو وہ کہینگے: سختی کے وقت ماں ہے جو محبت کی آیتیں تلاوت کرتی ہے۔
(۶) کیسی روشن رائے ہے جسے ظاہر کرتی ہے۔ کیسا اچھا فعل ہے جو کرتی ہے۔
(۷) کیسا مطلب ہے جو ادا کرتی ہے اگر وہ مجھ کو کہتی ہے: "اے میری جان"!

دُعَاءُ الطِّفْلِ

اِمْنَحِ الْعُصْفُوْرَ رِیْشًا وَهَبِ الْیَنْبُوْعَ مَاء
وَامْنَحِ الْحِمْلَانَ صُوْفًا وَ الْفَضَا طَلَّ السَّمَاء

یَا اِلٰهِی

وَ هَبِ الْمِسْكِیْنَ قُوْتًا وَ امْنَحِ الْمَرْضَى الشِّفَاء
وَ اجْعَلِ الْمَاءَ سُوْرَحْرًا یَتَّجِهُ حَیْثُ یَشَاء

یَا اِلٰهِی

وَ امْنَحِ الْاَیْتَامَ مَاْوًى وَ ذَوِی الْیَاْسِ الرَّجَاء
اَنْتَ وَهَّابٌ کَرِیْمٌ اَنْتَ یَنْبُوْعُ السَّخَاء

یَا اِلٰهِیْ

بچے کی دعا

چڑیا کو پر دے اور چشمے کو پانی عطا کر
بروں کو اون دے اور فضا کو شبنم

اے میرے خدا

مسکین کو کھانا دے اور بیماروں کو شفا دے
بندی کو آزاد کر کہ جدھر چاہے جائے

اے میرے خدا

یتیموں کو ٹھکانا دے اور نومیدوں کو آس
تو بہت بخشش کرنیوالا داتا ہے تو سخاوت کا چشمہ ہے

اے میرے خدا
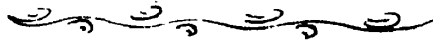
قِصَّةُ سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَام

مِثَالُ الاِقْنَاعِ وَ قُوَّةِ الْحُجَّةِ

۱۔ سَيِّدُنَا اِبْرَاهِيْمُ مِنْ ذُرِّيَّةِ نُوْحٍ، وَ كَانَ فِيْ زَمَنِ النَّمْرُوْدِ، مَلِكِ الْكَلْدَانِيِّيْنَ رَ وَ كَانَ مُلْكُهُمْ بِبِلَادِ الْعِرَاقِ.

كَانَ النَّمْرُوْدُ وَ قَوْمُهُ يَعْبُدُوْنَ الْاَصْنَامَ، وَ هِيَ تَمَاثِيْلُ يَنْحِتُوْنَهَا مِنَ الْحِجَارَةِ.

لَمَّا بَلَغَ اِبْرَاهِيْمُ رُشْدَهُ، هَدَاهُ اللّٰهُ اِلٰى بُطْلَانِ عِبَادَةِ الْاَصْنَامِ، لِاَنَّهَا لَا تَضُرُّ وَ لَا تَنْفَعُ، فَبَدَاَ بِتَبْلِيْغِ رِسَالَتِهِ لِاَبِيْهِ (آزَرَ)، وَ كَانَ، فَقَالَ لَهُ: يَا اَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَ لَا يُبْصِرُ وَ لَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْئًا؟ يَا اَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَاءَنِيْ

مِنَ العِلْمِ مَا لَمْ يَأْتِكَ، فَاتَّبِعْنِيْ أَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا). فَزَجَرَهُ أَبُوْهُ، وَ نَهَاهُ عَنْ ذِكْرِ آلِهَتِهِ بِسُوْءٍ.

٤ـ وَ أَخَذَ إِبْرَاهِيْمُ يَدْعُوْ قَوْمَهُ إِلٰى عِبَادَةِ اللّٰهِ وَحْدَهُ، فَلَمَّا سَمِعَ بِهِ (النَّمْرُوْدُ) دَعَاهُ إِلَيْهِ، وَ قَالَ لَهُ: مَنْ رَبُّكَ الَّذِيْ تَدْعُوْ النَّاسَ إِلٰى عِبَادَتِهِ؟ فَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ: (رَبِّيَ الَّذِيْ يُحْيِيْ وَ يُمِيْتُ). قَالَ النَّمْرُوْدُ: (أَنَا أُحْيِيْ وَ أُمِيْتُ). قَالَ إِبْرَاهِيْمُ: (فَإِنَّ اللّٰهَ يَأْتِيْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ، فَأْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ). فَحَارَ النَّمْرُوْدُ فِيْ أَمْرِهِ، وَ لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُجِيْبَهُ.

٥ـ وَ لَمَّا كَذَّبَهُ قَوْمُهُ، أَخَذَ فَأْسًا، وَ كَسَّرَ بِهَا أَصْنَامَهُمْ فِيْ غَيْبَتِهِمْ، فَلَمَّا عَلِمَ الْمَلِكُ بِذَالِكَ أَمَرَ بِإِحْرَاقِهِ، فَقَذَفُوْا بِهِ فِي النَّارِ، فَكَانَتْ بَرْدًا وَ سَلَامًا عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ.

٦ خَرَجَ إِبْرَاهِيْمُ مِنْ بَلَدِهِ مُهَاجِرًا، وَ طَافَ فِيْ بِلَادٍ كَثِيْرَةٍ، مِنْهَا الشَّامُ وَ مِصْرُ، وَ انْتَهٰى إِلٰى بِلَادِ الْحِجَازِ، وَ جَدَّدَ بِنَاءَ الْكَعْبَةِ، وَ هِيَ أَوَّلُ بَيْتٍ بُنِيَ لِعِبَادَةِ اللّٰهِ وَحْدَهُ.

٧ـ وَ قَدْ رَزَقَ اللّٰهُ سَيِّدَنَا إِبْرَاهِيْمَ ـ عَلَيْهِ السَّلَامُ ـ وَلَدَيْنِ، هُمَا: إِسْمٰعِيْلُ، وَ مِنْ ذُرِّيَّتِهِ سَيِّدُنَا مُحَمَّدٌ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَ إِسْحَاقُ، وَ مِنْ

ذُرِّيَّتِهِ بَنُو إِسْرَائِيْلَ .

٨ - رَأَى سَيِّدُنَا إِبْرَاهِيْمُ فِي الْمَنَامِ أَنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُهُ بِذَبْحِ وَلَدِهِ إِسْمَاعِيْلَ ، فَامْتَثَلَ أَمْرَ رَبِّهِ ، وَ قَالَ لِابْنِهِ : (يَا بُنَيَّ إِنِّيْ أَرَى فِي الْمَنَامِ أَنِّيْ أَذْبَحُكَ ، فَانْظُرْ مَاذَا تَرَى ؟ قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ، سَتَجِدُنِيْ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصَّابِرِيْنَ) . فَلَمَّا وَضَعَ السِّكِّيْنَ عَلَى رَقَبَتِهِ ، سَاقَ اللّٰهُ إِلَيْهِ كَبْشًا كَبِيْرًا ، فَعَلِمَ أَنَّهُ فِدَاءٌ مِنَ اللّٰهِ لِابْنِهِ ، فَذَبَحَ الْكَبْشَ ، فِي الْيَوْمِ الْعَاشِرِ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ ، وَ صَارَ ذَالِكَ عَادَةً شَائِعَةً فِي الْعَرَبِ ، وَ جَاءَ الْإِسْلَامُ بِإِقْرَارِهَا وَجُعِلَ هٰذَا الْيَوْمُ عِيْدًا عَامًّا لِلْمُسْلِمِيْنَ .

فَضَائِلُ سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مِمَّا اتَّصَفَ بِهِ إِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ :

١ - الشَّجَاعَةُ فِي خِطَابِ أَبِيْهِ وَ قَوْمِهِ وَ مَلِكِهِمْ ، وَ فِيْ تَكْسِيْرِ الْأَصْنَامِ ، وَ فِيْ عَدَمِ مُبَالَاتِهِ بِالنِّيْرَانِ .

٢ - قُوَّةُ حُجَّتِهِ ، وَ دِقَّةُ أُسْلُوْبِهِ فِي الْإِقْنَاعِ .

٣ - قُوَّةُ إِيْمَانِهِ ، وَ تَسْلِيْمُهُ لِلّٰهِ .

٤ - حِلْمُهُ ، وَ سَعَةُ صَدْرِهِ ، لِاحْتِمَالِ أَذَى قَوْمِهِ ، بِدُعَائِهِ لَهُمْ بِقَوْلِهِ : (فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَإِنَّهُ مِنِّيْ ، وَ مَنْ

عَصَانِیْ فَاِنَّکَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ) .
هٰذَا ، وَ یُعْتَبَرُ سَیِّدُنَا اِبْرَاهِیْمُ اِمَامَ الْمُوَحِّدِیْنَ ، اَلَّذِیْنَ انْتَشَرَ عَلیٰ اَیْدِیْهِمْ مَذْهَبُ الْوَحْدَانِیَّةِ فِی الْاَرْضِ بَعْدَ نُوْحٍ .

مُصَوَّرُ بَعْضِ الْبِلَادِ التَّارِیْخِیَّةِ الْوَارِدَةِ فِیْ قِصَصِ الْاَنْبِیَاءِ
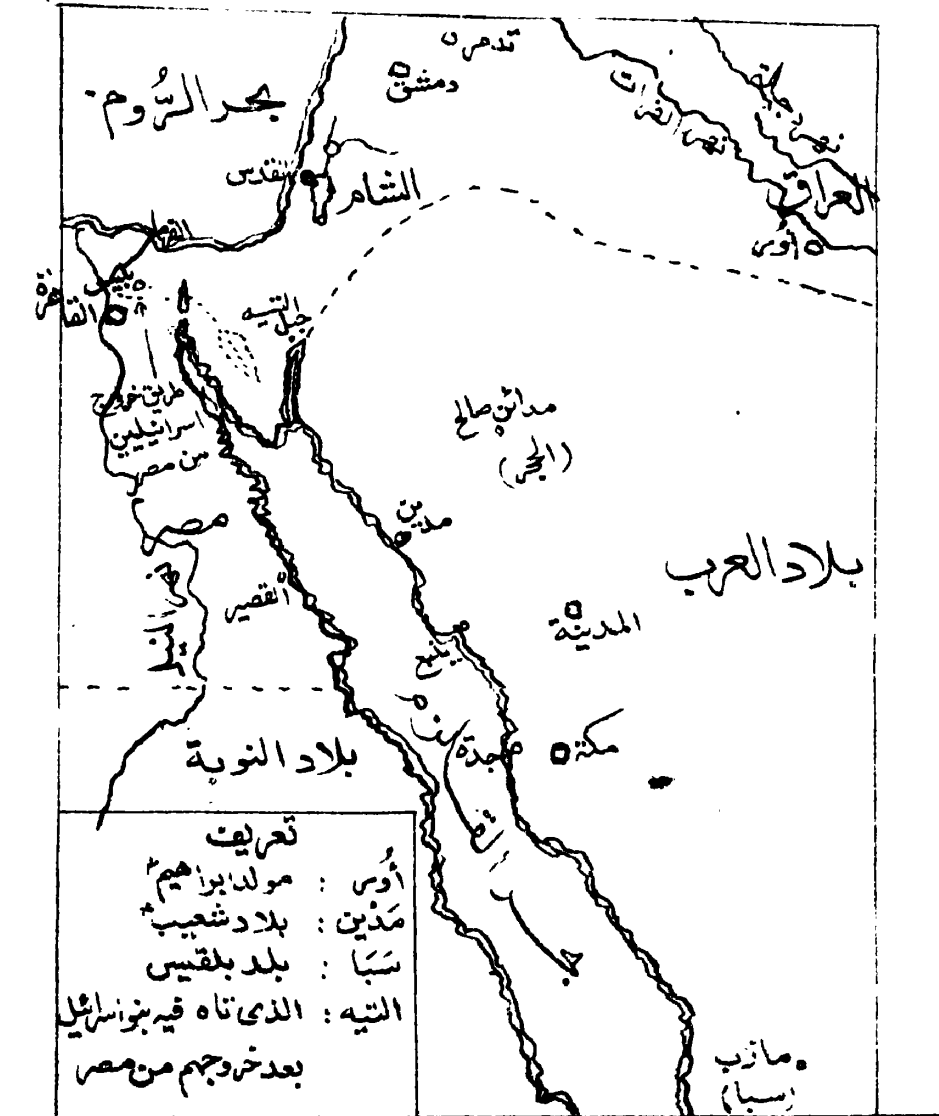
تمرین

۱۔ مَا الَّذِیْ کَانَ یَعْبُدُہٗ قَوْمُ اِبْرَاھِیْمَ ؟
۲ مَاذَا فَعَلَ اِبْرَاھِیْمُ لَمَّا عَصَاہُ قَوْمُہٗ ؟
۳۔ بِمَاذَا عَاقَبَہٗ قَوْمُہٗ ؟
۴۔ ھَلْ بَقِیَ اِبْرَاھِیْمُ فِیْ بَلَدِہٖ بَعْدَ ھٰذَا الْعِقَابِ ؟
۵۔ فِیْ اَیِّ الْبِلَادِ انْتَشَرَ دِیْنُ اِبْرَاھِیْمَ وَ ذُرِّیَّتِہٖ ؟
۶۔ قُصَّ حِکَایَۃَ الذَّبِیْحِ وَ الْفِدَاءِ ؟
۷۔ ھَاتِ فَضِیْلَتَیْنِ مِنْ فَضَائِلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ ؟

ترجمہ :۔

قصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام

زورِ دلیل اور قائل کر لینے کا نمونہ :۔

(۱) حضرت ابراہیمؑ حضرت نوحؑ کی نسل میں سے ہیں، کلدانیوں کے بادشاہ نمرود کے زمانے میں ہوئے ہیں، کلدانیوں کی حکومت ملک عراق میں تھی۔

(۲) نمرود اور اسکے لوگ بتوں کی پرستش کرتے تھے، وہ مورتیں ہیں جن کو پتھر تراش کر بناتے ہیں۔

(۳) جب ابراہیم علیہ السلام نے ہوش سنبھالا تو اللہ نے ان کو بت پرستی کا نادرست ہونا سمجھایا، اس لئے کہ نہ تو وہ نقصان پہنچا سکتے نہ فائدہ، حضرت ابراہیمؑ نے اللہ کا پیغام پہلے اپنے باپ آزر کو — جو بت پرست تھا — پہنچایا، اور اس سے کہا: "پیارے باپ! آپ ایسی چیز کو کیوں پوجتے ہیں جو نہ سنے نہ دیکھے، اور نہ آپ کسی کام آسکے! میرے پیارے باپ! میرے پاس کچھ ایسا علم آیا ہے جو آپ کے

پاس نہیں پہنچا، آپ میرے پیچھے ہولیں، میں آپ کو سیدھی سپاٹ راہ سے چلوں گا۔" باپ نے ان کو ڈانٹ بتائی اور بتوں کی برائی بیان کرنے سے ان کو منع کیا۔

(۴) حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی قوم کو اللہ کی بندگی کی طرف بلانے لگے۔ نمرود نے جب یہ سنا، تو ان کو اپنے پاس بلا کر پوچھا: کون ہے وہ تمھارا مالک جس کی بندگی کی طرف لوگوں کو بلاتے ہو؟ ابراہیم علیہ السلام نے کہا: میرا مالک وہ ہے جو جلاتا اور مارتا ہے۔

نمرود نے کہا: میں جلاتا اور مارتا ہوں۔

ابراہیمؑ نے کہا: یہ بات ہے تو اللہ تو سورج کو مشرق سے نکالا کرتا ہے، تم اسکو مغرب سے نکال دکھاؤ۔

نمرود یہ سن کر ہکا بکا رہ گیا اور ابراہیمؑ کی بات کا جواب نہ دے سکا۔

(۵) جب قوم نے حضرت ابراہیمؑ کو جھٹلایا تو انھوں نے کلھاڑا لے کر ان لوگوں کی غیر حاضری میں ان کے بتوں کو توڑ پھوڑ دیا۔ جب بادشاہ کو اس واقعہ کی خبر ہوئی، تو ان کے جلا دینے کا حکم دیا۔ اس پر لوگوں نے ان کو آگ میں پھینک دیا اور وہ آگ ابراہیمؑ پر ٹھنڈک اور سلامتی بن کر رہ گئی۔

(۶) حضرت ابراہیمؑ اپنے شہر سے مہاجر بن کر نکلے اور شام و مصر وغیرہ بہت سے ملکوں اور شہروں میں گھومتے ملک حجاز میں آپہنچے، اور کعبہ کی عمارت از سرِ نو تعمیر کی اور وہ پہلا گھر ہے جو اکیلے خدا کی عبادت کے لئے بنایا گیا۔

(۷) اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دو فرزند عطا فرمائے: حضرت اسماعیل علیہ السلام، جن کی نسل میں سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اور حضرت اسحاق علیہ السلام، جن کی نسل بنی اسرائیل ہیں۔

(۸) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے بیٹے اسماعیلؑ کے

ذبح کرنے کا حکم فرماتا ہے، انھوں نے اپنے رب کا فرمان مان لیا اور اپنے بیٹے سے
کہا: اے میرے پیارے بیٹے! میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تم کو ذبح کرتا ہوں
اب تو دیکھ کہ تیری کیا رائے ہے۔ حضرت اسماعیلؑ نے کہا: اے میرے پیارے
باپ! جس کام کا حکم آپ کو ملتا ہے وہ کر ڈالئے، آپ مجھ کو — اگر اللہ نے چاہا
— تو صابر ہی پائیں گے۔

پھر جب ابراہیمؑ نے اسماعیلؑ کی گردن پر چھری رکھی تو اللہ نے ایک بڑا مینڈھا
ان کے پاس بھیجا اور ابراہیمؑ کو معلوم ہوگیا کہ یہ اللہ کی جانب سے ان کے بیٹے کا فدیہ
ہے۔ پس انھوں نے ذی الحجہ کی دسویں تاریخ مینڈھا ذبح کر دیا، اور عرب میں یہ رسم
پھیل گئی۔ اور اسلام آیا تو اس نے اس رسم کو برقرار رکھا، اور اس دن کو مسلمانوں
کے لئے عید بنا دیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فضائل

جن فضیلتوں سے حضرت ابراہیمؑ متصف تھے ان میں سے:

(۱) اپنے باپ، اپنی قوم اور ان کے بادشاہ کو خطاب کرنے، بتوں کو توڑنے اور آگ کی پروا نہ کرنے میں "دلاوری"۔

(۲) قائل کرنے میں حجت کی قوت اور اسلوب کی باریکی۔

(۳) ایمان اور اپنا تن من دھن سب خدا پر قربان کر دینا۔

(۴) اپنی قوم کی اذیتیں اٹھا کر ان کے حق میں یہ دعا کرنا: پھر جو کوئی میرے پیچھے چلے تو وہ میرا ہے اور جو کوئی میری نافرمانی کرے تو تو بخشنہار مہربان ہے۔

علاوہ ازیں حضرت ابراہیمؑ ان موحدوں کے پیشوا سمجھے جاتے ہیں جن کے ہاتھوں پر
وحدانیت کا مذہب نوح علیہ السلام کے بعد زمین میں پھیلا ہے۔

بعض تاریخی ملکوں کا نقشہ

جن کا ذکر قصص انبیاء میں آیا ہے

تمرین

(۱) ابراہیمؑ کی قوم کن چیزوں کو پوجتی تھی ؟

(۲) جب ابراہیمؑ کی قوم نے ان کی نافرمانی کی تو ابراہیمؑ نے کیا کیا ؟

(۳) ان کی قوم نے ان کو کیا سزا دی ؟

(۴) کیا ابراہیمؑ اس سزا کے بعد اپنے شہر میں رہے ؟

(۵) ابراہیمؑ اور ان کی ذرّیت کا دین کس ملک میں پھیلا ؟

(۶) ذبح اور فدیہ کی حکایت بیان کرو ؟

(۷) حضرت ابراہیمؑ کے فضائل میں سے دو فضیلتیں بیان کرو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۱۵ | فروری سنہ ۱۹۴۴ء صفر سنہ ۱۳۶۳ھ | نمبر ۲

انشاء

(مسلسل)

خطبہ نگاری پر تطبیق

ہم خطبہ نگاری کا نمونہ دکھانے کے لئے "فوائد المعارض الدولیہ" کا موضوع لیتے ہیں۔ اب سب سے پہلا عنصر جو ذہن کے سامنے آتا ہے، وہ لفظ مَعَارِض (نمائشوں) کے معنے کا تصور ہے۔ اور معانی اس وقت ذہن کو متاحف (عجائب گھروں) کے معنے کے تصور اور ان دونوں کے مابین مشابہت اور مخالفت کی وجہوں میں موازنہ جاری کرنے کو بھی کہیں گے۔

اور ایسا کرنے سے محرر مقالہ نے موضوع کا پہلا عنصر مع ان اضافی معنوں کے جو اس کے ضمن میں آتے ہیں پیدا کر لیا۔

پھر ذہن ان اغراض کی چھان بین کی طرف متوجہ ہوگا جو باوجود بڑی بڑی تکلیفوں اور مشقتوں کے اقوام کو ان نمائشگاہوں کی اقامت پر آمادہ کرتی ہیں، اور یہی فکرت مغزِ موضوع ہوتی ہے اور وہ اس مرحلہ پر پہنچ جاتی ہے کہ ان نمائشگاہوں سے بہت بیش قیمت فائدے معرضِ وجود میں آیا کرتے ہیں۔ اور اولاً جو منافع اس فکرۃ کے سامنے نمودار ہوتے ہیں، وہ مالی منافع ہیں جو اس کی اقامت میں اشتراک کرنے والوں کو اس کے مال کی فروخت پر حاصل ہوتے ہیں۔ اور ان شہروں میں جہاں جہاں یہ قائم ہوتی ہیں نمائش میں آئی ہوئی اشیاء کا عام رواج ہو جانا، اور وہ وسیع واقفیت جو زائرین نمائش کو اس کے معائنے سے نصیب ہوتی ہے اور صناعوں میں ایک دوسرے پر فوقیت لے جانے کا جوش پیدا ہونا، اقوام کی عام ترقی کی حالت پر رائے قائم کرنے کا موقع ملنا، اور نمائشوں پر دعوت دینے اور اجابت کرنے کی بنا پر اقوام کے باہمی علاقوں میں ربط وضبط بڑھنا۔

باحث سوچتے سوچتے اس حد تک پہنچ جانے پر موضوع کے اہم اغراض کو ختم کر چکا ہوگا۔ اب وہ اس کو ان وسائل کی تلاش پر جو نمائشگاہوں کی کامیابی کا باعث ہوتے ہیں ختم کر دیگا: مثلاً: موقع کی صلاحیت، سامان لگانے میں سلیقہ، نمائشگاہ کی ترتیب وتنسیق، انعامات تقسیم کرنے میں عدل، زائرین کے ساتھ حسن سلوک جس جس چیز کو وہ سمجھ نہ سکیں اس کی تشریح، اور حکومتوں کا ان کی اقامت وزیارت کے راستوں کو آسان کرنا۔

اور جب باحث نے ان معانی کو جمع کر لیا تو اس کے دل میں اس موضوع کو ان امور کے ذکر سے پورا کرنے کی رغبت ظاہر ہوگی، معارض کی کچھ تاریخ، پہلے کس شخص نے اس پر غور کیا؟ پہلی نمائش جو دنیا میں قائم کی گئی؟ اور اب اس نے ایک مدرسی مقالہ کے موافق عناصر پر تفکیر کا کام ختم کر لیا ہے۔ اب اس کے بعد اس کو لازم ہے کہ ان معانی کی تدوین حسب ذیل عمود کی صورت میں کرے:۔

فَوَائِدُ المَعَارِضِ الدَّوليَّة

العناصر: (۱) مَا هِيَ؟ (۲) تَارِيخُهَا - (۳) فوائدها - (۴) اسباب نجاحها -

عمود المقال

۱ـ هِيَ أَمَاكِنُ تُعْرَضُ فيها نَمَاذِجُ من صناعات الأُمَمِ و زراعاتها و معادنها وَ إخْتِرَاعَاتِهَا.
الفرق بَيْنَهَا و بين المتاحف.

۲ـ هِيَ مِنْ مُسْتَحْدَثَاتِ القَرْنِ التَّاسِعِ عَشَرَ.
ا ـ عُورِضَتْ فِكْرَةُ المَعَارِضِ ثُمَّ تَغَلَّبَت و نجحت.
ب ـ اوّل من فكّر فيها الامير كنسورت.
ج ـ فى سنة ۱۸۵۱ عُقِدَ اوّل معرض فى لندن، ثمّ عُقِدَ معارضُ بعد ذالك فى فرنسا و امريكة و بلجيكا و اسكتلنده. فى سنة ۱۸۹۶ عُقِدَ فى شيكاغو اكبر معرض فى العالم. و فى سنة ۱۹۲۴ عقد معرض و يمبلى فى لندن.

۳ـ فوائدُها كثيرةٌ هامّةٌ.
ا ـ سُوقٌ نَافِقَةٌ لِمَنْ يُقِيمُونَهَا، و ربحٌ عَظِيمٌ للبلدان التى تُقَام فيها، وَ مدرسةٌ لزائريها.
ب ـ تبعث على المنافسة الشريفة بين الامم
ج ـ ميزانٌ دقيقٌ للحكم على الفرق بين امة و اخرى.
د ـ توطد العلائق الدولية بين الممالك بالدعوة

الیھا و اجابة الدعوة.

٤ــ اسباب نجاحھا :-

ا ــ تخیر المکان الذی یُقامُ فیه المعرضُ و حسنُ تَقْسِیمِهٖ و تنسیقه.

ب ــ تسھیل الحکوماتِ سبیل اقامتھا و زیارتھا.

ج ــ الحفاوة بالزائرین و شرح المبھم لھم.

د ــ و توزیع الجوائز بغیر محاباة

حکومتی نمائشوں کے فوائد

عناصر :- (۱) نمائشیں کیا ہوتی ہیں ؟ (۲) ان کی تاریخ* - (۳) ان کے فوائد - (۴) ان کی کامیابی کے اسباب -

عمود المقال

۱ ــ وہ ایسی جگہیں ہیں جہاں قوموں کی صنعتوں، زراعتوں، معدنوں اور ایجادوں کے نمونے پیش ہوتے ہیں -

نمائش گاہوں اور عجائب خانوں میں فرق

۲ ــ یہ انیسویں صدی کی پیداوار ہیں -

ا ــ نمائشگاہوں کی تجویز پر پہلے لے دے ہوئی پھر یہ غالب آ کر کامیاب ہوگئیں

ب ــ پہلے جس شخص نے ان کو سوچا وہ لارڈ کنسورٹ تھا -

ج ــ پہلی دولی نمائش سن اٹھارہ سو اکیاون عیسوی میں بمقام لندن منعقد ہوئی پھر اس کے بعد فرانس، امریکہ، بلجیم اور سکاٹ لینڈ میں منعقد ہوئیں، ۱۸۹۶ء میں دنیا کی سب سے بڑی نمائش شکاگو میں منعقد ہوئی، اور ۱۹۲۴ء میں نمائش

* اس قسم کے موضوعوں میں تاریخی عنصر کا ذکر تعریف یا موضوع کے خاتمہ کے بعد درست ہے

ڈیمبلی کا انعقاد لندن میں ہوا۔

۳ — ان کے فوائد بکثرت و اہمیت ہیں

ا۔ وہ اپنے قائم کرنے والوں کی تجارت کی گرم بازاری کا موجب ہیں، جن ممالک میں قائم کی جاتی ہیں ان کے بڑے بڑے منافع کا سبب، اور اپنے زائرین کے واسطے درسگاہ

ب — اقوام کے مابین ایک باشرف رشک کا باعث۔

ج — امتوں کے باہمی فرق کا فیصلہ کرنے کے لئے ایک دقیق ترازو۔

د — دعوت و اجابت کی بنا پر ممالک کے درمیان دولی علاقوں کی مضبوطی۔

۴ — ان کی کامیابی کے اسباب :-

ا — نمائش کے لئے مقام کا انتخاب اور تنظیم و تقسیم کی خوبی۔

ب — حکومتوں کا زائرین کے لئے زیارت و اقامت میں سہولتیں پیدا کرنا۔

ج — زائرین کی خاطر داری اور ان کے لئے مبہم امور کی تشریح۔

د — انعامات کی بغیر کسی رو و رعایت کے تقسیم۔

کتابتِ خُطّہ

بعض وہ قاعدے جو خطبہ کے لکھنے میں پیشِ نظر رہنے چاہئیں:

(۱) موضوع میں جو جامع فکر ہو اس کی تلاش کرو اور ۱، ۲، ۳ وغیرہ رقموں سے اشارہ کرتے ہوئے اس کی تدوین کرو۔

(۲) ہر فکر کے نیچے ان معانی کی تدوین کرو جو اس فکر کی شرح کہتے ہوں اور ان پر حرف ا، ب، ج، د وغیرہ کے ساتھ دلالت کرو۔

(۳) ہر عنصر اور اس کے معانی شارحہ کو عمود میں ایسی جگہ پر رکھو جو اس کے لائق ہو۔

(۴) اس کا دھیان رکھو کہ معانی شارحہ عناصر رئیسہ کے ضمن میں داخل رہیں۔

(۵) عمود و عناصر کی عبارت میں جہاں تک ہوسکے اختصار کرو۔

خطط مقالات

پہلے بیان ہوچکا ہے کہ تازہ مشق مضمون نگار کو مضمون لکھنے سے پہلے ایک ایسا خطہ اور واضح اسلوب جس میں اس کے افکار کا خلاصہ سلسلہ وار جمع ہو لکھ لینا چاہیئے۔

چونکہ مقالات جیسا کہ مذکور ہوچکا اپنے فنون میں مختلف ہوتے ہیں اور وہ خطہ جو ایک فن کے مناسب ہو دوسرے کے مناسب نہیں ہوتا۔ ہمنے اس مقام پر انواع و اقسام کے خطوں کو تفصیل کے ساتھ بیان کردینا مناسب سمجھا جو فنون مقالات کے ساتھ مناسبت رکھتے ہیں اور ہم کو توقع ہے کہ مقالہ نگار اپنے موضوع پر لکھنے میں ان سے امداد لیکر فہم و دانش کے ساتھ سیدھی راہ پر چل سکیگا۔

۱۔ مقالات قصصیہ

(۱) تراجم

کاتب تراجم کے مقالات کو اس شخص کی تعریف سے شروع کرے جس کا وہ ترجمہ لکھ رہا ہے۔ پھر اس کے نام و نسب، جائے پیدائش اور تاریخ کا ذکر کرے، اور ایک مجمل سا اشارہ اس کی شہرت و منزلت کے متعلق بھی کردے جس کی تفصیل بعد میں کی جائے، پھر اس کے ابتدائی حالات اور پہلی تربیت کی طرف متوجہ ہو، اور تربیت پانے والے کی اور ان لوگوں کی حالت جن کے درمیان اس نے پرورش پائی ہے، اور خاندان کی اجتماعی اور اقتصادی منزلت کا ذکر کرے۔ کیونکہ ان میں سے ہر ایک کا مترجم لہٗ کی زندگی پر بہت قوی اثر پڑتا ہے۔ دیکھو کرسٹوفر کولمبس جو بہت بڑا جہازران ہوا ہے اس کی وجہ یہی تھی کہ اس نے اپنا بچپن جہازرانوں میں گزارا تھا۔ اور جو شعرا بیابانوں میں پروان چڑھتے ہیں وہ شہری شعراء سے متمیز ہوتے ہیں۔ اور جو ماں اپنے بچے کی تربیت بلندپائیگی کی خواہش پر کرتی اور فضائل کی اسکو غذا دیتی ہے تو اس کی تربیت کا نتیجہ ایک عالی ہمت اور خود دار شخص کی صورت میں نمایاں ہوتا ہے۔

ہمارے عربی شاعر عبداللہ ابن المعتز کے محلاتِ شاہی میں پرورش پانے کو اس شہری میلان میں بہت بڑا اثر ہے جس سے اس کے اشعار آراستہ ہیں۔

اور اس کے بعد ناگزیر ہے اس کی حیاتِ درسیہ کی تلاش، ان علوم کا ذکر جو اس نے حاصل کئے ان کتابوں کا جو اس نے پڑھیں، ان معلمین کا جن سے تعلیم حاصل کی اور ان دوستوں کا جن سے میل جول رہا۔

پھر اس کی حیاتِ عملیہ کی طرف منتقل ہونا چاہیئے اور اس کو تین زمانوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے ابتدائی، درمیانی اور انتہائی۔

اور اگر مترجم لہٗ کے کچھ اشعار یا تحریریں ہوں تو انکو پیش کرکے ان پر اظہارِ رائے کرنا بھی مناسب ہے اس کے بعد مترجم لہٗ کے آخری ایام کا ذکر کرکے اسکی وفات محلِ وفات اور مدفن کا ذکر کرے۔

اور اس کے پیچھے اس کی خَلقی و خُلقی صفات و مواہب، اس کے مذاہب اور اغراضِ حیات کو حیزِ تحریر میں لائے۔

علاوہ ازیں طولِ مقال کے مطابق تفصیلات کا انتخاب، دقتِ حکم اور حُسنِ تعلیل، تراجم کے خصوص میں ایسے ضروری امور ہیں جن کی مراعات واجب ہے، اور یہ صحیح نہیں ہے کہ ایسی تفصیلات انتخاب کی جائیں جن کا مترجم لہٗ کی زندگی اور اس کے اخلاق پر کوئی قوی اثر نہ ہو۔

مگر کسی انسان کی تاریخ کو ان واقعات سے خالی لانا جو اس کی زندگی پر اثر انداز ہوتے ہوں کچھ اہمیت نہیں رکھتا۔

بنا بر ما تقدم تراجم کے خُطّہ کا ملخص حسبِ ذیل ہوگا۔

الخُطّہ

۱۔ اُس کی اور اُس کی اوّلیت کی تعریف:۔

نام، نسب، شہرت، زاد بوم، تاریخ پیدائش۔

۲۔ نشأۃ و تربیت:۔

ا — والدین کی مادی وادبی حالت ۔

ب — ابتدائی تربیت ۔

ج — جن مدارس میں تربیت حاصل کی، موادِ دراسۃ اور معلمین ۔

۳ — حیاتِ عملیہ :۔

ا — وہ اعمال جن پر اپنی عملی زندگی کے آغاز، وسط اور انجام میں قائم رہا ۔

ب — اس کی کتابیں اور تصنیفیں اگر موجود ہوں ۔

۴ — آخری ایام :۔

تاریخ وفات، محلِ وفات، اور دفن کی جگہ ۔

۵ — صفات، اخلاق، عقائد، اغراض ۔

تطبیق

۱۔ ابو مسلم الخراسانی

العناصر : (۱) التعریف به (۲) تربیته (۳) حیاته العملیه (٤) صفاته و اخلاقه .

عمود المقال

۱ — هو عبد الرحمن بن سالم الخراسانی، مؤید الدعوة العباسیة:

ا — ولد فی قریة یقال لها ماوانه فی سنة مائة للهجرة فی خلافة عمر بن عبد العزیز ۔

۲ — تربی تربیة دینیة سیاسیة :

ا — مات ابوه و هو صغیر فرباه عیسی بن معقل العجلی، وحمله الی الکوفة، فاشتغل خرازًا .

ب — اتصل بابراهیم الامام صاحب الدعوة العباسیة ،

فأعجبه عقله وذكاؤه، وعليه تفقه، وفصح فى العربية، وروى الشعر، وسمع الحديث۔

٣ــ قام باعمال عظيمة وخاطر بنفسه:

ا ــ وجه ابراهيم الامام من الكوفة لنشر الدعوة مع صغر سنه.

ب ــ جهر بالدعوة، واخذ البيعة للامام بقرية يقال لها مفنون من اعمال مرو.

ج ــ اعتقل الامام، ودس له السم فى السجن، فهاج ذالك ابا مسلم، وزحف بجيوش كثيفة على نصر بن سيار والكرمانى فاخذ منهما مرو۔

د ــ دخل الكوفة بجنده، واخذ السفاح الى مسجدها، فبايعه الناس، وصلى بهم، وخطبهم.

ه ــ تولى خراسان من قبل السفاح فكان موضع اجلال وهيبة.

و ــ استدعاه ابوجعفر لمحاربة عمه عبدالله بن على الذى ثار فى الشام على المنصور، وتبعه خلق كثير، فكفاله قتاله، وثبت ملكه.

ز ــ توجس المنصور منه خيفة حينما رآه لا يباليه، وشاهد ان ذكره على الالسنة كاد يخمله.

قتله ابوجعفر المنصور لفساد طويته سنة ١٣٧ھ، ودفن برومية ربلدة من مدائن كسرى على دجلة.

٤ــ كان عظيما نهاضا الى العلياء داهيا:

ا ــ كان جميلاً، قصيرًا، اسمر، نقى البشرة، احور العين، عريض الجبهة، كثيف الشعر، طويل الظهر، قصير الساق.

ب ــ کان شدید البطش، لایحفل بالحوادث الجسام، أبی النفس.
ج ــ کان یبتغی رجع السلطان الی الفرس و الاعاجم.

(باقی باقی)
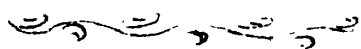
مختصر ابن ابی جمرة

(۱۲۴)

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ، قَالَ: جَاءَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم یَعُوْدُنِیْ، وَ اَنَا بِمَکَّةَ وَ هُوَ یَکْرَهُ اَنْ یَمُوْتَ بِالْاَرْضِ الَّتِیْ هَاجَرَ مِنْهَا قَالَ: یَرْحَمُ اللہُ ابْنَ عَفْرَاءَ! فَسَأَلْتُ رَسُوْلَ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم، قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللہِ! اُوْصِیْ بِمَالِیْ کُلِّهٖ؟ قَالَ: لَا، قُلْتُ فَالشَّطْرُ؟ قَالَ: لَا، قُلْتُ: اَلثُّلُثُ؟ قَالَ: فَالثُّلُثُ وَ الثُّلُثُ کَثِیْرٌ، اِنَّكَ اَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ اَغْنِیَاءَ خَیْرٌ مِنْ اَنْ تَدَعَهُمْ عَالَةً یَتَکَفَّفُوْنَ النَّاسَ فِیْ اَیْدِیْهِمْ،

. . . .

وَ اِنَّكَ مَهْمَا اَنْفَقْتَ مِنْ نَفَقَةٍ فَاِنَّهَا صَدَقَةٌ حَتَّی اللُّقْمَةَ تَرْفَعُهَا اِلٰی فِیْ امْرَاَتِكَ وَ عَسَی اللہُ اَنْ یَرْفَعَكَ فَیَنْتَفِعَ بِكَ نَاسٌ وَ یُضَرَّ بِكَ آخَرُوْنَ، وَ لَمْ یَکُنْ لَهٗ یَوْمَئِذٍ اِلَّا ابْنَةٌ۔

ترجمہ: - ابو وقاص کے بیٹے سعد سے (مروی ہے) کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم میری بیمار پرسی کو تشریف لائے، میں مکہ معظمہ میں (بیمار ہوا) تھا، اور وہ (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم) (یا خود سعد) اس زمین میں، جہاں سے ہجرت کی تھی، مرنا ناپسند کرتے تھے، (نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا: اللہ ابن عفرا پر رحمت فرمائے! اس پر میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: میں نے پوچھا، اے رسول خدا! میں اپنے سارے مال کی وصیت کر دوں؟ فرمایا، نہ۔ میں نے پوچھا، تو آدھے کی؟ فرمایا: نہ۔ میں نے کہا: تو تہائی کی؟ فرمایا: ہاں تہائی کی، اور تہائی بہت ہے۔ سچ یہ ہے کہ تیرا اپنے وارثوں کو تونگر چھوڑنا اس سے بہتر ہے کہ تو انکو نادار، لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتے چھوڑے، اور تو جو بھی نفقہ خرچ کرے تو وہ صدقہ ہی ہے، یہانتک کہ وہ نوالہ بھی جس کو تو اٹھا کر اپنی بیوی کے منہ تک پہنچاتا ہے اور توقع یہ ہے کہ اللہ تجھ کو (بستر مرض سے) اُٹھائے، (اور تیری عمر دراز فرمائے) کہ کچھ لوگ تو تجھ سے نفع پائیں، اور کچھ دوسرے تجھ سے دکھ اُٹھائیں، اس دن ایک لڑکی کے سوا اس کا کوئی (وارث) نہ تھا +

تشریحات: -

سعد بن ابی وقاص: یہی صحابی ہیں جنھوں نے مدائن کسریٰ کو فتح کیا تھا، اور ان ہی نے شہر کوفہ تعمیر کیا تھا۔ حضرت علیؓ سے روایت ہے فرمایا: میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو سوا ان کے اور زبیر بن العوام کے کسی کے لئے اپنے ماں باپ کو جمع کرتے نہیں سنا۔ سعدؓ کو اُحد کے دن فرمایا: اِرْمِ فِدَاكَ اَبِیْ وَ اُمِّیْ، تیر چلائے جا، تجھ پر میرے ماںباپ قربان! اور انھوں نے جنگ احد میں ایک ہزار تیر چلائے جن میں سے کوئی نشانے سے نہیں چوکا تھا۔ وہ پہلے مرد ہیں جنھوں نے راہ خدا میں تیراندازی کی۔ اور وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے راہ خدا میں خونریزی فرمائی۔ وہ دراز قد بزرگ سر تھے، جب وفات کا وقت آیا تو ایک جبہ منگوایا اور فرمایا کہ مجھے اس میں کفنانا کہ میں جنگ بدر میں اسی کو پہنے ہوئے مشرکوں سے لڑا ہوں، اور میں نے اسکو اسی غرض سے رکھ چھوڑا تھا

يَعُودُنِي: جملہ حالیہ ہے۔ ای فِي حَجَّةِ الوداع او فی الفتح او فی كُلٍّ منهما.
فَالشَّطْرُ: اَيْ اَفَيَجُوْزُ الشَّطْرُ؟
فَالثُّلُثُ: هو بالنصب على الإغراءِ او بِالرَّفْعِ على الفاعل،
اى يكفيك الثُّلُثُ، و على تقدير الابتداءِ والخبر محذوف
اى الثلث كافٍ.
وَرَثَتَكَ: اى بنته و اولاد اخيه عتبة بن ابى وقاص منهم
هشام بن عتبة الصحابى.
عَالَةً: بتخفيف اللام اى فقراء جمع عائل وهو الفقير يتكففون
النّاس اى يبسطون اكفهم للسؤال او يسألون ما يكفّ
عنهم الجوعَ او يسألون الناس كفافا من الطعام.
فِي اَيْدِيهِمْ: اى بِاَيْدِيهِمْ، او يسألون بالاكف وضع المسئولِ فِي
اَيْدِيهِم.
اَنْ يَرْفَعَكَ: اَيْ يُطِيلَ عُمُرَكَ وَقَدْ حَقَّقَ اللهُ ذَالِكَ، اور اس پر اتفاق
ہے کہ اس کے بعد وہ تقریباً پچاس سال زندہ رہے۔
ذكره البخارى فى باب ان يترك ورثته اَغْنِيَاءَ خير من ان
يتكففوا الناس.

(۱۲۵)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَامَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه
وسلم حِيْنَ اَنْزَلَ اللهُ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ، قَالَ
يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ (اَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا) اِشْتَرُوْا اَنْفُسَكُمْ،
لَا اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِنَ اللهِ شَيْئًا* يَا عَبَّاسُ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ!

---

* يَا بَنِيْ عَبْدِ مُنَافٍ! لَا اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِنَ اللهِ شَيْئًا.

لَا أُغْنِيْ عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا، يَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ! لَا أُغْنِيْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا. يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ! سَلِيْنِيْ مِنْ مَالِيْ مَا شِئْتِ، لَا أُغْنِيْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا ٭

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے، کہا: اُٹھے پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب اُتارا اللہ نے کہ "تو اپنے کنبے کے زیادہ قریبی لوگوں کو ڈرسنا" فرمایا: اے گروہ قریش! یا ایسا ہی کوئی کلمہ) اپنی جانوں کو (اپنے اسلام کے عوض) خرید لو، میں تم سے اللہ کا (عذاب کچھ بھی دُور نہ کر سکوں گا۔ اے پسرانِ عبد مناف! میں تم سے عذابِ الٰہی کچھ بھی ٹلا نہ سکوں گا۔ اے عباس پسر عبد المطلب! میں عذابِ الٰہی کو تجھ سے کچھ دفع نہ کر سکونگا*۔ اے فاطمہ دخترِ محمد! میرے مال میں سے جتنا چاہے مانگ لے میں تجھ سے اللہ کا عذاب دفع نہیں کر سکتا۔

تشریحات:

اَلْاَقْرَبِيْن: اى الاقرب فالاقرب منهم، فانّ الاهتمام بشانهم اهم.

اِشْتَرُوْا اَنْفُسَكُمْ: اَىْ مِنَ اللّٰهِ بِاَنْ تخلصوها من العذابِ باسلامكم.

لَا أُغْنِيْ: اَىْ لَا اَدْفَعُ.

يَاعَبَّاسُ: عباس و صفية و فاطمة مبنياتٌ على الضمّ.

(۱۲۶)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْه اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم رَاٰى رَجُلًا يَسُوْقُ بَدَنَةً، فَقَالَ ارْكَبْهَا، فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّهَا بَدَنَةٌ، فَقَالَ ارْكَبْهَا وَيْلَكَ اَوْ وَيْحَكَ

*اے صفیہ پیغمبرِ خدا کی پھوپھی! میں تجھ سے اللہ کا عذاب کچھ بھی نہ ہٹا سکونگا۔

فِي الثَّانِيَةِ أَوْ فِي الثَّالِثَةِ .

ترجمہ: ابوہریرۃ رضؓ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو ایک قربانی کا اونٹ ہانکے لئے جاتے دیکھا، فرمایا: اس پر سوار ہوجاؤ۔ اس نے کہا: اے اللہ کے پیغمبر! یہ تو قربانی کا اونٹ ہے، فرمایا: اس پر سوار ہوجا، تیرا بُرا ہو یا تیرا بھلا ہو، دوسری یا تیسری بار میں۔

تشریحات:

اِرْكَبْهَا : اَلْاَمْرُ للاباحة ۔ بَدَنَةٌ : هدى ۔

وَيْلَكَ : هى كلمة عذاب و وَيْحَكَ : كلمة رحمةٍ وقيل هما بمعنى واحدٍ .

ذكره البخارى فى باب هل ينتفع الواقف بوقفه .

(۱۲۷)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ تُوُفِّيَتْ اُمُّهُ وَهُوَ غَائِبٌ عَنْهَا، فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ اُمِّيْ تُوُفِّيَتْ وَاَنَا غَائِبٌ عَنْهَا، اَيَنْفَعُهَا شَيْءٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ بِهٖ عَنْهَا؟ قَالَ نَعَمْ. قَالَ فَاِنِّيْ اُشْهِدُكَ اَنَّ حَائِطِيَ الْمِخْرَافَ صَدَقَةٌ عَنْهَا ۔

ترجمہ: ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہؓ کی والدہ ان کی عدم موجودگی میں انتقال کرگئیں۔ عرض کیا: اے پیغمبر خدا! میری والدہ میری غیر موجودگی میں وفات پاگئی ہیں اگر میں کوئی چیز ان کی جانب سے خیرات کردوں تو ان کو نفع دیگی؟ فرمایا: ہاں۔ عرض کیا: تو میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میرا باغ مخراف ان کی جانب سے صدقہ ہے ۔

(۱۲۸)

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ : قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عليه وسلم الْمَدِيْنَةَ لَيْسَ لَهٗ خَادِمٌ، فَاَخَذَ اَبُوْطَلْحَةَ بِيَدِیْ، فَانْطَلَقَ بِیْ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَنَسًا غُلَامٌ كَيِّسٌ فَلْيَخْدُمْكَ، قَالَ فَخَدَمْتُهٗ فِی السَّفَرِ وَ الْحَضَرِ، مَا قَالَ لِیْ لِشَيْءٍ صَنَعْتُهٗ: لِمَ صَنَعْتَ هٰذَا هٰكَذَا، وَ لَا لِشَيْءٍ لَمْ اَصْنَعْهُ: لِمَ لَمْ تَصْنَعْ هٰذَا هٰكَذَا ◆

ترجمہ :- انسؓ بن مالک سے، کہا : پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے ، اُن کے پاس کوئی خدمتگار نہ تھا ، ابوطلحہؓ میرا ہاتھ پکڑ اور مجھ کو لیکر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور کہا : اے رسولِ خدا ! انس سمجھدار لڑکا ہے ، سو آپ کی خدمت کریگا ، (انسؓ نے) مینے سفر و وطن میں آنحضرتؐ کی خدمت کی ہے۔ کسی کام کے بارے میں جو مینے کیا مجھ کو یہ نہیں کہا کہ اس کو تم نے ایسا کیوں کیا ، اور نہ کسی کام کے بارے میں جو مینے نہ کیا یہ کہا کہ اسکو ایسا کیوں نہیں کیا ◆

باب استخدام اليتيم فی السفر و الحضر ۔

(۱۲۹)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، قُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! اَیُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ ؟ قَالَ : اَلصَّلٰوةُ عَلٰی مِيْقَاتِهَا ۔ قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ ؟ قَالَ : بِرُّ الْوَالِدَيْنِ ۔ قُلْتُ : ثُمَّ اَیٌّ ؟ قَالَ : اَلْجِهَادُ فِیْ سَبِيْلِ

اللّٰہِ، فَسَکَتُّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللّٰہُ علیہ وسلم وَ لَوِ اسْتَزَدْتُہٗ لَزَادَنِیْ ٭

ترجمہ: عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے: کہا: میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، میں نے کہا: اے پیغمبرِ خدا! کونسا عمل افضل ہے؟ فرمایا: نماز اپنے وقت پر۔ میں نے کہا: پھر کونسا؟ فرمایا ماں باپ سے اچھا سلوک، میں نے کہا: پھر کونسا؟ فرمایا: جہاد راہِ خدا میں۔ اب میں پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو پوچھنے سے چپ ہو گیا۔ اگر میں اور پوچھتا تو وہ اور بتاتے ٭

(۱۳۰)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہُ علیہ وسلم: لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ وَ لٰكِنْ جِهَادٌ وَ نِيَّةٌ، فَاِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا ٭

ترجمہ: ابن عباسؓ سے روایت ہے، کہا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فتح مکہ کے بعد کوئی ہجرت نہیں، لیکن جہاد و نیت ہے۔ سو جب تمکو چڑھائی کا حکم ملے چڑھ دوڑو ٭
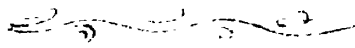
رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۵۵

پیام اسلام

جالندھر شہر

القسم الثانی

روضۃ الاطفال

مرتبین: محمد اسحٰق خان ذاکر

اَلدُّرُوْسُ الْعَرَبِیَّہ

۳۔ قِصَّۃُ سَیِّدِنَا یُوْسُفَ عَلَیْہِ السَّلَام

مِثَالُ الْحَزْمِ وَالتَّدْبِیْرِ

۱۔ هُوَ سَیِّدُنَا یُوْسُفُ بْنُ یَعْقُوْبَ بْنِ اِسْحَاقَ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ۔

۲۔ کَانَ لَهٗ اَحَدَ عَشَرَ اَخًا، مِنْهُمْ اَخٌ شَقِیْقٌ، وَ کَانَ اَبُوْهُمْ یَخْتَصُّ یُوْسُفَ بِمَحَبَّةِ الزَّائِدَةِ، فَاتَّفَقَ اَنْ رَاٰی یُوْسُفُ فِی الْمَنَامِ، اَنَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ وَ اَحَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا یَسْجُدُوْنَ لَهٗ، فَقَصَّ رُؤْیَاهُ عَلٰی اَبِیْهِ، فَعَلِمَ اَبُوْهُ اَنْ سَیَکُوْنُ لَهٗ شَاْنٌ فِیْ مُسْتَقْبَلِهٖ، فَحَذَّرَهٗ اِخْبَارَ اِخْوَتِهٖ بِهَا، خَشْیَةَ اَنْ یَحْسُدُوْهُ، وَ اشْتَدَّتْ مَحَبَّةُ اَبِیْهِ اِیَّاهُ مِنْ ذَالِكَ الْحِیْنِ، فَحَسَدَهٗ اِخْوَتُهٗ عَلٰی ذٰلِكَ، وَ اَضْمَرُوْا لَهُ الشَّرَّ۔

۳۔ اِتَّفَقَ اِخْوَةُ یُوْسُفَ اَنْ یُبْعِدُوْهُ عَنْ اَبِیْهِ، فَقَالُوْا لَهٗ: (یَا اَبَانَا مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰی یُوْسُفَ، وَ اِنَّا لَهٗ لَنَاصِحُوْنَ؟ اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا یَرْتَعْ وَ یَلْعَبْ، وَ اِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ) فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ، اَلْقَوْهُ فِی الْجُبِّ، وَ عَادُوْ اِلٰی اَبِیْهِمْ، یَحْمِلُوْنَ قَمِیْصًا مُلَطَّخًا بِدَمٍ

كَذِبٍ، وَ ادَّعَوْا اَنَّ الذِّئْبَ اَكَلَهُ، وَ هُمْ عَنْهُ سَاهُوْنَ فَحَزِنَ اَبُوْهُ عَلَيْهِ حُزْنًا شَدِيْدًا وَ لَمْ يُصَدِّقْهُمْ.

٤ـ مَرَّتْ قَافِلَةٌ بِالبِئْرِ، فَاَدْلَوْا دَلْوَهُمْ لِيَسْتَقُوْا، فَتَعَلَّقَ بِهَا يُوْسُفُ، فَاَخْرَجُوْهُ وَ حَمَلُوْهُ اِلٰى مِصْرَ، فَبَاعُوْهُ لِوَزِيْرِهَا، فَاَكْرَمَ مَثْوَاهُ.

٥ـ لَمَّا بَلَغَ يُوْسُفُ رُشْدَهُ، عَلَّمَهُ اللّٰهُ تَفْسِيْرَ الاَحْلَامِ، فَرَأٰى مَلِكُ مِصْرَ فِيْ تِلْكَ الاَيَّامِ حُلْمًا اَزْعَجَهُ، فَسَاَلَ العُلَمَاءَ عَنْ تَفْسِيْرِهِ، فَلَمْ يَعْرِفُوْا، وَ لَمَّا حَضَرَ يُوْسُفُ، عَبَّرَ الرُّؤْيَا تَعْبِيْرًا وَاضِحًا، وَ اَشَارَ عَلَى المَلِكِ بِمَا يَحْفَظُ البِلَادَ مِنَ الخَطَرِ، فَسُرَّ مِنْهُ المَلِكُ، وَ جَعَلَهُ وَزِيْرًا يَتَصَرَّفُ فِيْ اَمْوَالِ الدَّوْلَةِ.

٦ـ وَ فِيْ مُدَّةِ يُوْسُفَ وَقَعَ فِيْ مِصْرَ جَدْبٌ، بَقِيَ سَبْعَ سِنِيْنَ، فَاسْتَطَاعَ يُوْسُفُ بِحِكْمَتِهِ، اَنْ يَكْفِيَ البِلَادَ شَرَّ المَجَاعَةِ، فَخَزَنَ فِيْ مُدَّةِ الخِصْبِ مِنَ الحُبُوْبِ، مَا يَكْفِي البِلَادَ سَبْعَ سِنِيْنَ.

٧ـ نَزَعَ اِلٰى مِصْرَ جِيْرَانُهَا (اَهْلُ فِلَسْطِيْنَ) فَجَاءُوْا يَلْتَمِسُوْنَ اَنْ يَبْتَاعُوْا لَهُمْ مِيْرَةً مِنْ حُكَّامِهَا، وَكَانَ فِيْهِمْ اِخْوَةُ يُوْسُفَ، فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ، فَعَرَفَهُمْ وَ لَمْ يَعْرِفُوْهُ، فَلَمَّا اَخَذُوْا حَاجَتَهُمْ، رَجَعُوْا اِلٰى اَبِيْهِمْ، فَتَحَدَّثُوْا بِمَا لَقُوْا فِيْ مِصْرَ، مِنْ كَرَمِ الوِفَادَةِ، وَ تَكَرَّرَتْ رِحْلَتُهُمْ اِلَيْهَا، فَعَرَّفَهُمْ يُوْسُفُ بِنَفْسِهِ، وَ سَاَلُوْهُ اَنْ يَغْفِرَ لَهُمْ زَلَّتَهُمْ، فَعَفَا عَنْهُمْ، وَ طَلَبَ

الرَّحْمَةَ مِنَ اللهِ لَهُمْ، وَطَلَبَ مِنْهُمْ أَنْ يَأْتُوْهُ بِجَمِيعِ أَهْلِهِمْ، لِيَعِيْشُوْا مَعَهُ، فَلَمَّا دَخَلَ أَهْلُهُ عَلَيْهِ، وَفِيْهِمْ أَبَوَاهُ وَ إِخْوَتُهُ، خَرُّوا لَهُ سَاجِدِيْنَ، فَقَالَ يُوسُفُ لِأَبِيْهِ: (يَا أَبَتِ هٰذَا تَأْوِيْلُ رُؤْيَايَ مِنْ قَبْلُ، قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا).

فَضَائِلُ سَيِّدِنَا يُوْسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مِنَ الْفَضَائِلِ الَّتِي امْتَازَ بِهَا سَيِّدُنَا يُوْسُفُ:

۱ــ قُدْرَتُهُ عَلَى تَفْسِيْرِ الْأَحْلَامِ تَفْسِيْرًا صَادِقًا، لِذَكَائِهِ، وَصَفَاءِ رُوحِهِ.

۲ــ أَمَانَتُهُ فِيْ تَدْبِيْرِ أَمْوَالِ الدَّوْلَةِ.

۳ــ كَرَمُهُ وَ عَفْوُهُ، وَ مُقَابَلَتُهُ الْإِسَاءَةَ بِالْإِحْسَانِ.

تَمْرِين

۱ــ مَا الَّذِي رَآهُ سَيِّدُنَا يُوْسُفُ فِي الْمَنَامِ؟

۲ــ مَاذَا فَعَلَ إِخْوَةُ يُوْسُفَ بِهِ؟

۳ــ مَاذَا حَصَلَ لِسَيِّدِنَا يُوْسُفَ، بَعْدَ أَنْ أُلْقِيَ فِي الْجُبِّ؟

٤ــ مَا الَّذِي مَهَرَ فِيْهِ سَيِّدُنَا يُوْسُفُ مِنْ أَنْوَاعِ الْمَعْرِفَةِ؟

۵ــ بِمَاذَا أَكْرَمَ الْمَلِكُ سَيِّدَنَا يُوْسُفَ؟

٦ــ مَا الَّذِي اسْتَفَادَتْهُ مِصْرُ فِيْ وِزَارَةِ سَيِّدِنَا يُوْسُفَ؟

۷ــ كَيْفَ جَاءَ آلُ يُوْسُفَ إِلَى مِصْرَ وَ سَكَنُوْهَا؟

قصہ حضرت یوسف علیہ السلام کا
چوکسی اور مآل اندیشی کا نمونہ

ا۔ وہ ہیں یوسف، پسر یعقوب، پسر اسحاق، پسر ابراہیم، ان سب پر سلام!

۲۔ ان کے گیارہ بھائی تھے، ان (گیارہ) میں ایک سگا تھا۔ ان کے والد (یعقوب) خاص یوسف علیہ السلام سے زیادہ ہی محبت کرتے تھے۔ اتفاق ایسا ہوا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب دیکھا کہ سورج چاند اور گیارہ تارے ان کو سجدہ کرتے ہیں۔ انھوں نے اپنا یہ خواب اپنے والد سے بیان کیا، ان کے والد نے جانا کہ آگے کو ان کی بڑی شان ہونے والی ہے، اور (یہ جان کر) بھائی اُن پر حسد کرینگے، اس خواب کے ان کے پاس بیان کرنے سے ان کو ڈرایا اور اس وقت سے باپ کا پیار ان پر اور بھی زیادہ ہو گیا، یہ دیکھ کر بھائیوں نے اس پر حسد کیا، اور اپنے دل میں بدی کو چھپا رکھا۔

۳۔ یوسفؑ کے بھائیوں نے اس پر اتفاق کر لیا کہ یوسف علیہ السلام کو ان کے باپ سے دُور کر دیں، اور ان سے کہا: ابا جان! کیا ہو گیا کہ آپ یوسف کے متعلق ہمارا اعتبار نہیں فرماتے، اور ہم تو اس کا بھلا ہی چاہتے رہتے ہیں۔ کل اسکو ہمارے ساتھ بھیج دیجئے، کھیلیگا، چرے چگیگا اور ہم اس کی حفاظت کرتے رہینگے۔ پھر جب وہ ان کو لے گئے، تو ان کو اندھے کوئیں میں ڈال دیا۔ اور اپنے باپ کے پاس ایک کرتا جھوٹے لہو میں لتھڑا ہوا اٹھا لائے، اور کہنے لگے کہ بھیڑیا ان کی غفلت میں ان کو کھا گیا۔ باپ کو اس کا سخت افسوس ہوا، پر اُن کی بات کو سچ نہیں مانا۔

۴۔ ایک قافلہ اس کنوئیں پر گزرا، تو انھوں نے پانی لینے کے لئے اپنا ڈول ڈالا۔ یوسف علیہ السلام اس سے لٹک گئے اور وہ ان کو نکال کر مصر کو لے گئے اور وزیر مصر کے ہاتھ ان کو بیچ ڈالا۔ وزیر نے ان کو بہت عزت سے رکھا۔

۵۔ جب یوسف علیہ السلام نے ہوش سنبھالا تو اللہ نے اُن کو خوابوں کی تعبیر کا علم دیا۔ پھر

شاہ مصر نے اسوقت ایک خواب دیکھا جس نے اس کو گھبرا دیا۔ اس نے دانشمندوں سے اس کی تعبیر پوچھی۔ وہ کسی کو نہ سوجھی۔ اور جب حضرت یوسف علیہ السلام حاضر ہوئے تو انھوں نے صاف صاف اس خواب کی تعبیر بیان کر دی اور بادشاہ کو وہ (تدبیر) بتا دی جس سے ملک کو خطرے سے بچا سکے، اس پر بادشاہ ان سے خوش ہوا اور ان کو اپنا وزیر (مال) بنا لیا کہ وہ ملک کے مالوں کا بندوبست کریں۔

۶۔ یوسف علیہ السلام کے وقت میں مصر میں ایسا قحط پڑا جو سات برس تک (جاری) رہا۔ پس یوسفؑ اپنی دانش کی وجہ سے ملک کو قحط کی آفت سے بچا سکے، پس یوسفؑ نے ارزانی کی مدت میں اتنا اناج جمع کر لیا جو سات سال تک ملک کے لئے کافی ہو۔

۷۔ مصر کے پڑوسیوں (فلسطین والوں) کو بھی ادھر دوڑنا پڑا۔ پس وہ اس کے طلبگار ہو کر آئے کہ حکام مصر سے اپنے لئے غلہ خریدیں اور ان لوگوں میں یوسف علیہ السلام کے بھائی بھی تھے۔ وہ ان کے پاس آئے تو یوسف علیہ السلام نے ان کو پہچان لیا، لیکن انھوں نے ان کو نہیں پہچانا۔ پھر جب انھوں نے اپنی ضرورت (کی چیز) لے لی تو لوٹ کر اپنے باپ کے پاس آئے اور مصر میں جو شاندار مہمانی ان کی ہوئی تھی اس کا ذکر کیا۔ اور ان کا دوبارہ سفر مصر کی طرف ہوا تو یوسف علیہ السلام نے خود اپنی پہچان ان کو کرائی۔ انھوں نے درخواست کی کہ وہ ان کی خطا معاف کر دیں۔ یوسف علیہ السلام نے ان کو معاف کر دیا اور ان کے واسطے اللہ کی رحمت طلب کی، اور ان سے چاہا کہ اپنے سب گھر کے لوگوں کو لے کر آئیں تاکہ ان کے ساتھ رہیں۔ پھر جب گھر کے لوگ جن میں ان کے والدین اور بھائی بھی تھے، ان کے پاس اندر آئے، تو ان کے لئے سجدے میں گر پڑے۔ اس پر یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ سے کہا: یہ ہے میرے اس خواب کا نتیجہ جو میں نے پہلے دیکھا تھا۔ اللہ نے اس کو حق کر دیا ہے۔

کچھ وہ فضیلتیں جن میں حضرت یوسفؑ کو امتیاز حاصل ہوا

۱۔ ان کا اپنی تیز فہمی اور دل کی صفائی کی وجہ سے خوابوں کی سچی تفسیر کر سکنا۔

۲۔ سلطنت کے مالوں کے انتظام میں ان کی امانتداری۔

۳۔ ان کا کرم، ان کا معاف کرنا، اور برائی کا بدلہ بھلائی سے دینا۔

مشق

۱۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب میں کیا دیکھا؟

۲۔ بھائیوں نے یوسفؑ سے کیا سلوک کیا؟

۳۔ کنوئیں میں ڈالے جانے کے بعد یوسف علیہ السلام کو کیا پیش آیا؟

۴۔ کس سبب سے بادشاہ نے یوسف علیہ السلام کی عزت کی؟

۵۔ یوسف علیہ السلام کی وزارت میں مصر نے کیا حاصل کیا؟

۶۔ یوسف علیہ السلام اقسام علوم میں سے کس علم میں ماہر ہوئے؟

۷۔ یوسف علیہ السلام کے لوگ کیسے مصر میں آکر آباد ہوئے؟

اَلْبِنْتُ الْمُجْتَهِدَةُ وَالْبِنْتُ الْكَسْلٰى

حياة

هَيَّا بِنَا يَا فَاطِمَه ــــ كَمْ سَاعَةً لَكِ نَائِمَه
اَلْيَوْمَ يَوْمُ الْاِمْتِحَان ــــ وَبِهٖ تُعَزُّ اَوْ تُهَان
فَخُذِيْ ثِيَابَكِ وَارْتَدِيْ ــــ وَضَعِيْ يَمِيْنَكِ فِيْ يَدِيْ
وَادْعِيْ اِلٰهَكِ بِالْفَلَاح ــــ ثُمَّ اطْلُبِيْ مِنْهُ النَّجَاح

فاطمه

اَرْجُوْكِ يَا اُخْتِيْ حَيَاة ــــ اِنِّيْ مَلِلْتُ مِنَ الْعِظَاتِ
كَمْ مِنْ شَهَادَاتٍ مَعِيْ ــــ لَمْ تُجْدِ نَفْعًا فَاسْمَعِيْ
وَدَعِي الْمَدَارِسَ لِلْبَنِيْنَ ــــ فَالنَّوْمُ اَحْسَنُ مَا يَكُوْنُ
هَيَّا لِنَلْعَبَ بِالْكُرَه ــــ يَا حُسْنَهَا كَالسُّكَّرَه

حياة

اُخْتِي الْعَزِيْزَةَ اَقْصِرِيْ ــــ وَدَعِي التَّكَاسُلَ وَاحْذَرِيْ
بِالْعِلْمِ اَنْتِ الْغَالِيَه ــــ وَلَكِ الْحَيَاةُ الْعَالِيَه
وَالْجَهْلُ عَارٌ لِلْبَنَات ــــ اَلْغَافِلَاتُ اِلَى الْمَمَات

(ترجمہ)

محنتی لڑکی اور سست لڑکی

حیات

اے فاطمہ! جلدی کر د | کب تک یہ سونا جلد اٹھو
ہے آج روزِ امتحان | وہ دن کہ جس میں بے گمان
یا تو تجھے عزت ملے | اور یا تجھے ذلت ملے
اُٹھ اپنے کپڑے لے بہن | اور جلدی جلدی لے بہن
لا مجھ کو اپنا ہاتھ دے | اور کر دعا اللہ سے
اچھا رہے یہ امتحان | ہو کامیابی ہمعنان

فاطمہ

میں تو بہن اُکتا گئی | اُف! یہ مواعظ کی جھڑی
ہے امتحان بے فائدہ | اسناد سے ہوتا ہے کیا
یہ کالج اور یہ مدرسے | رہنے دو لڑکوں کے لئے
اس دردِ سر سے تو بھلے | ہیں خوابِ شیریں کے مزے
کیوں فکر سے گھل گھل مریں | آؤ تو گو بازی کریں

حیات

پیاری بہن اب بس، بھی کر | اس کاہلی سے کر حذر
ہے علم ہی سے زندگی | اور زندگی تابندگی
ان پڑھ ہمیشہ خوار ہے | بے علم رہنا عار ہے

نشید

۱۔ یَا بَنَاتِ الْهِنْدِ هَيَّا | فِي طَرِيقِ الْمَكْرُمَاتِ
سِرْنَ صُبْحًا وَ عَشِيًّا | بِنَشَاطٍ وَ ثَبَاتٍ

❖ ❖ ❖

۲۔ لَا تُقَصِّرْنَ الثِّیَابَا ثُمَّ تَکْشِفْنَ الرُّءُوْس
لَیْسَ هٰذَا مُسْتَطَابًا عِنْدَ اَشْرَافِ النُّفُوْس

* * *

۳۔ اَیَّتُهَا الْبِنْتُ الْاَبِیَّهْ اِحْفَظِیْ ثَوْبَ الْاِبَاء
وَ اهْجُرِیْ کُلَّ خَطِیَّه وَ اخْفِضِیْ کَعْبَ الْحِذَاء

* * *

۴ اِجْعَلِی الْمَشْیَ رُوَیْدًا بِخُشُوْعٍ وَ اعْتِبَار
وَ اتْرُکِیْ لِلَّهْوِ حَدًّا دَاخِلًا ضِمْنَ الْوَقَار

* * *

۵ وَ اغْضُضِی الصَّوْتَ حَیَاءً وَ الْزَمِیْ نَهْجَ السَّکِیْنَه
وَ اعْبُدِیْ اللهَ رِضَاءً تُصْبِحِی الْبِنْتَ الْاَمِیْنَه

* * *

۶۔ اَنْتِ لِلْاَوْطَانِ مَجْدٌ اِنْ لَزِمْتِ الْاِمْتِثَال
وَ لِفَوْزِ الْهِنْدِ عَوْنٌ اِنْ هَجَرْتِ الْاِبْتِذَال

* * *

۷ فَارْفَعِیْ هِنْدَ مَنَارًا وَ اخْدِمِیْهَا بِاحْتِرَام
وَ اعْمَلِیْ لَیْلًا نَهَارًا تَعِیْشِیْ فِیْ سَلَام

گیت

ا۔ اے ہندوستان کی لڑکیو! آؤ شریفانہ کاموں کی راہ میں
چلو صبح و شام چستی اور استواری کے ساتھ

* * *

۲۔ کپڑوں کو تاہ (یعنی چھوٹے جن سے سینہ گردن بازو پنڈلیاں وغیرہ کھلی رہیں) نہ کرو اور سر وں کو ننگے نہ رکھو یہ شریف النفس لوگوں کے نزدیک اچھی بات نہیں ہے

+ + +

۳۔ اے خود دار لڑکی! خود داری کے لباس کی پاسداری کر
اور ہر خطا کاری سے دور رہ اور جوتے کی ایڑی پست رکھ

۴۔ چال کو دھیمی کر فروتنی اور عزت کے ساتھ
اور کھیل کی ایک حد ٹھہرا جو متانت میں داخل ہو

+ + +

۵۔ اور آواز کو حیا کر کے پست رکھ اور وقار کا طرز لازم پکڑ
اور اللہ کی عبادت خوشی خوشی کر تو وفادار دختر ہو جائے گی

+ + +

۶۔ تو وطنوں کے واسطے شان ہے اگر تو فرمانبرداری پر کاربند رہے
اور وطن کی کامیابی کے لئے مدد ہے اگر خراب کام کو نے چھوڑ دے

+ + +

۷۔ تو ہند کے منار کو بلند کر اور احترام کے ساتھ اسکی خدمت کر
اور رات دن کام کر تاکہ سلامتی میں جیتی رہے

النّجّار

اُنْظُرْ يَا اَحْمَدُ! هٰذَا هُوَ النَّجَّارُ. وَهُوَ يَقْطَعُ الْخَشَبَ بِالْمِنْشَارِ، وَ قَدْ عَمِلَ قِسْمًا مِنْ شُبَّاكٍ، وَ هُوَ يَعْمَلُ الْقِسْمَ الْآخَرَ.

فَسَأَلَتْ زَيْنَبُ : وَ مَاذَا يَعْمَلُ هٰؤُلَاءِ الْأَوْلَادُ ؟

فَقَالَ إِبْرَاهِيمُ : إِنَّ هٰذَا الْوَلَدَ يَنْقُرُ الْخَشَبَ بِالْمِنْقَارِ لِكَيْ يَعْمَلَ مِنْهُ النَّجَّارُ مِصْرَاعَ الشُّبَّاكِ .

وَ الْوَلَدُ الثَّانِي يُلْصِقُ لَوْحَيْنِ مِنَ الْخَشَبِ بِالْغِرَاءِ لِيَصِيْرَا لَوْحًا وَاحِدًا عَرِيْضًا .

وَ الثَّالِثُ يَمْسَحُ قِطْعَةً مِنَ الْخَشَبِ بِالْمِسْحَجِ (الْفَارَةِ) . أُنْظُرِيْ إِلٰى هٰذِهِ الْأَشْيَاءِ الَّتِيْ صَنَعَهَا النَّجَّارُ فَهٰذَا صُنْدُوْقٌ ، وَ هٰذِهِ مِنْضَدَةٌ وَ هٰذَا كُرْسِيٌّ كَبِيْرٌ ، وَ هٰذَا صِوَانٌ (دُوْلَابٌ) .

وَ النَّجَّارُ يَصْنَعُ كَثِيْرًا مِنَ الْأَشْيَاءِ الَّتِيْ نَحْتَاجُ إِلَيْهَا .

اَلنَّجَّارُ : بڑھئی + يَنْقَطِعُ : کاٹتا ہے (چیرتا ہے) + خَشَب : لکڑی + مِنْشَار : آرہ ، آری + قَدْ عَمِلَ : اس نے بنا لیا ہے + قِسْم : ایک حصہ + شُبَّاك : کھڑکی + يَعْمَلُ : بناتا ہے + يَنْقُرُ : چھیدتا ہے + مِنْقَار : چھوٹے یا چھید کرنے کا اوزار + مِصْرَاع : کواڑ کا ایک پٹ + يُلْصِقُ : چپکاتا ہے + غِرَاء : سریش + لَوْح : تختہ + عَرِيْض : چوڑا + يَمْسَحُ : صاف کرتا ہے ، مِسْحَج : رندہ + صِوَان : الماری +

حکایت

اِنَّ مَلِكًا بَنٰى دَارًا وَ اَحْسَنَ بِنَاءَهَا، وَ وَضَعَ فِيْهَا طَعَامًا وَ دَعَا النَّاسَ اِلَيْهَا، وَ اَجْلَسَ عَلٰى بَابِهَا الْعَبِيْدَ وَ الْغِلْمَانَ يَسْاَلُوْنَ كُلَّ مَنْ خَرَجَ وَ يَقُوْلُوْنَ: هَلْ رَاَيْتُمْ فِيْهَا عَيْبًا؟ فَيَقُوْلُوْنَ: لَا. حَتّٰى جَاءَ اُنَاسٌ فِيْ اٰخِرِ النَّاسِ عَلَيْهِمْ مُرَقَّعَاتٌ، فَلَمَّا دَخَلُوْا وَ اَكَلُوْا مِنْ تِلْكَ الْوَلِيْمَةِ تَلَقَّتْهُمُ الْعَبِيْدُ ثُمَّ سَاَلُوْهُمْ: هَلْ رَاَيْتُمْ عَيْبًا؟ فَقَالُوْا: نَعَمْ، رَاَيْنَا عَيْبَيْنِ اثْنَيْنِ. فَاَجْلَسُوْهُمْ وَ رَجَعُوْا لِلْمَلِكِ فَاَخْبَرُوْا بِمَا قَالَ هٰؤُلَاءِ. فَقَالَ الْمَلِكُ: مَا كُنْتُ اَرْضٰى بِعَيْبٍ وَاحِدٍ. فَكَيْفَ اَرْضٰى بِعَيْبَيْنِ؟ ثُمَّ قَالَ: ائْتُوْنِيْ بِهِمْ. فَاَحْضَرُوْهُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَسَاَلَهُمْ عَنِ الْعَيْبَيْنِ: مَا هُمَا. فَقَالُوْا تَخْرَبُ الدَّارُ وَ يَمُوْتُ صَاحِبُهَا*. فَقَالُوْا نَعَمْ. فَقَالَ الْمَلِكُ: فَاَيْنَ هِيَ؟ فَذَكَرُوْا لَهُ الْجَنَّةَ وَ نَعِيْمَهَا وَ شَوَّقُوْهُ اِلَيْهَا، وَ ذَكَرُوْا لَهُ النَّارَ وَ خَوَّفُوْهُ مِنْهَا، وَ دَعَوْهُ اِلٰى عِبَادَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى، فَاَجَابَهُمْ اِلٰى ذٰلِكَ وَ خَرَجَ مِنْ مُلْكِهٖ هَارِبًا تَائِبًا اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى۔

کہانی

ایک بادشاہ نے ایک گھر بنایا اور بہت اچھی طرح اس کو بنایا۔ اور اس کو آراستہ

---

* فَقَالَ الْمَلِكُ: هَلْ تَعْرِفُوْنَ دَارًا لَا تَخْرَبُ وَ لَا يَمُوْتُ صَاحِبُهَا؟

کیا اور کھانے چنوائے اور لوگ بلائے، اور دروازے پر غلام اور خدمتگار بٹھائے تاکہ جو شخص نکلے اس سے پوچھیں: تم نے اس مکان میں کوئی عیب دیکھا؟ لوگ کہتے: نہیں۔ وہ کسی شخص کو گھر میں جانے سے روکتے نہ تھے، یہاں تک کہ پچھلے لوگوں میں کچھ خرقہ پوش آئے۔ جب اندر گئے اور اس ضیافت کا کھانا کھا لیا تو غلام ان کے پاس آئے۔ پھر ان سے پوچھا: تم نے کوئی عیب دیکھا ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں، ہم نے دو عیب دیکھے ہیں۔ غلام ان کو بٹھا کر بادشاہ کے پاس گئے، اور جو کچھ ان درویشوں نے کہا تھا اس کی خبر دی۔ بادشاہ نے کہا: میں تو ایک عیب پر بھی خوش نہ تھا۔ چہ جائیکہ دو عیبوں کو پسند کروں۔ پھر کہا: ان کو میرے پاس لے آؤ۔ وہ ان کو اس کے حضور میں لے گئے۔ بادشاہ نے ان سے پوچھا: وہ دو عیب کیا ہیں؟ انھوں نے کہا: گھر ویران ہوگا اور اس کا مالک مرجائیگا۔ بادشاہ نے کہا: تم کوئی ایسا گھر بھی جانتے ہو جو برباد نہ ہو اور نہ اس کا مالک مرے۔ انھوں نے کہا: ہاں۔ بادشاہ نے کہا: تو وہ کہاں ہے؟ انھوں نے اس کو بہشت اور اس کی نعمتوں کا حال کہہ سنایا اور اس کا شوق دلایا اور اس سے دوزخ کا ذکر کیا اور اس سے خوف دلایا اور اللہ کی عبادت کی طرف اس کو بلایا تو اس نے ان کی یہ دعوت قبول کرلی اور اللہ کی طرف رجوع کرکے اپنی حکومت سے بھاگ نکلا۔

حکایت

حُکِیَ اَنَّ اَبَا حَنِیْفَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کَانَ بَیْنَہٗ وَ بَیْنَ رَجُلٍ مِنَ الْبَصْرَۃِ شَرِکَۃٌ فِیْ تِجَارَۃٍ فَبَعَثَ اِلَیْہِ اَبُوْ حَنِیْفَۃَ رضہ سَبْعِیْنَ ثَوْبًا مِنْ ثِیَابِ الْخَزِّ وَ کَتَبَ اِلَیْہِ اَنَّ فِیْ وَاحِدٍ مِنْھَا عَیْبًا وَ ھُوَ

الثَّوْبُ الفُلَانِيُّ فَاذَا بِعْتَهُ فَبَيِّنِ العَيْبَ فَبَاعَهَا بِثَلَاثِيْنَ اَلْفَ دِرْهَمٍ وَ جَاءَ بِهَا اِلَى اَبِيْ حُنِيْفَةَ رض فَقَالَ هَلْ بَيَّنْتَ العَيْبَ فَقَالَ لَقَدْ نَسِيْتُ. تَصَدَّقَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ بِجَمِيْعِ ثَمَنِهَا المَذْكُوْرِ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالٰى وَ مِنْ جُمْلَةِ مَا قَالَ الاِمَامُ الشَّافِعِيُّ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰى عَلَيْهِ فِيْ مَدْحِهِ:

اَعِدْ ذِكْرَ نُعْمَانٍ لَنَا اِنَّ ذِكْرَهُ
هُوَ المِسْكُ مَا كَرَّرْتَهُ يَتَضَوَّعُ

حکایت

نقل ہے کہ حضرت ابو حنیفہ (امام اعظم) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک شخص اہل بصرہ سے شرکت تھی تجارت میں، تو ابو حنیفہ رض نے ستر ریشمی کپڑے اس کی طرف روانہ کئے، اور اس کو لکھ دیا کہ ایک کپڑے میں ان کپڑوں میں سے ایک عیب ہے، اور وہ فلانا کپڑا ہے، جب اسے بیچنے لگو تو عیب ظاہر کر دو۔ اس نے اس کپڑے کو تیس ہزار درہم کو بیچا اور امام ابو حنیفہ رض کے پاس درہم لے آیا۔ آپ نے اس سے پوچھا: عیب بھی ظاہر کر دیا تھا؟ شریک نے کہا: بیشک میں بھول گیا۔ پس امام ابو حنیفہ رض نے ان کپڑوں کی تمام قیمت جو مذکور ہوئی خیرات کر دی، خدا ان پر رحم کرے اور منجملہ ان اشعار کے جو امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان کی مدح میں کہے ہیں یہ شعر ہے

اے ذکر کرنے والے دوبارہ ذکر کر ابو حنیفہ رض کا ہمارے پاس بیشک انکا ذکر
مثل مشک کے ہے جب تو کرے ذکر خوشبو دیگا

لَطِیْفَہ

رُوِيَ أَنَّ الرَّبِيْعَ الجِيْزِيَّ صَاحِبَ الإِمَامِ الشَّافِعِيِّ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ مَرَّ يَوْمًا فِيْ أَزِقَّةِ مِصْرَ، وَإِذَا إِجَّانَةٌ مَمْلُوْءَةٌ رَمَادًا طُرِحَتْ عَلٰى رَأْسِهٖ فَنَزَلَ عَنْ دَابَّتِهٖ وَأَخَذَ يَنْفُضُ ثِيَابَهٗ فَقِيْلَ لَهٗ: أَلَا تَزْجُرُهُمْ؟ فَقَالَ مَنِ اسْتَحَقَّ النَّارَ وَصُوْلِحَ بِالرَّمَادِ، فَلَيْسَ لَهٗ أَنْ يَغْضَبَ.

مَاتَ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالٰى سَنَةَ ۲۵۰ مِائَتَيْنِ وَخَمْسِيْنَ۔

لطیفہ

روایت ہے کہ ربیع جیزیؒ، امام شافعی رضی اللہ عنہ کے مصاحب، ایک روز مصر کی گلی میں گذرے۔ناگہاں ایک راکھ کی بھری ہوئی مرتبان ان کے سر پر پھینکی گئی، تو اپنی سواری سے اتر پڑے اور اپنے کپڑے جھاڑنے لگے۔ کسی نے ان سے کہا: کیا انھیں زجر نہ کروگے؟ فرمایا جو آگ کا مستحق ہو اور خاکستر پر صلح کیا جائے تو اسے ناراض ہونا درست نہیں۔

جیزی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ۲۵۰ھ دو سو پچاس ہجری میں وفات پائی۔

أَبُو مُسْلِمِ الخُرَاسَانِیْ

هو عبدُ الرّحمٰنِ بْنُ سَالِمِ الخُرَاسانِیُّ، مُقِیمُ الدَّوْلَةِ العَبَّاسِيَّةِ، وَ مُبِيدُ الدَّوْلَةِ الأمَوِيَّةِ، وُلِدَ بِقَرْيَـةِ (ماوانه) من قُرَى خراسان سنـةَ ١٠٠ للهجرة، فـی خلافة عمر بن عَبْدِ العزيز، وَمَاتَ ابُوه و هو حَدَثٌ، فتولّٰی تربيتَهٗ عيسٰی وإدريس ابناء مَعْقِلِ العجلی، وأحَبَّهٗ عيسٰی كَوَلَدِهٖ : لَمّا عرفهٗ من لقانتهٖ و أدبهٖ، فلمّا اعتقل عيسٰی بواسط بتُهمَةِ التّشيُّع لِلْعَبَّاسِيِّينَ وَ الدّعْوَة للامام

محمد بن علی العبّاسیّ ، رأی ابو مسلم أن یکون قریبًا منه لیخدمه فی بعض شئونهِ فاشتغلَ خَرّازًا بِالکوفةِ وکان یَختَلِفُ الی مُرَبّیهِ فی (واسط)۔

و لمّا عَلِمَ الدُّعاة للعبّاسیین صِلتَه بعیسیٰ عادوا إلی الامام فوصفوا له حال ابی مسلم، فطلبهُ من عیسیٰ، فأشخصه إلیْهِ، و لمّا رآه اَعْجَبَه سمته ، و رجیَ ان یکون الفتحُ علیٰ یدیه، ثمّ مات الامام محمد، فاتّصَل بِابْنِهِ ابراهیم، وَ علیه تَخَرّجَ فی الفِقْه و الأدَبِ و الحدیثِ و فَصُحَ فی العَرَبیّةِ، مُجَوِّدًا کأحسن ابناءِ ها، ثم أراد ان یُوَجّههُ الیٰ خُراسان زعیما للدعاة مع صغر سنه ،فخطب فی وفدٍ من وجوهِ خُراسان، خشیة أن یعودوا فینفسوا علی أبی مسلم منزلتهُ ، فیفسد تدبیره قال" أنی قد رَاَیْتُ ان اولی الامر هنالک ابامسلم لما جرّبت من عقله، و بلوت من امانته ، و انا موجهه معکم فاسمعوا له و اطیعوا ، و قد رجوت ان یکون هوالّذی یسوق لنا الملک فعاونوہ و کانِفُوه ، و انتهوا الی رأیه"۔

و لمّا وصل الی خراسان شمّرَ لِلدَّعوة ، موصیًا اصحابه بالتنکُّر و التزیّی بزی التُّجّار، فجاب البلاد سهلها وحزنها، وکلما رحل من بلد او کورة ترک فیها نقیبًا یحث وحدوه امرًا و نهیًا ، وکان فی دعوته حذرًا : اخوف ما یخافه ان تعلوبه عیون الاموییّن فیأخذوا علیه الطریق، و لکن حزمه وِکتمانه قد بلغاه ما امّل، فاجتمع له خلق یسمعون قوله فیتبعونه ، و یرونه فیعظمونه ،حتیٰ بلغ من حبّهم ایاه

ان كانوا يخالفون به فلا يحنثون، و يذكرونه فلا يملون.

و لما وثق بقوة اتباعه صدع بالدعوة فى مفنون (قرية قريبة من مرو)، و فى ذلك الحين سُعِىَ بالامام ابراهيم، فاعتقله مروان آخر بنى امية بحرّان، ثم دس له السم فى السجن فقتله، فاستشاط ابو مسلم، وصمم على اخذ مرو و هى اكبر كُوَرِ خراسان، و قبل ان يهاجمها علم ان بين اميرها نصر بن سيار، وهو من هو شجاعة و باسًا، و بين جُديع بن على المعروف بالكرمانى زعيم اليمانية فى خراسان تخاصما و تدابرا، فرأى ان يضرب هذا بذاك، و يدافع الحرب، مستبقيًا جيشه، حتى اذا اجازت حيلته قضى على الغالب او ادخله فى امره، و قد تم له ما رأى، فقُتِل الكرمانى، و استامن نصر حين رأى جنودًا اولى قوة و بأس شديد، لا قبل له بها، ثم فرّ على غفلة من ابى مسلم فى ولده وحاشيته ليلًا.

و لما تم لابى مسلم ملك خراسان وجّه قُوّاده غربًا وجنوبًا ليقتلوا اشياع بنى امية، و انتشر جنده ينتقصون ملكهم من اطرافه، فتقابل قحطبة بن شبيب و ابو عون العُكلى مع مروان على نهر الزاب، فاقتتلوا و انهزم مروان الى الشام، ثم الى مصر و تعقباه ابو عون حتى قتله بها و بذلك ادال ابو مسلم دولة بنى اُمية و اقام دولة بنى العباس.

و كان ابو العباس السفاحُ و اخوه المنصورُ و اولاد عمهما علىّ قد هربوا الى الكوفة حينما قُتِلَ ابراهيم الامام، وَ

اختفوا فی دار ابی سلمة الخلال، فجاء ابو مسلم الیہم، بعد ان طهر خراسان من اتباع بنی امیة، و دخل علیهم معزیًا مبایعًا ابا العباس، آخذًا بیده الی مسجد الکوفة لیصلّی بالناس و یخطبهم فبایعوه بالخلافة.

و تولی ابو مسلم خراسان عن السفاح، فنظم شئونها، و عظمت مهابته حتی لم یتوجه لاخماد ثورة الا انضم الثائرون الیه من غیر ان یُصلت سیفًا او یشرع رمحًا.

مات السفاح فخرج عمه عبد الله بن علیّ علی المنصور، داعیًا لنفسه بالخلافة زاعمًا ان ابا العباس عهد الیه بها، و استمال الناس حتی اجتمع له جند کالسّیل، فقال ابوجعفر لابی مسلم: ایها الرّجل: انما هو انا او انت لهذه العظیمة! فقال بل انا ایها الامیر، و فصل فی اثنی عشر الفًا جند خُراسان، حتی اذا تراءی الجمعان انحاز الی ابی مسلم من کان مع عم الخلیفة، و بقی وحده الی ان استامن ابا مسلم، فامنه و عفا عنه.

و کلما تقدم الزمان بأبی مسلم حسنت اُحدوثته، و طار فی الآفاق صیته، و شعر بعظمه وجلال لم یحرزهما خلیفة، من اجل ذلك توجس المنصور منه خیفة، و قال فی نفسه "ان من اقعد دولة کان احد ملوکها ینطق بالکلمة فی دمشق فیسمع صداها فیما بین الصین و جبال الطلس، لجدیر ان یسلبنا الخلافة، و یقضی علیها فی مهدها".

و استشار بعض بطانته فی امره، فاوغر صدره علیه، و

حذّره غوائله.

و لما استقدمه المنصور لمناظرته فی شئون الدولة، ادرك ابومسلم نيته، فائتمر اهل الرأی من قواده فی اجابة الخليفة، فاباها بعضهم خشية ان تُفتك به، و رضيها آخرون على ان يحتاط، فنصل ابومسلم ببعض جنوده متمثلا:

"ما للرجال مع القضاء محالة * ذهب القضاء بحيلة الاقوام"!

و لما وصل الى المنصور احتفى به، و تلقاه بالاشراف و كبار القواد مترجلين، حتى اذا اطمئن ابومسلم، و حسب الامر لا يعدو البحث فی امور الدولة، بيّت له ابوجعفر ليأخذهٗ بغتة، و فی اليوم الثالث من قدومه امر الخليفة حاجبه ان يجرد ابا مسلم من سيفه اذا استأذن عليه، و اعد له كمينا خلف الستار.

دخل ابومسلم بعد ان جرّد فالتقى الدهاء بالدهاء، و تقابلت القوة بالقوة، و ظهر تنكر المنصور له، فايقن بالهلكة، ثم تضرع و استكان، و هوی يقبل اليد و الرجل، و ترجي البقاء، مستشفعا بسالف احسانه، و مشكور بلائه، و لكن حمّ القضاء، فصفق الخليفة، و خرج الكمين، فاخترطوه بسيوفهم، و بضّعوه تبضيعا، و لفوه فی بساط، ثم دفنوه برومية (من مدائن كسرى على نهر دجلة) سنة ۱۳۷ ھ.

و لما بلغ منعاه جنده هاجوا، و استلّوا السيوف، واعتزموا الاخذ بثأر وليهم، و لكن المنصور استرضاهم بالمال، و اقنعهم بخيانة ابی مسلم، و فساد طويته، و انصرفوا راضين

وكان ابو مسلم جميلا حسن التقاسيم، قصيرا اسمر اللون، نقي البَشَرة، أحْور العين، عريض الجبهة، كثيف الشعر، طويل الظهر، قصير الساق، وكان شديد البطش والفتك، يقتل بالظنّة، و يَأخُذُ بِالكلمة، لا يحفل بالحوادث الجسام، تأتيه من اي النواحي، اما الدهاء فقد بلغ فيه الغاية، وحسبك منه انه عمل للدولة العباسية، وَ اقامها بين اسماع بني امية و ابصارهم، يمر بهم فيحسبونه صديقا و وليا، وَمَا يمر بهم الّا ليُسنّيَ الطريق لأئمته، ويُمَهِّدها لدولته، و هو جدير ان يفخر بما نال، و ان يرفع الصوت بما قال:

"ادركت بالحزم والكتمان ما عجزت ✣ عنه ملوك بني مروان إذ حشدوا"

في ابيات مشهورة.

و من عجيب دهائه انه لما جدت الدعوة في خراسان، و ظهرت المسوّدة على بني امية، حار مروان، و طلب الى شيخ الكتاب عبد الحميد، ان يرسل الى ابي مسلم كتاباً يخلب اللب، عله يتلهّى به، فيفسد صنيعه، يحبط عمله، فمضى عبد الحميد يكتب حتى سطّر وَقْرَ بعير، و انفذه إلى ابي مسلم، فادرك الحيلة، و تسلم الكتاب فمزّقه وكتب على جذاذة منه:

"محا السيف اسطار البلاغة وانتحى ✣ عليك ليوث الغاب من كل جانب"

و لعل لنشأته مع الدعاة المتكتمين، وصلته بالأئمة المتسترين، اثرًا في دهائه و تكتمه، حتى بلغ ما بلغ.

وكان ابو مسلم كبير النفس ابيا طموحا الى المعالي، يرى السعادة في نيل السلطان، قيل له ما السرور؟ قال: "ركوب

الهمالجة، و قتل الجبابرة، و اقبال الزمان، و عزة السلطان"، ومن اجل ذلك كان يعمل لرجع الملك الى الفرس طامعا ان ينال مأربه بالدعوة العباسية، و لكن مصارع الرجال تحت بروق الاطماع.

ترجمہ:-

ابومسلم خراسانی

وہ دولت عباسیہ کو قائم اور دولت امویہ کو تباہ کرنے والا سالم کا بیٹا عبدالرحمٰن خراسانی ہے۔ خراسان کے دیہات میں سے ایک دیہ ماوانہ نامی میں سنہ ہجری میں عمر بن عبدالعزیز کے عہد خلافت میں پیدا ہوا۔ وہ ابھی نوجوان ہی تھا کہ باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ معقل عجلی کے دو فرزند عیسیٰ اور ادریس اس کی تربیت کے متکفل ہوئے۔ عیسیٰ اسکی ذہانت اور اس کے ادب کو دیکھکر اپنے فرزند کی طرح اس سے محبت کرتا تھا۔ جب عیسیٰ عباسیوں کی فرقہ داری اور امام محمد بن علی عباسی کی بعیت کی طرف دعوت دینے کی تہمت میں قید کر لئے گئے تو ابومسلم نے مناسب سمجھا کہ اس کی بعض خدمات کی بجا آوری کے لئے اس کے قریب رہے۔ اس غرض کے لئے اس نے کوفہ میں موچی کا پیشہ اختیار کر لیا اور واثق میں اپنے مربی کے پاس آتا جاتا رہا۔

جب عباسی داعیوں نے عیسیٰ کے ساتھ اس کا پیوند معلوم کیا تو انھوں نے امام کے پاس جا کر ابومسلم کا حال بیان کیا۔ امام نے عیسیٰ سے اس کو طلب کیا تو اس نے اسے اسکے پاس بھیج دیا۔ جب امام نے اس کو دیکھا تو اس کے طریق کار کو بہت پسند کیا اور توقع کی کہ کشادِ کار اسی کے ہاتھ پر ہوگی۔ پھر امام محمدؒ نے وفات پائی۔ ابومسلم نے اس کے بیٹے ابراہیم سے تعلق پیدا کر لیا اور اسی کے پاس فقہ ادب اور حدیث میں کمال حاصل کیا، اور عربیت میں بہترین اہل زبان کی طرح جودت و فصاحت حاصل کی۔ پھر امام ابراہیم نے اسکو باوجود کمسنی کے داعیوں کا افسر بنا کر خراسان کی طرف بھیجنا چاہا۔ اور اس اندیشے سے کہ وہ

ابومسلم کے مرتبے پر رشک کرکے اسکی تدبیر کو بگاڑنے نہ لگ جائیں اس نے خراسان کے مکھیوں کے وفد میں خطبہ دیتے ہوئے کہا :

"میں نے مناسب سمجھا ہے کہ وہاں کا مختار ابومسلم ہو، اسلئے کہ میں نے اسکی عقل کا تجزیہ اور امانت کا امتحان کرلیا ہے۔ میں اسکو تمھارے پاس بھیج رہا ہوں، پس تم اسکی سننا اور ماننا اور مجھے یہ توقع ہے کہ وہی بادشاہی کو ہماری طرف لائیگا، پس تم اسکے معاون ومددگار اور اسکی رائے پر کاربند رہو"

جب خراسان میں پہنچا تو دعوت کا اہتمام کرنے لگا اور اپنے اصحاب کو بھیس بدلنے اور تاجروں کا روپ دھارنے کا حکم کیا۔ اور شہر بشہر نرم وسخت زمین کو قطع کیا، اور جب کبھی کسی شہر یا قصبے سے کوچ کرتا، اس میں نقیب مقرر کرجاتا جو امر ونہی میں اسکے قدم بقدم چلتا رہے۔ اور وہ اپنی دعوت میں اس سے بہت خائف اور چوکنا رہتا تھا کہ امویوں کے جاسوس خبر پاکر اس کا راستہ کاٹ دیں، لیکن اس کی ہوشیاری اور پردہ داری نے اس کو مقصود تک پہنچا دیا۔ پس لوگ اسکے ایسے گرویدہ ہوگئے کہ جو کچھ وہ کہتا سنتے اور کرتے اور جہاں اسکو دیکھتے اسکی تعظیم بجالاتے، یہانتک کہ انکی محبت کا یہ عالم ہوگیا تھا کہ آپس میں اسکی قسم کھالیتے تو توڑتے نہیں تھے اور اسکے ذکر واذکار سے اکتاتے نہیں تھے۔

جب اسکو اپنے پیرووں کی قوت میں وثوق ہوگیا تو مفنون میں کھلم کھلا دعوت شروع کردی۔ اسی زمانے میں امام ابراہیم کی تلاش ہوئی اور بنوامیہ کے آخری حکمران مروان نے اسکو حران میں قید کردیا اور بندیخانہ میں زہر آلود غذا دے کر اسکو مار ڈالا۔ ابومسلم آگ بگولا ہو گیا اور مرو کو جو خراسان کے اضلاع میں سے سب سے بڑا ضلع تھا ہاتھ میں لانے کا مصمم ارادہ کرلیا، اور حملہ آور ہونے سے بیشتر اس نے یہ معلوم کرکے کہ امیر مرو مشہور شجاع نصر بن سیار اور یمنیوں کے لیڈر جدیع بن علی معروف بہ کرمانی کے مابین کٹ چھنی ہے، یہ مناسب جانا کہ اسکو اس سے بھڑا دے اور اپنے لشکر کو بچاتے ہوئے جنگ کی مدافعت کرتا رہے، یہانتک کہ جب اسکی تدبیر کارگر ہوجائے تو یا تو غالب کا خاتمہ کردے یا اسکو اپنے کام میں شامل کرلے۔ جو کچھ

اس نے سوچا تھا، ویسا ہی ظہور میں آگیا، کہ کرمانی تو مارا گیا اور نصر نے ایسے قوی اور لڑاکے لشکر دیکھکر جن کے مقابلے کی اس کو تاب نہ تھی امان طلب کی اور پھر ابومسلم کی بے خبری میں اپنے بیٹے اور خاص خاص لوگوں کو لیکر بھاگ نکلا۔

جب خراسان کی حکومت ابومسلم کے ہاتھ آگئی تو اس نے بنوامیہ کے جتھوں کا پیچھا کرنے کے لئے اپنے سالار جنوب و مغرب میں بھیج دئے اور اس کا لشکر بنی امیہ کے ملک کو اطراف و جوانب سے کم کرتا ہوا پھیل گیا، پس قحطبہ بن شعیب اور ابوعون عقلی نے دریائے زاب پر مروان سے مقابلہ اور مقاتلہ کیا اور مروان شام کی طرف اور پھر شام سے مصر کی طرف بھاگا۔ ابوعون نے اس کا پیچھا کر کے مصر میں اس کا کام تمام کر دیا۔ اور اس طرح ابومسلم نے دولت بنوامیہ کا خاتمہ کر کے دولت بنی عباس کو قائم کر دیا۔

جب ابراہیم امام قتل ہوئے تو ابوالعباس سفاح، اس کا بھائی منصور اور ان کے چچا علی کے بیٹے بھاگ کر کوفہ چلے گئے تھے اور ابوسلمہ سرکہ فروش کے گھر جا چھپے تھے۔ پھر جب خراسان بنی امیہ کے پیروؤں سے پاک ہو گیا تو ابومسلم ان کے پاس تعزیت کے لئے اور ابوالعباس سے بیعت کرنے کے لئے آیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر کوفہ کی مسجد میں لے گیا تاکہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور خطبہ دے، اور لوگوں نے اس کی خلافت پر بیعت کر لی۔

ابومسلم نے سفاح کی جانب سے خراسان کا والی ہو کر اس کے امور کا بندولبست کیا اور اس کا رعب اس قدر بڑھ گیا کہ اس نے جونہی کسی شورش کے دبانے کا قصد کیا، تو شورش انگیز بغیر کسی شمشیر کے کھینچنے تا کسی نیزے کے تلنے کے اس سے آملتے تھے۔

سفاح نے وفات پائی تو اس کے چچا عبداللہ بن علی نے مدعی خلافت ہو کر اس دعوے کے ساتھ المنصور پر خروج کیا کہ ابوالعباس نے اس کو اپنا ولی عہد بنایا ہے اور لوگوں کو اس حد تک مائل کیا کہ ایک لشکر سیلاب کی طرح اس کے گرد مجتمع ہو گیا۔ ابوجعفر نے ابومسلم سے کہا: او مرد! اس مہم کے درخور یا تو ہو یا میں۔ ابومسلم نے کہا: اے امیر! بلکہ، میں حاضر ہوں، اور بارہ ہزار خراسانیوں کا لشکر لے کر رخصت ہوا۔ پھر جب دونو لشکر مقابل ہوئے

تو جو لوگ خلیفہ کے چچا کے ساتھ تھے ابومسلم کے ساتھ آملے اور اس نے اپنے آپ کو تنہا پاکر ابومسلم سے امن طلب کیا۔ اور ابومسلم نے امن دے کر اسکی خطا معاف کردی۔

جوں جوں زمانہ گزرتا گیا، ابومسلم کا نام اچھلتا اور شہرت پھیلتی چلی گئی اور اس نے اس عظمت و جلال کا احساس کیا جو کسی خلیفہ کو نصیب نہ ہوئی تھی، یہی سبب تھا کہ منصور کے دل میں خوف پیدا ہوگیا اور اس نے اپنے دل میں کہا: کہ جس نے ایک ایسی سلطنت کو پست کردیا جس کا ایک خلیفہ دمشق میں ایک کلمہ زبان سے نکالتا تو اسکی صدا چین اور کوہستان اطلس کے مابین سنی جاتی، اس سے دُور نہیں ہم سے خلافت چھین لے، پنگوڑے ہی میں اس کا کام تمام کردے۔ اور اس نے بعض اپنے رازداروں سے اسکے معاملے میں مشورہ کیا تو اس نے اس کو اس پر خشمناک کیا اور اس کے شر سے ڈرایا۔

جب منصور نے اس کو امور سلطنت میں مشورت کرنے کو بلایا تو ابومسلم نے اس کی نیت کو بھانپ لیا اور خلیفہ کی دعوت کو قبول کرنے کے معاملے میں اپنے اہل الراء سالاروں سے صلاح کی تو بعض نے اس ڈر سے کہ مبادا وہ اچانک مار ڈالا جائے اس سے اِبا کیا اور بعض نے بشرطیکہ احتیاط ملحوظ رکھی جائے، اس پر رضا ظاہر کی۔ پس ابومسلم اس قول سے متمثل ہوکر کہ

قضا سے نہیں ہے کسی کو مفر ✦ یہاں سب کے حیلے ہیں زیر و زبر

اور اپنی کچھ سپاہ ساتھ لیکر روانہ ہوا۔ جب منصور کے ہاں پہنچا تو اس نے بہت بہت احترام و مسرت کا اظہار کیا اور ارکان دولت اور بڑے بڑے سپہ سالاروں کے ساتھ پا پیادہ اس کا استقبال کیا۔ پھر جب ابومسلم کو اطمینان ہوگیا اور اس نے سمجھ لیا کہ معاملہ امورِ سلطنت میں غور و فکر تک ہی محدود رہے تو ابوجعفر نے اسکو اچانک دھر لینے کی بخت و پز کرلی، اور اسکی آمد کے تیسرے دن خلیفہ نے دربان کو حکم دیا کہ جب ابومسلم اندر آنے کی اجازت طلب کرے تو اسکی شمشیر اتروالی جائے اور پردے کے پیچھے لوگوں کو اسکی گھات میں بٹھادیا، نہتا کردئے جانے کے بعد ابومسلم اندر آیا اور ہوشیاری کا ہوشیاری اور قوت کا

قوت سے مقابلہ ہوا تو منصور کی طوطا چشمی آشکار ہوگئی اور اس کو اپنی تباہی کا یقین ہوگیا۔ پھر وہ بہت عجز سے گڑگڑایا اور ہاتھ پاؤں چومنے کو جھکا اور اپنے گزشتہ احسانات اور قابل قدر خدمات کو بیچ میں لاکر بقار کا امیدوار رہا لیکن قضا قریب تھی۔ خلیفہ نے تالی بجائی اور گھات والے گھات سے نکل، اپنی تلواریں لیکر ٹوٹ پڑے اور اس کے پرخچے اڑا دئے۔ اور فرش میں لپیٹ کر رومیہ میں ۱۳۷ھ میں دفن کر دیا۔

جب اس کی مرگ کی خبر اس کے لشکر کو ملی تو سپاہیوں نے جوش میں آکر تلواریں سونت لیں اور اپنے والی کا انتقام لینے پر تل گئے، لیکن المنصور نے مال دے کر اور ابومسلم کی بدنیتی اور خیانت کا یقین دلاکر ان کو مطمئن کر دیا اور وہ خوش ہوکر واپس چلے گئے۔

ابومسلم خوبصورت، خوش اندام، پست قد، گندم گوں، پاکیزہ بشرہ، احول چشم، کشادہ پیشانی، گنجان مو، دراز کمر، کوتاہ ساق تھا، اور سخت گیر، سخت کش آدمی تھا، بات پر پکڑ لیتا اور شبہ پر مار ڈالتا، بڑے بڑے حادثوں کو کہیں سے نازل ہوں خاطر میں نہ لاتا۔ بلا کا چالاک تھا۔ دولت عباسیہ کے لئے اسکی کارگزاریاں کافی ثبوت ہیں۔ اس دولت کو اس نے بنو امیہ کی آنکھوں اور کانوں کے بیچ قائم کر دکھایا۔ وہ ان کے پاس سے گزرتا اور وہ تو اس کو اپنا یار دیار تصور کرتے، اور درحقیقت اس کا گزرنا محض اس لئے ہوتا کہ اپنے اماموں اور ان کی حکومت کے لئے راستہ تیار کرے۔ جو کچھ اس نے حاصل کیا اس پر اس کا فخر سزا اور یہ فخر بیجا ہے کہ

ہوشیاری اور رازداری سے میں نے وہ حاصل کرلیا
جسکے حاصل کرنیسے بنو امیہ کے بادشاہ اپنے لشکروں کے باوجود عاجز رہے۔

اس کی عجیب وغریب زیرکی کا ایک واقعہ یہ ہے کہ جب اسکی دعوت خراسان میں کامیاب ہوئی اور مسوّدہ بنی امیہ پر غالب آئے تو مروان حیران رہ گیا۔ شیخ الکتاب عبدالحمید سے فرمائش کی کہ ابومسلم کی طرف ایک ہوش ربا نامہ لکھے، شاید وہ اس سے بہل جائے، اور اس طرح اس کا بنا بنایا کھیل بگڑ جائے۔ عبدالحمید نے ایک بار شتر لکھ کر ابومسلم کے

پاس بھیجدیا، ابومسلم اس تدبیر کو تاڑ گیا، اس نے خط لیکر پھاڑ ڈالا اور اس کے ایک پرزے پر لکھدیا :

"تلوار نے بلاغت کی سطریں مٹا دیں اور
شیرانِ بیشہ ہر جانب سے تجھ پر امنڈ پڑے ہیں"

شاید داعیانِ پنہاں کار میں نشو و نما پانے اور پوشیدہ اماموں کے ساتھ پیوستہ ہونے کا بھی اس کی زیرکی اور پوشیدہ کاری میں کچھ اثر ہو، جس سے وہ اس منزلت تک پہنچ گیا۔

ابومسلم کبیر النفس، خود دار اور بلند نصب العین کا مرد تھا جو حصول سلطنت میں سعادت دیکھتا تھا۔ اس سے پوچھا گیا : مسرت کیا چیز ہے؟ کہا : خوش رفتار ٹٹوؤں کی سواری، جابرکشی، زمانے کا اقبال اور سلطنت کی عزت۔ اس لئے وہ ایرانیوں کی طرف حکومت کو واپس لانے کے لئے سرگرمِ عمل تھا۔ اس کو طمع تھی کہ دعوتِ عباسیہ کے ذریعہ وہ اپنا مقصد حاصل کریگا، مگر طمع را سہ حرف است وہر سہ تہی ÷

(۱۳۱)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللہُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہُ عَلَیْهِ وسلم قَالَ: قَالَ سُلَیْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ: لَاَطُوْفَنَّ اللَّیْلَةَ عَلٰی مِائَةِ امْرَاَةٍ اَوْ تِسْعٍ وَ تِسْعِیْنَ امْرَاَةً کُلُّهُنَّ یَاْتِیْ بِفَارِسٍ یُجَاهِدُ فِیْ سَبِیْلِ اللہِ، فَقَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ اِنْ شَاءَ اللہُ فَلَمْ یَقُلْ اِنْ شَاءَ اللہُ فَلَمْ یَحْمِلْ مِنْهُنَّ اِلَّا امْرَاَةٌ وَاحِدَةٌ جَاءَتْ بِشِقِّ رَجُلٍ، وَ الَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَوْ قَالَ اِنْ شَاءَ اللہُ لَجَاهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللہِ عَزَّ وَجَلَّ فُرْسَانًا اَجْمَعُوْنَ ‎.‎

(باب مَنْ طَلَبَ الْوَلَدَ لِلْجِهَادِ)

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، روایت کیا نبی کریم صلعم سے، کہا: سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے فرمایا: بخدا، گردش کنم امشب بر یکصد یا نود و نہ (۹۹) زن ہمگنان یک یک سوارے بزایند کہ در راہِ خدا جہاد بکنند۔ ان کے ساتھی نے ان سے کہا انشاءاللہ۔ تو انھوں نے نہ کہا انشاءاللہ۔ پس ان میں سے سوائے ایک عورت کے جو ایک آدھا مرد جنی، کوئی بھی باردار نہ ہوئی۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے اگر وہ انشاءاللہ کہتے تو سب راہِ خدا میں سوار ہو کر جہاد کرتے۔

(۱۳۲)

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِیِّ صلعم قَالَ: اَلطَّاعُوْنُ شَهَادَةٌ لِکُلِّ مُسْلِمٍ ‎.‎

ترجمہ: انس بن مالک رض سے روایت ہے، انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت

کیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طاعون ہر ایک مسلمان کے لئے شہادت ہے۔

(۱۳۳)

عَنِ الْبُرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَوْمَ الْأَحْزَابِ يَنْقُلُ التُّرَابَ وَ قَدْ وَارَى التُّرَابُ بَيَاضَ بَطْنِهِ وَهُوَ يَقُولُ:

لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا ✦ وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا

فَأَنْزِلِ السَّكِينَةَ عَلَيْنَا ✦ وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا

إِنَّ الْأُولَى قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا ✦ إِذَا أَرَادُوا فِتْنَةً أَبَيْنَا

ترجمہ: از براء بن عازب رض کہا: میں نے روزِ احزاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ (خندق کی) مٹی ڈھو رہے ہیں اور مٹی نے آنحضرت ؐ کے شکم مبارک کی سفیدی کو چھپا دیا اور کہہ رہے ہیں:

اگر تو نہ ہوتا تو نہ تو ہم راہ پاتے ، اور نہ زکوٰۃ دیتے اور نہ نماز پڑھتے

پس تو ہم پر تسکین نازل کر ، اور اگر (کفار سے) ہماری مٹھ بھیڑ ہو تو ہمارے قدم جمائے رکھ

ان لوگوں نے ہم پر ستم کئے ہیں ، اور جب انھوں نے فتنہ چاہا ہم باز رہے

(۱۳۴)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللهِ بَعَّدَ اللهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا ✦

ترجمہ: ابو سعید رض سے مروی ہے کہا: میں نے نبی خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے

سنا: جو کوئی راہ خدا میں ایک دن روزہ رکھے، دور کردیگا اللہ اس کے چہرے کو آگ سے صد سال + (باب فضل الصوم فی سبیل اللہ)

(۱۳۵)

عَنْ زَیْدِ بْنِ خَالِدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلّی اللّٰہُ علیہ وسلم قَالَ مَنْ جَھَّزَ غَازِیًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَقَدْ غَزَا وَمَنْ خَلَفَ غَازِیًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِخَیْرٍ فَقَدْ غَزَا +

ترجمہ: زید بن خالدؓ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی اللہ کی راہ میں لڑنے والے کو طیار کرنے تو وہ (گویا) خود لڑا ہے، اور جو شخص غازی راہ خدا کے پیچھے بخیر قائمقامی کرے (یعنی ان کی غیبت میں ان کی حاجات بر لاتا ہے) تو گویا اس نے خود غزا کی ہے (یعنی اسکو غازی کا اجر و ثواب ملیگا) +

(باب من جھّز غازیًا او خلفہٗ بخیر)

(۱۳۶)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ یَقُوْلُ قَالَ النَّبِیُّ صلی اللّٰہُ علیہ وسلم: مَنِ احْتَبَسَ فَرَسًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ، اِیْمَانًا بِاللّٰہِ وَ تَصْدِیْقًا بِوَعْدِہٖ، فَاِنَّ شِبَعَہٗ وَ رِیَّہٗ، وَ رَوْثَہٗ وَ بَوْلَہٗ، فِیْ مِیْزَانِہٖ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ +

ترجمہ: ابوہریرہؓ کہتے ہیں: نبی خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کوئی گھوڑا از روئے ایمان بر خدا، و تصدیق وعدۂ خدا، راہِ خدا میں باندھ رکھے تو اس کا کھانا پینا، اس کی لید اور بول قیامت کے دن اس کے ترازو میں ہونگے +

(باب من احتبس فرسًا)

(۱۳۷)

عَنْ مُعَاذٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کُنْتُ رِدْفَ النَّبِیِّ صلّی اللّٰہُ علیہ وسلم عَلٰی حِمَارٍ لَہٗ یُقَالُ لَہٗ عُفَیْرٌ، فَقَالَ: یَا مُعَاذُ ھَلْ تَدْرِیْ حَقَّ اللّٰہِ عَلٰی عِبَادِہٖ، وَحَقَّ الْعِبَادِ عَلَی اللّٰہِ، قُلْتُ: اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ، قَالَ: فَاِنَّ حَقَّ اللّٰہِ عَلٰی عِبَادِہٖ اَنْ یَعْبُدُوْہُ وَلَا یُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا، وَحَقَّ الْعِبَادِ عَلَی اللّٰہِ اَنْ لَا یُعَذِّبَ مَنْ لَا یُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا۔ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَفَلَا اُبَشِّرُ بِہِ النَّاسَ؟ قَالَ لَا تُبَشِّرْھُمْ فَیَتَّکِلُوْا +

ترجمہ: - معاذؓ سے روایت ہے، میں نبی خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ان کے خر پر جس کو عفیر کہتے ہیں سوار تھا - آپ نے فرمایا: معاذ! تم کو اللہ کا حق اپنے بندوں پر اور بندوں کا حق اللہ پر معلوم ہے؟ میں نے کہا: اللہ اور اللہ کا پیغمبر بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: تو اللہ کا حق تو اپنے بندوں پر یہ ہے کہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی شے کو شریک نہ ٹھہرائیں، اور بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ جو شخص کسی شے کو اس کا شریک نہ ٹھہرائے، اس کو عذاب نہ کرے - میں نے عرض کیا: اے پیغمبرِ خدا! کیا میں یہ خوشخبری لوگوں کو نہ سنادوں؟ فرمایا: نہ سنا کہ بھروسا کر بیٹھینگے +
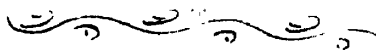
امتحان مولوی عالم سنہ ۱۹۴۳ء
کے
پرچے

بعض احباب کے حسب فرمائش ہم پیام اسلام کی اس اشاعت میں امتحان مولوی عالم سال گزشتہ کے پرچے درج کر رہے ہیں۔ اس لئے اس ماہ روضۃ الاطفال شائع نہیں ہو سکا۔ انشاء اللہ ماہ آئندہ میں اس کی تلافی ہو جائیگی۔

پرچہ اول
مفصل

۱۔ مفعول مطلق کی تعریف، وجہ تسمیہ اور اقسام بیان کیجئے اور بتائیے کہ سیبویہ کی اصطلاح میں مفعول مطلق کو کیا کہتے ہیں؟ ۱۰

۲۔ کیا اضافۃ الموصوف الیٰ صفتہ یا اضافۃ الصفۃ الیٰ موصوفہا جائز ہے، اگر نہیں تو دارُ الآخرۃ وصلاۃ الاولیٰ ومسجد الجامع وجانب الغربی وبقلہ الحمقاء کی کیا تاویل یا توجیہ ممکن ہے؟ ۸

۳۔ واذا اضفت اسم الفاعل المشتق من العدد [illegible] ان تضیفہ الیٰ ما ھو منہ کقولہ تعالیٰ ثانیَ اثنین و ثالثُ ثلاثہ

او الی ما ھو دونه کقوله عزوجل مَا یَکُوْنُ مِنْ نَجْوٰی ثَلَاثَۃٍ اِلَّا ھُوَ رَابِعُھُمْ وقوله خامسھم و سادسھم فھو فی الاول بمعنیً واحد من الجماعۃ المضاف ھو الیھا و فی الثانی بمعنی جاعلھا علی العدد الذی ھو منه و ھو من قولھم رَبَعتُھُمْ و خمستھم ۔

عبارت مذکورۃ الصدر کی صرف اسی قدر تشریح مطلوب ہے کہ جس سے واضح ہو جائے کہ آپ نے اس کا مفہوم صحیح سمجھا ہے ۔ ۱۲

٤۔ صاحب مفصل نے باری عز اسمہٗ کے قول تُقَاتِلُوْنَھُمْ اَوْ یُسْلِمُوْنَ کے متعلق دو صورتیں لکھی ہیں، ایک حالت نصب اور دو حالت رفع۔ آپ ہر ایک کی توجیہ اور وجہ صحت بتائیے ۔ ۸

٥۔ و فصل سیبویه فی تقدیم الظرف و تاخیرہ بین اللغو منه و المستقر ہر دو ظروف میں سیبویہ کے استحسان تقدیم و تاخیر کو متعین کیجئے ۔ ۸

٦۔ نعم۔ بلیٰ۔ اجل۔ جیر۔ ای۔ انّ کا محل جواب اور محل استعمال مع امثلہ کے لکھیئے ۔ ۱۰

الکافی فی العروض و القوافی

٧۔ بحر بسیط کے اعاریض اور اضرب مع امثلہ لکھیے ۔ ۱۰

٨۔ ذیل کے شعر کی تقطیع کیجئے :۔

القلب منھا مستریحٌ سالم و القلب منھا جاھدٌ مجھودٌ ۱۰

٩۔ حرکات قافیہ میں سے کوئی تین لکھکر ان کی تعریف کیجئے ۔ ۱۰

١٠۔ ذیل کے بحور کے صرف اعاریض لکھئے :۔

سریع ۔ منسرح ۔ خفیف

پرچہ دوم

من السیرۃ لابن ہشام

۱۔ بامحاورہ اردو میں اس طرح ترجمہ کرو کہ کوئی لفظ چھوٹنے نہ پائے :-

الم تر امرًا کان من عجب الدھر　　وللحین اسباب مبینۃ الامر
وما ذاك الا ان قومًا افادھم　　فخانوا تواصوا بالعقوق وبالکفر
عشیۃ راحوا نحو بدر بجمعھم　　فکانوا رھونا للرکیۃ من بدر
وکنا طلبنا العیر لم نبغ غیرھا　　فساروا الینا فالتقینا علی قدر
فلما التقینا لم تکن مثنویۃ　　لنا غیر طعن بالمثقفۃ السمر
وضرب ببیض یختلی الھام حدّھا　　مشھّرۃ الالوان بینۃ الاثر
اُولئك قوم قتلوا فی ضلالھم　　وخلّوا لواء غیر محتضر النصر
لواء ضلال قاد ابلیس اھلہ　　فخاس بھم ان الخبیث الی غدر　۱۲

۲۔ جنگ بدر کے اسباب مختصراً بیان کرو ۔　۸

من المعلقات السبع

۳۔ مندرجہ ذیل (الف) اور (ب) کے اشعار کا اردو میں ترجمہ کرو اور خط کشیدہ الفاظ کی تشریح کرو :-

(الف) الا ابلغ الاحلاف عنی رسالۃ　　وذبیان ھل اقسمتم کل مقسم
فلا تکتمنّ اللہ ما فی صدورکم　　لیخفی ومھما یکتم اللہ یعلم
یؤخّر فیوضع فی کتاب فیدخر　　لیوم الحساب او یعجل فینقم
وما الحرب الا ما علمتم وذقتم　　وما ھو عنھا بالحدیث المرجم　۵

(ب) لما رایت القوم اقبل جمعھم　　یتذامرون کررت غیر مذمم
یدعون عنتر والرماح کانھا　　اشطان بیر فی لبان الادھم

ما زلت ارمیھم بثغرة نحرہ ولبانہ حتی تسربل بالدم
فازور من وقع القنا بلبانہ وشکا الیّ بعبرة وتحمحم ۶

۴۔ سوال نمبر ۳ کے (الف) یا (ب) کے اشعار کو اعراب کے ساتھ لکھو۔ ۴

من جواھر البحور

۵۔ مندرجہ ذیل عبارتوں کا بامحاورہ اردو میں ترجمہ کرو :۔

(الف) فقلت یا فاضل ادن فقد منّیت وھات فقد اثنیت، فدنا و قال سلونی اجبکم واسمعوا اعجبکم، فقلنا ما تقول فی امرء القیس ؟ قال ھو اول من وقف بالدیار وعرصاتھا واغتدی والطیر فی وکناتھا ووصف الخیل بصفاتھا ولم یقل الشعر کاسبا ولم یجد القول راغبا ففضل من تفتق للحیلة لسانہ وانتجع للرغبة بنانہ، قلنا فما تقول فی النابغة ؟ قال ینسب اذا عشق ویثلب اذا حنق ویمدح اذا رغب ویعتذر اذا رھب ولا یرمی الا صائباً، قلنا فما تقول فی زھیر ؟ قال یذیب الشعر والشعر یذیبہ ویدعو القول والسحر یجیبہ۔ ۱۰

(ب) ثمّ مددت یدی الیہ فراعنی انہ لم یحرک یدہ فقلت لہ "مالک لا تمد یدک الیّ؟" فاستعبر باکیا وقال لانی لا احب ان اکون کاذبا ولا حانثا، فقلت وما یمنعک من الوفاء؟ قال یمنعنی منہ اننی رجل شقی لا حظ لی فی سعادة السعداء، قلت قد استطعت ان تکون شقیا فلم لا تستطیع ان تکون سعیدا؟ قال لانّ السعادة سماء والشقاء ارض والنزول الی الارض اسھل من الصعود الی السماء، وقد زلت قدمی عن حافة الھوّة فلا قدرة لی علی الاستمساک حتی ابلغ قرارتھا وشربت اول جرعة من جرعات الحیاة المریرة فلا بدّ لی ان اشربھا حتی ثمالتھا۔

۶۔ بامحاورہ اردو میں ترجمہ کرو:۔

(الف) اذا المرء لم یحتل وقد جدّ جدّه اضاع وقاسیٰ امره وهو مدبر
ولکن اخو الحزم الذی لیس نازلا به الخطب الا وهو للقصد مبصر
فذاك قریع الدهر ما عاش حوّلٌ اذا سدّ منه منخر جاش منخر
اقول للحیان وقد صفرت لهم وطابی ویومی ضیق الجحر معور ۱۰

(ب) امر رعلی الجدث الذی حلت به ام العلاء فنادها لو تسمع
انّی حللت وکنت جدّ فروقة بلدا یمرّ به الشجاع فیفزع
صلّی علیك الله من مفقودة اذ لا یلائمك المکان البلقع
فلقد ترکت صغیرة مرحومة لم تدر ما جزع علیك فتجزع ۱۰

من تاریخ الخلفاء

۷۔ اردو میں ترجمہ کرو:۔

المامون عبد الله ابو العباس بن الرشید ولد سنه سبعین ومائة فی لیلة الجمعة منقف ربیع الاول وهی اللیلة التی مات فیها الهادی و استخلف ابوه، و امه ام ولد اسمها مراجل ماتت فی نفاسها به، و قرأ العلم فی صغره و سمع الحدیث من ابیه وهشیم وعباد بن العوام ویوسف بن عطیة و ابی معاویة الضریر واسمٰعیل بن علیة وحجاج الاعور وطبقتهم، و ادبه الیزیدی وجمع الفقهاء من الآفاق وبرع فی الفقه والعربیة وایام الناس، ولما کبر عنی بالفلسفة وعلوم الاوائل ومهر فیها فجره ذلك الی القول بخلق القرآن +

وکان افضل من رجال بنی العباس حزما وعزما وحلما وعلما و رایا ودهاء وهیبة وشجاعة وسؤددا وسماحة وله محاسن وسیرة طویلة + ۱۰

۸۔ بنوامیہ سے عباسیوں نے کس طرح خلافت حاصل کی، اس کا مختصر حال لکھو، اور دونوں عہدوں کے درمیان جو فرق ہے اسے وضاحت کے ساتھ بیان کرو +

تیسرا پرچہ

قطبی

نوٹ :۔ پہلے چار سوالوں میں سے کوئی دو سوالوں کے جواب تحریر کرو۔ پانچویں اور چھٹے کا جواب ضروری ہے۔ ہر ایک سوال کے دس دس نمبر ہیں۔

۱۔ اگر کل تصورات اور تصدیقات بدیہی ہوتے یا نظری تو کیا خرابی لازم آجاتی ؟ توقف شئ علی نفسہ کے محال ہونے کو مثالوں سے واضح کرو اور یہ بتاؤ کہ دور و تسلسل کیوں محال ہیں ؟ توضیح مطلب امثلہ سے کرو، اور ان کی کتنی قسمیں ہیں۔ ہر ایک کی مثال بھی دو +

۲۔ کلی طبعی۔ کلی منطقی۔ کلی عقلی کی تعریفیں تحریر کرو۔ ان میں سے کونسی موجود فی الخارج ہیں اور کونسی نہیں ؟

۳۔ نسب اربعہ بین العینین اور بین النقیضین کی توضیح و تشریح کرو اور باہمی فرق کی وضاحت امثلہ دیکر کرو +

٤۔ والعالی مقسوم للسافل من غیر عکس والمقسم للسافل مقسم للعالی من غیر عکس کی توضیح کرنے کے بعد جنس الاجناس اور نوع الانواع کا مطلب بھی زیر قلم لاؤ +

۵۔ مطلقہ عامہ۔ ممکنہ عامہ۔ دائمہ مطلقہ کی تعریفیں مع امثلہ و نقیضوں کے حوالہ قلم کرو، اور ان کی وجہ تسمیہ بھی تحریر کرو +

٦۔ قیاس۔ استثنائی۔ اقترانی۔ انی۔ لمی کی تعریفیں مع امثلہ اور وجہ تسمیہ کے سپرد قلم کرو +

مختصر المعانی

نوٹ :۔ مندرجہ ذیل میں سے کوئی چھ سوالوں کا جواب تحریر کرو۔ ہر ایک سوال کے دس

دس نمبر ہیں۔

۱۔ حقیقت عقلی اور مجاز عقلی کی تعریف تحریر کرنے کے بعد تبادل کی توضیح کریں اور ملابسات کی تشریح کرتے ہوئے و انکرہ السکاکی ذاھبا الی ما مرّ من الامثلۃ ونحوہ استعارہ بالکنایہ کا مطلب تحریر کریں، وفیہ نظر کی توضیح بھی کریں۔

۲۔ علمائے معانی وبیان نے مسند الیہ کو معرفہ کن کن اغراض ومقاصد کے ماتحت لایا جانا تحریر فرمایا ہے؟ اپنے مطلب کی توضیح امثلہ سے کریں اور بتائیں کہ یہ شعر کس کے استشہاد میں پیش کیا گیا ہے:۔

ان الذی سمک السماء بنی لنا بیتا دعائمہ اعز و اطول

۳۔ مندرجۂ ذیل جمل درست ہیں یا نہیں، اگر صحیح ہیں تو کیوں اور اگر نہیں ہیں تو کیوں:۔
ما انا رأیت احدا۔ ما انا قلت ھذا و لا غیری۔ ما انا ضربت الا زیدا۔ اتضرب زیدا وھو اخوک۔ ھل تضرب زیدا وھو اخوک۔

۴۔ قصر کے لغوی اور اصطلاحی معنی تحریر کرو۔ اور اقسام قصر بھی سپرد قلم کرو۔ قصر الموصوف علی الصفۃ اور قصر الصفۃ علی الموصوف کس کی قسمیں ہیں؟ ان دونوں کی توضیح امثلہ سے مع تعریف کے کرو۔

۵۔ علمائے بیان نے جو علم بیان کی تعریف فرمائی ہے اسے سپرد قلم کرو، اور یہ بھی تحریر کرو کہ علم بیان کو علم بدیع پر کیوں مقدم کیا جاتا ہے؟ جو کچھ تحریر کرو مدلل تحریر کرو۔

۶۔ امثلۂ مندرجۂ ذیل میں وجہ شبہ کیا ہے؟ توضیح کرو کہ آیا وہ حسی ہے یا عقلی یا کوئی اور ہی قسم ہے:۔

(۱) کان محمر الشقیق اذا تصوب او تصعد
اعلام یاقوت نشرن علی رماح من زبرجد

(۲) اتقتلنی والمشرفی مضاجعی
ومسنونۃ زرق کانیاب اغوال

(۳) کان مثار النقع فوق رؤسنا
واسیافنا لیل تهاوی کواکبه
(۴) وقد لاح فی الصبح الثریا کما تری
کعنقود ملاحیة حین نور ۱

۷۔ استعارۂ مطلقہ، مجردہ، مرشحہ کی تعریفیں مع امثلہ کے حوالہ قلم کرو، اور اس قول کی تائید یا تردید مدلل طور پر تحریر کرو "والترشیح ابلغ من الاطلاق والتجرید"۔

۸۔ مندرجۂ ذیل میں سے کسی تین کی تعریف مع امثلہ کے سپرد قلم کرو اور بتاؤ کہ علماء معانی و بیان کے نزدیک علم البدیع کی کیا غرض وغایت ہے:-
المطابقة۔ مراعاة النظیر۔ المشاکلة۔ المزاوجة۔ المذهب الکلامی۔ الادماج۔ العجز۔ التشریع۔

چوتھا پرچہ

ھدیہ سعیدیہ

۱۔ مکان کی حقیقت میں مشائیں اور متکلمین اور اشراقیین کا کیا اختلاف ہے وضاحت سے بیان کرکے یہ بھی بتاؤ کہ مشائیں کی تحقیق میں مکان کے لاشئ محض اور غیر منقسم اصلاً اور منقسم فی جہۃ واحدۃ نہ ہونے کی کیا وجہ ہے؟

۲۔ "واعلم انّ للفلک نفسین احداهما نفس مجردة عن المادة و اخراهما نفس منطبعة فی مادتها الخ"۔ [illegible] ہونے کی مصنف نے جو وجہ بیان کی ہے اسکو مفصل بیان کرو۔

۳۔ عبارت ذیل (اما المشاعر الباطنة فهی ایضا [illegible] بالاستقراء) کی تفصیل اور مشاعر باطنہ کے [illegible] اور حقائق اور ہر ایک کا محل وقوع حسب قدر بسط

سے ہو سکے لکھو ۔ ۱۲ء

کنز الدقائق

۴۔ طلاق کی تعریف جو صاحب کنز الدقائق نے کی ہے بیان کرکے اسکے قیود کے فوائد اور طلاق کے اقسام بتلا کر موطوۃ اور غیر موطوۃ کی طلاق میں جو فرق ہے اس کو بھی ظاہر کردو ۔ ۸ء

۵۔ حج کی تعریف اور اسکے وجوب کی شرطیں بیان کرکے اسکے اقسام لکھو ۔ ۷ء

۶۔ الربوٰ و ھو فضل مال بلا عوض فی معاوضۃ مالٍ بمال و علّۃ القدر و الجنس فحَرُم الفضل و النسأ بھما و النسأ فقط باحدھما ۔ و حلاّ بعدمھما ۔

مذکورہ بالا عبارت کا مطلب بیان کرکے یہ بتاؤ کہ بیع بیضۃ بالبیضتین اور جوزۃ بالجوزتین میں ربوٰ ہے یا نہیں، جس شق کو اختیار کرو اسکی وجہ بھی لکھو ۔ ۱۰ء

یا

الصلح ھو عقد یرفع النزاع و ھو جائز باقرار و سکوت و انکار ۔

عبارت بالا کا مطلب بیان کرکے صلح کے اقسام اور انکے احکام بیان کرو ۔ ۱۰ء

شریفیہ

۷۔ الفروض المقدرۃ فی کتاب اللہ تعالیٰ ستۃٌ و اصحاب ھذا السھام اثنا عشر ۔

آپ عبارت بالا کا مطلب اور سہام اور اصحاب فروض کے اسماء بتلا کر صاحب شریفیہ نے عبارت ذیل رو ثمان من النساء الزوجۃ و البنت و

بنت الابن و ان سفلت و الاخت لاب و اُمّ و الاخت لاب و الاخت لأمّ و الام ، و الجدّة الصحیحة) میں جوجو وجہیں ورثہ مذکورہ میں تقدیم تاخیر کی بیان کی ہیں انکو بسط سے لکھو ۔ ۱۰

۸ ۔ عبارت ذیل (ثم مسائل الباب ای باب الرّد عند من قال به اقسام اربعة) میں سید شریف نے چار میں منحصر ہونے کی جو وجہ لکھی ہے بیان کر کے چار میں سے صرف پہلے دو مسئلے بیان کرو ۔ ۱۰

یا

ترکہ تقسیم کرو :۔

میت

اب	ام	عشرہ بنات	۱۰

یا

کتاب المواریث من شرائع الاسلام

۹ ۔ عبارت ذیل میں سہام ستہ کو بیان کر کے ہر ایک سہم کے مستحقین کا نام بتا کر یہ بھی بیان کرو کہ کن کن سہام میں اجتماع جائز اور کن کن میں منع اور کیوں ۔ تفصیل سے بیان کرو السقدمة الرابعة فی مقادیر السھام و اجتماعھا السھامُ ستةٌ الخ ۔ ۱۰

ورثہ ذیل کا ترکہ تقسیم کرو :۔

میت ۱۰

اب	ام	خمسہ بنات

پانچواں پرچہ

محاضرات :-

۱- (الف) باغ فدک کس جگہ واقع ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں اس کا مصرف کیا تھا؟ جناب کی وفات کے بعد کیا تغیّر و تبدل ہوا؟ حضرت عمرؓ بن عبدالعزیز نے کیا کیا اصلاحات کیں؟ مفصل لکھئے۔ ۱۰

(ب) حضرت عبداللہ بن زبیر نے بیت اللہ کو کیوں گرایا، اور اسکی بنا کن اصولوں پر قائم کی؟ آپ کی وفات کے بعد حجاج نے کیا ترمیم کی، وضاحت سے لکھئے۔ ۱۰

(ج) یزید بن ولید بن عبدالملک کا مختصر حال لکھئے۔ اور یزید کو یزید ناقص کیوں کہتے ہیں؟ وجہ بیان کیجئے۔ ۱۰

(د) حسب ذیل شعر کی بابت آپ کیا جانتے ہیں، اور یہ کس کا شعر ہے؟ مفصل لکھئے:-

انا بن کسریٰ و ابی مروان　　و قیصر جدی وجدی خاقان ۵

(ہ) عمرؓ بن عبدالعزیز کی مختصر سوانح حیات لکھئے۔

یا

تاریخ الخلفاء

۱- (الف) عبارت ذیل کا ترجمہ اور خط کشیدہ الفاظ، اور واقعہ متعلقہ کی تشریح کیجئے:-

ولما رأی عبد اللہ بن عباس عبد اللہ بن الزبیر۔ قال لہ قد اتی ما احببت ھذا الحسین یخرج و یترکک والحجاز ثم مثّل:

یا لک من قنبرۃ بمعمری　　خلا لک البر نبیضی و اصفری

و نقیری ما شئت ان تنقری ۱۰

(ب) سلیمان بن عبدالملک کی بعض خصوصیات اور بعض ان مشاہیر امت کے نام بھی لکھئے جو اس کے عہد میں فوت ہوئے اور علامہ ابن سیرین کے اس قول کی تشریح کیجئے :-

یرحم الله سلیمان افتتح خلافته باحیائه الصلوة لمواقیتها واختتمها باستخلافه عمر بن عبد العزیز ۱۰

(ج) واقعۃ الحرۃ کا مختصر حال لکھئے اور عبارت ذیل کی تشریح کیجئے :-

وجهز یزید جیشا الی اهل مکه فقال عبد الملك اعوذ بالله ایبعث الی حرم الله فضرب یوسف منکبه وقال جیشك الیهم اعظم ۱۰

(د) "حضرت عمرؓ بن عبدالعزیز کے بعد کون خلیفہ ہوا، اور کیوں، وجہ بیان کیجئے" اور قول مشہور "ضحّٰی بنو امیة یوم کربلا بالدین، ویوم العقیر بالکرم" سے کیا غرض ہے، سمجھکر لکھئے ۱۰

کتاب الوسیط

۱۔ (الف) اکثم بن صیفی کون تھا؟ جب بطور وفد کسریٰ کے دربار میں گیا، تو کسریٰ نے اسکے متعلق کیا کہا تھا؟ تفصیل کے ساتھ لکھئے ۱۰

(ب) افضل الخطباء اصدقها۔ یہ کس کا جملہ ہے تشریح کیجئے ۵

(ج) علوم جاہلیت کے اقسام مفصل بیان کیجئے اور ان میں سے کسی چار کی تشریح بھی کیجئے ۱۰

(د) مفصلہ ذیل اشعار کا ترجمہ لکھئے :-

لو کنت من مازن لم تستبح ابلی ✤ بنو اللقیطة من ذهل بن شیبانا

لکن قومی وان کانوا ذوی عدد   لیسوا من الشر فی شیٔ وان ھانا

یجزون من ظلم اھل الظلم مغفرۃ   ومن اساءۃ اھل السوء احسانا

کان ربک لم یخلق لخشیتہ   سواھم من جمیع الناس انسانا

فلیت لی بھم قوما اذا رکبوا   شدوا الاغارۃ فرسانا ورکبانا   ۱۰

(د) مندرجہ ذیل کے کسی شاعر پر مختصر نوٹ لکھئے:-

عنترۃ العبسی - لبید بن ربیعہ - امیۃ بن صلت - کعب بن زہیر   ۱۰

یا

ادب العرب

۱- (الف) سیل عرم کے متعلق آپ کیا جانتے ہیں؟ کیا اس کا ذکر قرآن پاک میں بھی ہے؟ مفصل لکھئے + ۱۰

(ب) جذیمۃ الابرش کون تھا۔ اس کے اور زباء کے مابین جو مشہور جنگ ہوئی اسکے اسباب و نتائج پر روشنی ڈالئے + ۱۰

(ج) ایام جاہلیت میں عرب کے بعض وہ فضائل بیان کیجیے جس کے سبب سے وہ تمام اقوام عالم میں ممتاز سمجھے جاتے ہیں، اور اگر شعراء جاہلیت کے اشعار سے استشہاد بھی پیش کریں تو سبحان اللہ؟ ۱۰

(د) عرب میں "علم الانساب" کو ایک غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔ آپ اس علم کے چند ماہروں کا نام بتائیے اور نسب کے چھ طبقات کے نام معہ امثلہ تفصیل کیساتھ لکھئے + ۱۰

(ر) خلافت امویہ اور خلافت عباسیہ کا موازنہ کرکے جس کو ترجیح دیں اس کی دلیل بھی بیان کیجیے + ۱۰

چھٹا پرچہ

۱۔ ترجموا العبارة الآتية الى الاردوية الصحيحه :۔

الانسان بفطرته محب للاطلاع مشغوف بالوقوف على الأنباء العظيمة، و الحوادث الخطيرة، فلا عجب اذا رأيت الناس يحرصون على قراءة الصحف حرصهم على تناول الطعام، اذا هي مرآة يرون فيها حوادث يومهم، و اخبار بلادهم، لا تدع صغيرة و لا كبيرة الا أحصتها : تطالع فيها اخبار الدواوين، و شئون الزراعة و الصناعة و التجارة، و السياسة الروساء، و احاديث القادة و الزعماء۔ و هي على قلة ثمنها مدرسة الشعب يتتلمذ اليها الصغير و الكبير، و الوضيع و الامير۔ وهى لسان الامة، تبين حاجتها، و تعبر عن رغبتها و تدل الحكومة على موضع العيب من سياستها، و تقف فى وجهه الحاكم اذا طغىٰ، و ترده اذا استبد او بغى، فتفضح امره، و تكشف ستره فتتقى الامةُ ضرره، و تحذر بغيه و مكره +

۲۔ عربوا العبارة الآتية الى العربية الفصحىٰ :۔

تم بھولکر بھی بروں کی صحبت میں نہ بیٹھو۔ ان سے تم کو ہمیشہ تکلیف ہی ہوگی۔ ان کے دل میں حسد کی آگ ہوتی ہے، جہاں انھوں نے دوسروں کا بھلا دیکھا وہ جل مرے، جب کسی کی برائی سنتے ہیں تو ایسے خوش ہوتے ہیں جیسے راستہ میں پڑا ہوا خزانہ ان کے ہاتھ لگ گیا۔ بڑے غصہ والے، بے رحم اور شریر ہوتے ہیں۔ انکا دل گناہوں کا گھر ہوتا ہے، جو ان کا بھلا کرتے ہیں یہ انکے ساتھ برائی کرتے ہیں۔ انکا کھانا، پینا، لینا، دینا، غرضکہ ساری باتیں جھوٹ پر منحصر ہوتی ہیں۔ انکو سوائے اپنے مطلب کے کوئی اور غرض نہیں ہوتی۔ ظاہر

میں روپ اچھا بنائے رکھتے ہیں، مگر دل میں بڑے دھوکے باز اور مکار ہوتے ہیں + ۲۵ء

۳۔ اکتب مقالة فی العربیة لا تقل عن خمسة و عشرین سطرًا، بقلم متوسط، علی احد العناوین :- ۵ء

(الف) ادفع بالتی هی احسن، فاذا الذی بینك و بینه عداوة کانه ولی حمیم +

(ب) لا تؤخر عمل یومك الی غدك +

(ج) اکتب رسالة لاخیك ناصحًا له بما یجب ان یتحلی به فی حیاته المدرسیه +

(د) و ان بُلیتَ بشخص لا اخلاق له فکن کانك لم تسمع و لم یقل

لبراعة الاسلوب وجودة الخط و النظافة + ۵ء

اغلاط لغویہ

اس باب میں ان جملات و کلمات کا ذکر ہے جن کا استعمال غلط ہو رہا ہے۔ مقابل کے خانہ میں تصحیح درج ہے :-

الخطأ	الصحیح
اَثَّرَ عَلَیْهِ تَأْثِیرًا شَدِیدًا۔	اَثَّرَ فِیْهِ تَأْثِیرًا شَدِیدًا (اس پر اس نے سخت اثر کیا)
ذَکَرَ التِّلْمِیْذَ اَثْنَاءَ کَلَامِهٖ۔	ذَکَرَ التِّلْمِیْذَ فِی اَثْنَاءِ کَلَامِهٖ (اس نے اپنی بات کے درمیان شاگرد کو یاد کیا)
اَدَّاهُ حَقَّهٗ۔	اَدّٰی اِلَیْهِ حَقَّهٗ (اسکو اسکا حق ادا کیا)
اَذِنَ لَهٗ بِالتَّکَلُّمِ۔	..... فِی التَّکَلُّمِ (اسکو بولنے کی اجازت دی)

الخطأ	الصحيح
مِمّا يُؤْسَفُ لَهُ .	مِمّا يُؤْسَفُ عَلَيْهِ .
يُؤانس منه ميلا .	يَأْنس منه ميلاً .
طهران بلد فى اسيه .	طهران بلد فى آسيا .
تَأكّدَ فائدة الدواء .	تحقّق فائدة الدّواء .
رَأيتُهُ غيرَ مرّةٍ .	رَأيتُهُ اكثر من مرّةٍ .
إذا سَمِعَ لَاسْتَفادَ .	إذا سَمِعَ إسْتَفَادَ .
أنف السير معهم .	انف من السير معهم .
مِبْنَاءُ الاسكندرية اَمِينَه .	مبناء الاسكندرية امين .
ما لقيتُه من اول امس .	...... مذ اول من امس .
مفتش اول اللغة العربية .	مفتش اللغة العربية الاول .
يعطف على البؤساءِ .	يعطف عَلَى البائسين .
بعتُ لِعَلِيّ بيتًا .	بعتُ عليًا بيتًا . بِعتُ مِن عليّ بيتًا .
ينوبون عن بعضهم البعض .	ينوبون بعضهم عن بعض .
عَثُرَ بالمسأله .	عَثُرَ على المسئلَه .
كلفته بالمسألة .	كلفته المسألة .

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جالندھر شہر

جلد ۱۵	اپریل و مئی سنہ ۱۹۴۴ ربیع الثانی و جمادی الاول ۱۳۶۳ھ نمبر ۴ و ۵

مختصر ابن ابی جمرہ

(۱۳۸)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ علیہ وسلم قَالَ: اَلْخَیْلُ لِثَلَاثَةٍ، لِرَجُلٍ اَجْرٌ، وَ لِرَجُلٍ سِتْرٌ، وَ عَلٰی رَجُلٍ وِزْرٌ. فَاَمَّا الَّذِیْ لَهٗ اَجْرٌ، فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللهِ، فَاَطَالَ فِیْ مَرْجٍ اَوْ رَوْضَةٍ، فَمَا اَصَابَتْ فِیْ طِیَلِهَا ذٰلِكَ مِنَ الْمَرْجِ او الرَّوْضَةِ، كَانَتْ لَهٗ حَسَنَاتٍ وَ لَوْ اَنَّهَا قَطَعَتْ طِیَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا اَوْ شَرَفَیْنِ كَانَتْ اَرْوَاثُهَا وَ آثَارُهَا حَسَنَاتٍ لَهٗ، وَ لَوْ اَنَّهَا

مَرَّتْ بِنَهْرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَمْ يُرِدْ أَنْ يَسْقِيَهَا كَانَ ذٰلِكَ حَسَنَاتٍ لَهُ. وَرَجُلٌ رَبَطَهَا تَغَنِّيًا وَ تَعَفُّفًا ثُمَّ لَمْ يَنْسَ حَقَّ اللهِ فِي رِقَابِهَا وَ لَا ظُهُوْرِهَا، فَهِيَ لِذٰلِكَ سِتْرٌ. وَرَجُلٌ رَبَطَهَا فَخْرًا وَ رِيَاءً وَ نِوَاءً لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ، فَهِيَ وِزْرٌ عَلٰى ذٰلِكَ +

ترجمہ:۔ روایت ہے ابوہریرہؓ سے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گھوڑے تین کے لئے ہوتے ہیں، ایک مرد کے لئے اجر، ایک مرد کے لئے پردہ، اور ایک مرد کے لئے بارگناہ۔ پروہ شخص جس کے لئے وہ اجر ہیں' ایسا شخص ہے جو ان کو راہ خدا میں باندھ رکھے، پھر مرغزار یا باغ میں ان کی ڈور ڈھیلی چھوڑ دے تو وہ اپنی اس ڈور میں اس مرغزار یا باغ کے جہانتک پہنچیں گے وہ اس کے لئے نیکیاں ہونگی۔ پھر اگر وہ اپنی رسی توڑے اور ایک دو دوڑ دوڑیں تو ان کی لیدیں اور ان کے نشان قدم مالک کے لئے نیکیاں ہونگے، اور اگر وہ کسی دریا پر گزریں اور اس کا پانی پئیں اور مالک نے ارادہ نہ کیا ہو کہ وہ ان کو پلائے تو یہ بھی اس کی نیکیاں ہونگی۔ اور ایک مرد جو ان کو بے نیازی اور سوال سے بچنے کے لئے باندھے، پھر وہ اللہ کا حق ان کی گردنوں اور پشتوں کے متعلق فراموش نہ کرے تو وہ اس کے لئے پردہ ہونگے۔ اور وہ مرد جو بڑائی دکھاوے اور مسلمانوں کی دشمنی کی نیت سے باندھے تو وہ اس پر بارگناہ ثابت ہونگے۔

(۱۳۹)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ يَوْمَ عِيْدٍ يَلْعَبُ السُّوْدَانُ بِالدَّرَقِ وَ الْحِرَابِ، فَإِمَّا سَأَلْتُ

رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم، وَ اِمَّا قَالَ تَشْتَهِيْنَ اَنْ تَنْظُرِيْنَ؟ فَقُلْتُ نَعَمْ، فَاَقَامَنِيْ وَرَاءَهٗ خَدِّيْ عَلٰى خَدِّهٖ، وَ يَقُوْلُ دُوْنَكُمْ بَنِيْ اَرْفِدَةَ، حَتّٰى اِذَا مَلِلْتُ، قَالَ حَسْبُكِ؟ قُلْتُ نَعَمْ، قَالَ فَاذْهَبِيْ +

ترجمہ: از عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، کہا: عید کے دن حبشی لوگ برچھی اور بھالوں سے کھیل رہے، پھر یا تو مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی، یا انھوں نے فرمایا: تم دیکھنا چاہتی ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں! سو آپ نے مجھ کو اپنی اوٹ میں کھڑی کرلیا۔ میرا رخسار ان کے رخسار پر تھا، اور وہ کہتے تھے: کھیلتے رہو بنی ارفدہ، یہانتک کہ جب میں اُکتا گئی تو فرمایا: بس؟ مینے کہا: جی ہاں۔ فرمایا: تو جاؤ +

(باب الدرق)

(۱۴۰)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: جُعِلَ رِزْقِيْ تَحْتَ ظِلِّ رُمْحِيْ، وَجُعِلَ الذِّلَّةُ وَ الصَّغَارُ عَلٰى مَنْ خَالَفَ اَمْرِيْ +

ترجمہ: روایت ابن عمر از نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ فرمایا: میری روزی نیزوں کی چھاؤں کے نیچے رکھی گئی ہے اور ذلت و خواری اس کے لئے بنی ہے جو میرے امر کی مخالفت کرے +

(۱۴۱)

عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم رَخَّصَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَ الزُّبَيْرِ فِيْ

قَمِيصٍ مِنْ حَرِيرٍ مِنْ حِكَّةٍ كَانَتْ بِهِمَا ✦

ترجمہ: از انس رضی اللہ عنہ، رخصت دی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد الرحمن بن عوفؓ اور زبیرؓ کو ریشم کا کرتہ پہننے کی کھجلی کی بیماری کی وجہ سے جو ان کو ہو گئی تھی ✦

(۱۴۲)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم: لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوا التُّرْكَ صِغَارَ الْاَعْيُنِ حُمْرَ الْوُجُوْهِ ذُلْفَ الْاُنُفِ كَاَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ، وَلَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوْا قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعْرُ ✦

ترجمہ:- از ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ، کہا: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: قیامت نہ آئیگی جب تک (نہ) لڑو ترکوں سے جنکی آنکھیں چھوٹی، چہرے لال، ناکیں دبی ہوئی، گویا ان کے چہرے ہتھوڑے سے کوٹی ہوئی ڈھالیں ہیں، اور قیامت نہ آئیگی جب تک (نہ) لڑو ایسی قوم سے

(۱۴۳)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ عَلَيْهِ وَسلم اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ، فَمَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ، فَقَدْ عَصَمَ مِنِّیْ نَفْسَهٗ وَمَالَهٗ اِلَّا بِحَقِّهٖ وَحِسَابُهٗ عَلَى اللهِ ✦

ترجمہ: از ابی ہریرہ رضؓ، کہا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے (مشرکین عرب سے) اس وقت تک جنگ کرتا رہوں کہ لا

اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہیں، پھر جو شخص لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہے گا تو اس نے مجھ سے اپنی جان اور اپنا مال بچا لیا اِلَّا بحقِّ اسلام اور اس کا حساب اللہ پر ہو گا ✦

(۱۴۴)

عَنْ عَبْدِ اللہِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ علیہ وسلّم فِیْ بَعْضِ اَیَّامِہِ الَّتِیْ لَقِیَ فِیْھَا الْعَدُوَّ انْتَظَرَ حَتّٰی مَالَتِ الشَّمْسُ، ثُمَّ قَامَ فِی النَّاسِ، فَقَالَ اَیُّھَا النَّاسُ! لَا تَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ، وَ اسْأَلُوا اللہَ الْعَافِیَۃَ، فَاِذَا لَقِیْتُمُوْھُمْ فَاصْبِرُوْا، وَ اعْلَمُوْا اَنَّ الْجَنَّۃَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوْفِ، ثُمَّ قَالَ: اَللّٰھُمَّ مُنْزِلَ الْکِتَابِ، وَ مُجْرِیَ السَّحَابِ، وَ ھَازِمَ الْاَحْزَابِ اھْزِمْھُمْ وَ انْصُرْنَا عَلَیْھِمْ ✦

ترجمہ:۔ از عبداللہ بن ابی اوفیٰ کہ رسول خدا صلّی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعض ان ایام میں کہ دشمن سے مقابل ہوئے (نماز کا) انتظار فرمایا یہانتک کہ سورج ڈھل گیا پھر لوگوں میں کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ لوگو! اللہ سے دشمن کے مقابلے کی درخواست نہ کرو، عافیت کی درخواست کرو۔ پھر جب تم ان سے بھڑو تو ثابت قدم رہو اور جان لو کہ بہشت تلواروں کی چھاؤں کے نیچے ہے۔ پھر فرمایا: اے خدا! کتاب کے نازل کرنے والے، بادل کو چلانے والے، اور جتھوں کو شکست دینے والے، تو ان کو شکست دے اور ہم کو ان پر فتح دے ✦

(۱۴۵)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : كُلُّ سُلَامَى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيهِ الشَّمْسُ ، يَعْدِلُ بَيْنَ اثْنَيْنِ صَدَقَةٌ ، وَ يُعِينُ الرَّجُلَ عَلَى دَابَّتِهِ فَيَحْمِلُ عَلَيْهَا أَوْ يَرْفَعُ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ صَدَقَةٌ ، وَ الْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ ، وَ كُلُّ خُطْوَةٍ يَخْطُوهَا إِلَى الصَّلَاةِ صَدَقَةٌ ، وَ يُمِيطُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ +

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے . کہا : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی کی ہر ایک پور پر ہر روز جس میں سورج طلوع کرتا ہے ایک صدقہ ہے، وہ دو شخصوں میں انصاف کرے (یہ) ایک صدقہ ہے ۔ آدمی کی اس کے جانور پر امداد کرے . اس کو اسی پر سوار کرے ، یا اس کا اسباب اس پر اٹھا کر رکھے صدقہ ہے ۔ اور بھلی بات صدقہ ہے - اور راستے سے تکلیف دہ چیز دور کرے (یہ) بھی صدقہ ہے

تشریحات :-

سُلَامٰی : پور - جوڑ -

هٰذَا الحديث ذكره البخاري في باب من اخذ بالركاب وغيره-

(۱۴۶)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي الْوَحْدَةِ مَا أَعْلَمُ ، مَا سَارَ رَاكِبٌ بِلَيْلٍ وَحْدَهُ +

ترجمہ: ۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ۔ انھوں نے روایت کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

ہے : اگر لوگ جانیں جو برائی ہے تنہائی میں جو کچھ میں جانتا ہوں، تو کوئی سوار رات کو اکیلا سفر نہ کرے +

هذا الحديث ذكره البخاري في باب السير وحده -

(۱۴۷)

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ يَقُوْلُ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَأْذَنَهُ فِي الْجِهَادِ، فَقَالَ اَحَيٌّ وَالِدَاكَ، قَالَ نَعَمْ، قَالَ فَفِيْهِمَا فَجَاهِدْ +

ترجمہ : از عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ، کہتے ہیں ایک مرد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور ان سے جہاد کے لئے اجازت چاہی۔ اس پر آپ نے فرمایا : کیا تیرے والدین زندہ ہیں ؟ کہا : ہاں - فرمایا : تو انھی کے بارے میں جہاد کر۔

(۱۴۸)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ ، وَلَا تُسَافِرَنَّ امْرَأَةٌ اِلَّا وَ مَعَهَا مَحْرَمٌ ، فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللهِ ! اكْتُتِبْتُ فِي غَزْوَةِ كَذَا وَ كَذَا وَ خَرَجَتِ امْرَأَتِيْ حَاجَّةً ، قَالَ اذْهَبْ فَحُجَّ مَعَ امْرَأَتِكَ +

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ اکیلا نہ ہو اور کوئی عورت بجز اس کے سفر نہ کرے کہ اس کے ساتھ کوئی محرم ہو۔ اس پر ایک شخص نے اٹھکر کہا۔ اے

پیغمبر خدا۔ میں فلاں غزوہ میں بھرتی ہوا ہوں اور میری بیوی حج کرنے کو نکلی ہے۔ فرمایا: جا اور اپنی عورت کے ساتھ حج کر +

هذا الحديث ذكره البخاري في باب من اكتتب في جيش +

(۱۴۹)

عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم قَالَ: ثَلَاثَةٌ یُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَرَّتَیْنِ، اَلرَّجُلُ تَكُوْنُ لَهُ الْاَمَةُ، فَیُعَلِّمُهَا فَیُحْسِنُ تَعْلِیْمَهَا، وَ یُؤَدِّبُهَا فَیُحْسِنُ اَدَبَهَا، ثُمَّ یُعْتِقُهَا فَیَتَزَوَّجُهَا، فَلَهُ اَجْرَانِ وَ مُؤْمِنُ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ الَّذِیْ كَانَ مُؤْمِنًا ثُمَّ اٰمَنَ بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم فَلَهُ اَجْرَانِ، وَالْعَبْدُ الَّذِیْ یُؤَدِّیْ حَقَّ اللّٰهِ وَ یَنْصَحُ لِسَیِّدِهٖ، فَلَهُ اَجْرَانِ +

ترجمہ: ابی بُردہؓ سے روایت ہے، روایت کیا نبی صلعم سے، آنحضرتؐ نے فرمایا: تین شخص ہیں جن کو دوبارہ ان کا اجر ملیگا۔ ایک وہ شخص جس کے پاس لونڈی ہو۔ اور وہ اس کو تعلیم دے اور اچھی تعلیم دے، اور وہ اس کو ادب سکھائے اور اچھی ادب سکھائے، پھر اس کو آزاد کرکے اس سے نکاح کرلے، تو اسکو دو اجر ملینگے۔ اور ایک مومن شخص اہل کتاب میں سے جو ایمان رکھتا تھا (اپنے پیغمبر پر) پھر وہ ایمان لے آیا نبی صلعم پر، تو اس کو دو اجر ملیں گے۔ اور وہ غلام جو اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرتا ہے اور اپنے آقا کی خیر خواہی کرتا ہے تو اس کو دو اجر ملیں گے۔

هذا الحديث ذكره البخاري في باب فضل من اسلم من اهل الكتابين +

(۱۵۰)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا، نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسلم عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَ الصِّبْیَانِ ٭

ترجمہ: از ابن عمرؓ: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں اور بچوں کے قتل سے مناہی فرمائی ٭

ھذا الحدیث ذکرہ البخاری فی باب قتل النساء فی الحرب ٭

(۱۵۱)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَا کَانَ اَمَرَ بِحَرَاقِ فُلَانٍ وَ فُلَانٍ، اِنَّ النَّارَ لَا یُعَذِّبُ بِھَا اِلَّا اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَ تَعَالٰی، فَاِنْ وَجَدْ تُمُوْھُمَا فَاقْتُلُوْھُمَا ٭

ترجمہ: از ابی ہریرہ رضؓ، کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے، بعد اس کے کہ فلاں اور فلاں کے جلا دینے کا حکم دیا تھا، فرمایا: بیشک نہیں عذاب دیتا آگ کے ساتھ مگر اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ۔ پھر اگر تم ان دونوں کو پاؤ تو ان کو قتل کر دو ٭

تشریحات:

حدیث کی عبارت اول سے آخر تک یہ ہے:-

عَنْ اِبی ھریرۃ انہ قال بعثنا رسول اللہ صلعم فی بعث فقال ان وَجَدْ تُمْ فلانًا و فلانًا فاحرقوھما بالنار، ثم قال رسول اللہ صلعم حین اردنا الخروج انی امرتکم ان تحرقوا فلانًا و فلانا بالنار و ان النار لا یعذب بھا الا اللہ فان وجد تموھما

فاقتلوھما !

فلانٌ و فلانٌ سے مراد حبار بن الاسود اور نافع بن عبد اللہ ہیں ۔

اَنَّ النَّارَ : قال البیضاوی : آگ سے عذاب کرنا اسی لئے ممنوع ہوا کہ وہ سخت ترین عذاب ہے ۔ اسی لئے کفار سے اس کا وعدہ ہوا ہے ۔ طیبی نے کہا کہ دنیا میں آگ سے عذاب دینا شاید اس لئے منع ہوا کہ اللہ تعالٰے نے آگ میں لوگوں کے لئے کئی منافع رکھے ہوئے ہیں، تو ان کو یہ درست نہیں کہ ضرر رسانی کیلئے اسکا استعمال کریں ۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو اس کا حق حاصل ہے ۔ اس لئے کہ وہ اس کا مالک ہے ۔ وہ چاہے اس سے عذاب کرے یا نہ کرے ۔

ایک دوسری حدیث میں جو ربُّ النّار کا لفظ آیا ہے اس میں اسی کی طرف اشارہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان دونوں استعمالوں کو اپنے اس قول میں جمع کر دیا ہے : نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّ مَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ ۔ تذکیرا بنار جهنم لتكون حاضرة للناس يذكرون ما أوعدوا به و جعلنا بها اسباب المعاش كلها الى اخره ۔

جلا ڈالنے کے بارے میں سلف کو اختلاف ہے ۔ عمرؓ اور ابن عباس وغیرہما نے اسکو مطلقاً مکروہ قرار دیا ہے، خواہ کفر کے سبب سے ہو یا قصاص کے اور اور علیؓ اور خالد بن ولیدؓ نے اس کی اجازت دی ہے ۔ مہلب نے کہا ہے کہ یہ نہی تحریم کی بنا پر نہیں ہے بلکہ بطریق فروتنی ہے ۔ کیونکہ نبی صلعم نے دو عرنیوں کی لوہے کی گرم سلائی سے آنکھیں نکلوائی ہیں اور ابو بکرؓ نے صحابہ کی موجودگی میں لوطی کو جلایا ہے ۔ اور اس کا تعقب اس طرح کیا گیا ہے کہ اس میں جواز کے لئے کوئی حجت نہیں کیونکہ عرنیوں کا قصہ قصاص کے طور پر تھا یا وہ منسوخ ہے ۔ و تجویز الصحابی معارض بمنع صحابی آخر غیرہ ۔

هذا الحديث ذكره البخاري في باب لا يعذب بعذاب الله

(۱۵۲)

عَنْ اَنَسٍ بْنِ مَالِكٍ رضیَ اللّٰہُ عنہ : اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وسلم دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلٰی رَاْسِہِ الْمِغْفَرُ، فَلَمَّا نَزَعَہٗ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ : یَا رَسُوْلَ اللّٰہَ اِنَّ ابْنَ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِاَسْتَارِ الْکَعْبَۃِ، فَقَالَ اقْتُلُوْہُ ۔

ترجمہ:-

مروی ہے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سال فتح میں مکہ میں داخل ہوئے اور آپ کے سر پر خود تھا۔ پھر جب آپ نے وہ اتارا تو ایک آدمی نے آ کر کہا : اے پیغمبر خدا ! ابن خطل کعبہ کے پردوں سے لٹکا ہوا ہے۔ فرمایا: اس کو قتل کر دو۔

ذکرہ البخاری فی باب قتل الاسیر و قتل الصبر۔

(۱۵۳)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ، ذَھَبَ فَرَسٌ لَہٗ فَاَخَذَہٗ الْعَدُوُّ فَظَھَرَ عَلَیْہِ الْمُسْلِمُوْنَ، فَرُدَّ عَلَیْہِ فِیْ زَمَنِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم ۔

ترجمہ: ازابن عمرؓ کہا ان کا ایک گھوڑا چلا گیا تو اس کو ایک دشمن نے پکڑ لیا۔ پھر اس پر مسلمان غالب آئے تو وہ رسول خدا صلعم کے زمانے میں ابن عمرؓ کو واپس دے دیا گیا۔

فی باب اذا غنم المشرکون مال المسلمین۔

(۱۵۴)

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللهُ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: تَکَفَّلَ اللهُ لِمَنْ جَاهَدَ فِیْ سَبِیْلِهٖ، لَا یُخْرِجُهٗ اِلَّا الْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِهٖ وَ تَصْدِیْقُ کَلِمَاتِهٖ، بِاَنْ یُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ اَوْ یَرْجِعَهٗ اِلٰی مَسْکَنِهِ الَّذِیْ خَرَجَ مِنْهُ مَعَ اَجْرٍ اَوْ غَنِیْمَةٍ ۔

ترجمہ: از ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص کے لئے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے، اور اس کو بجز اس کی راہ میں جہاد کرنے اور اس کے کلام کی تصدیق کے کسی اور غرض نے نہ نکالا ہو، اس امر کا ضامن ہوا ہے کہ بہشت میں داخل کریگا یا اجر یا لوٹ کے مال کے ساتھ اس کے اس مکان میں اس کو پھیر لائیگا جس سے وہ نکلا تھا۔

هذا الحدیث ذکرہ البخاری فی باب قول النبی صلعم احلت لکم الغنائم ۔

(۱۵۵)

عَنْ اَبِی مُوْسٰی رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: اَتَیْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ نَفَرٍ مِنَ الْاَشْعَرِیِّیْنَ، نَسْتَحْمِلُهٗ، فَقَالَ وَ اللهِ لَا اَحْمِلُکُمْ وَمَا عِنْدِیْ مَا اَحْمِلُکُمْ عَلَیْهِ، وَ اُتِیَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وسلم بِنَهْبِ اِبِلٍ، فَسَاَلَ عَنَّا، فَقَالَ اَیْنَ النَّفَرُ الْاَشْعَرِیُّوْنَ، فَاَمَرَ لَنَا بِخَمْسِ ذَوْدٍ غُرِّ الذُّرٰی، فَلَمَّا

انْطَلَقْنَا قُلْنَا: مَا صَنَعْنَا، لَا يُبَارَكُ لَنَا، فَرَجَعْنَا إِلَيْهِ، قُلْنَا: إِنَّا سَأَلْنَاكَ أَنْ تَحْمِلَنَا فَحَلَفْتَ أَنْ لَا تَحْمِلَنَا أَفَنَسِيتَ؟ لَسْتُ أَنَا حَمَلْتُكُمْ، وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَمَلَكُمْ، وَإِنِّي وَاللّٰهِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَا أَحْلِفُ عَلٰى يَمِينٍ فَأَرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَتَحَلَّلْتُهَا ◆

ترجمہ: از ابوموسیٰ رضؓ کہا: میں اشعریوں کے کچھ لوگوں میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، ہم سب سواری کی درخواست کرنے کو حاضر ہوئے تھے، آنحضرتؐ نے فرمایا: قسم ہے خدا کی میں تم کو سوار نہ کرونگا، اور میرے پاس وہ (سواری) نہیں ہے جس پر تم کو سوار کر دوں۔ اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں کی ایک لوٹ لائی گئی تو آنحضرتؐ نے ہمارے متعلق دریافت فرمایا: کہاں ہیں وہ اشعری لوگ؟ اور ہمارے لئے پانچ سفید کوہان شتر عطا کرنے کا حکم فرمایا، جب ہم چل پڑے تو ہم نے کہا: ہم نے یہ کیا کیا؟ ہمارے لئے اس میں برکت نہ ہوگی۔ ہم نے آنحضرتؐ کی خدمت میں واپس آکر عرض کیا: ہم نے آپ سے درخواست کی تھی کہ آپ ہمیں سواری کا جانور دیں٭، تو کیا آپ بھول گئے؟ فرمایا: میں نے تو تم کو سواری نہیں عطا کی، بلکہ اللہ نے تم کو سواری عطا فرمائی ہے، اور میں بخدا اگر اللہ کو منظور ہو کوئی ایسی قسم نہیں کھاتا کہ پھر اس کے سوا دوسری بات کو بہتر دیکھوں مگر وہی کرتا ہوں جو بہتر ہو اور قسم کا کفارہ ادا کر دیتا ہوں ◆

(۱۵۶)

عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفٰى يَقُوْلُ أَصَابَتْنَا مَجَاعَةٌ لَيَالِيَ

٭ تو آپ نے قسم کھالی تھی کہ آپ ہمیں سواری کا جانور نہ دیجئے

خَيْبَرَ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ خَيْبَرَ وَقَعْنَا فِي الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ فَانْتَحَرْنَاهَا، فَلَمَّا غَلَتِ الْقُدُوْرُ نَادٰى مُنَادِي رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَكْفِئُوا الْقُدُوْرَ، وَلَا تَطْعَمُوْا مِنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ شَيْئًا، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قُلْنَا إِنَّمَا نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهَا لِأَنَّهَا لَمْ تُخَمَّسْ، قَالَ وَقَالَ آخَرُوْنَ حَرَّمَهَا الْبَتَّةَ، وَسَاَلْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ فَقَالَ حَرَّمَهَا الْبَتَّةَ +

ترجمہ: از ابن ابی اوفیؓ، ہمیں غزوۂ خیبر میں بھوک لگی۔ ہم نے پالتو گدھے لوٹ کر نحر کر لیئے۔ پھر جب ہانڈیاں جوش کھانے لگیں، تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ڈھنڈورچی پکارا کہ ہانڈیاں اوندھا دو اور گدھوں کے گوشت میں سے کچھ نہ چکھو۔ عبداللہ نے کہا: ہم نے اس پر کہا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی لئے منع فرمایا ہے کہ ان میں خُمُس (پنج یکی) نہیں لیا گیا تھا، اور دیگر اصحاب نے فرمایا کہ ان کو قطعاً حرام قرار دیا ہے اور میں نے سعید بن جبیر سے پوچھا، تو کہا: ان کو قطعی حرام ٹھہرایا ہے +

(۱۵۷)

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ مُقَرِّنٍ قَالَ شَهِدْتُ الْقِتَالَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ إِذَا لَمْ يُقَاتِلْ فِي أَوَّلِ النَّهَارِ انْتَظَرَ حَتّٰى تَهُبَّ الْأَرْوَاحُ وَتَحْضُرَ الصَّلَاةُ +

ترجمہ : از نعمان بن مقرن رضؓ ، کہا : میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو کر جہاد میں شریک ہوا ہوں ، اور آنحضرتؐ جب دن کے شروع میں نہ لڑتے تو ہواؤں کے چلنے اور نماز کا وقت آنے کا انتظار فرماتے ۔

(۱۵۸)

عَنْ اَسْمَاءَ ابْنَةِ اَبِیْ بَکْرٍؓ قَالَتْ قَدِمَتْ عَلَیَّ اُمِّیْ وَ هِیَ مُشْرِکَةٌ فِیْ عَهْدِ قُرَیْشٍ اِذْ عَاهَدُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَ مُدَّتِهِمْ مَعَ اَبِیْهَا ، فَاسْتَفْتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! اِنَّ اُمِّیْ قَدِمَتْ عَلَیَّ وَ هِیَ رَاغِبَةٌ اَفَاَصِلُهَا ؟ قَالَ : نَعَمْ صِلِیْهَا ۔

ترجمہ : — از اسماءؓ دختر ابی بکرؓ ، کہا : میری ماں جبکہ مشرکہ تھیں عہدِ قریش میں جبکہ انھوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک مدت معینہ کے لئے معاہدہ کیا ہوا تھا ، اپنے باپ کے ہمراہ آئیں ۔ پس اسماءؓ نے پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فتویٰ طلب کیا اور کہا : اے پیغمبرِ خدا ! میری اماں میرے پاس راغب ہو کر آئی ہیں ، کیا میں ان سے خویشاوندی کا سلوک کروں ؟ فرمایا : ہاں کرو ۔

(۱۵۹)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : لَمَّا قَضَی اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ الْخَلْقَ کَتَبَ فِیْ کِتَابِهٖ فَهُوَ عِنْدَهٗ فَوْقَ الْعَرْشِ : اِنَّ رَحْمَتِیْ غَلَبَتْ غَضَبِیْ ۔

ترجمہ: ازابی ہریرہ رضؓ کہا: پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب خدائے غالب و بزرگ نے پیدائش کا فیصلہ کر لیا تو اپنی کتاب میں اور وہ اس کے پاس عرش کے اوپر ہے یہ لکھا کہ: میری رحمت میرے غضب پر غالب رہی ؞

تشریح: اِنَّ رَحْمَتِیْ غَلَبَتْ غَضَبِیْ: اس کا حاصل یہ ہے کہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کے حق میں عبارت ہے انعام و احسان کے ارادے سے یا خود انعام سے، اور غضب عبارت ہے ارادۂ عذاب و انتقام سے یا خود عقاب و انتقام سے، اور وہ دونوں صفتیں ذاتی ہیں یا فعلی، پس اسکی رحمت کے اسکے غضب پر غالب ہونے کے معنے انکے صفت ذات ہونے کے اعتبار سے کثرت ہے رحمت و مہر کی، پس اللہ تعالیٰ کا احسان اس کے انتقام سے زیادہ تر ہے۔ پس باعتبار اول یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ارادہ تو واحد ہے، پھر یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ وہ غالب ہے؟ اسکی مثال ایسی سمجھئے جیسے کہا جاتا ہے: غَلَبَ عَلٰی فُلَانِ الْکَرَمُ کہ فلاں شخص پر اس کا کرم غالب آیا یعنی وہ اسکے افعال میں اکثر ہے۔ مطلب یہ کہ مخلوقِ خدا کو بہ نسبت اس کے غضب کے رحمت سے زیادہ تر حصہ ملتا ہے۔ اسلئے کہ رحمت تو ان کو بغیر کسی سبب و موجب کے بھی جو پہلے موجود ہو نازل نہیں ہوتا - دیکھ لیجے تو انسان شکم مادر میں اور بحالت شیر خواری اور دودھ چھڑنے کے بعد بھی شاملِ حال رہتی ہے اور کسی طاعت کے اس سے صادر ہوئے بغیر، اور غضب بجز صدور مخالفت کے وارد نہیں ہوتا ؞

هذا الحديث ذكره البخاری فی کتاب بدء الخلق -

اعتذار

گزارش گزارنے نگار بوجہ ضعف و عجز پیام اسلام کے لئے کچھ لکھنے سے قاصر رہا - اسلئے ماہ گزشتہ کا رسالہ فائز خدمت نہ ہو سکا - اگر اللہ کے کرم سے توفیق رفیق ہوئی تو آیندہ ایک دو ماہ میں تلافی مافات متوقع ہے -

ملتمس دعائے صحت و مغفرت

عبدالحق عباسی

روضۃ الاطفال

مُدیر: محمد احمد خان ذاکر

الدُّرُوسُ العَرَبِيَّة

قِصَّةُ سَيِّدِنَا سُلَيْمَانَ عليه السلام

مِثَالُ الْعَظَمَةِ

١ـ هُوَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ، وَرَّثَهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَ النُّبُوَّةَ عَنْ اَبِيْهِ دَاوُدَ، وَ زَادَ مُلْكَهُ سَعَةً وَ قُوَّةً، بِمَا سَخَّرَ لَهُ مِنَ الْجِنِّ الَّتِيْ تَأْتَمِرُ بِاَمْرِهٖ، وَ الطَّيْرِ الَّتِيْ عَلَّمَهُ اللّٰهُ لُغَتَهَا، وَ جَعَلَهَا مِنْ جُنُوْدِهٖ، وَ الرِّيْحِ الَّتِيْ تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ حَيْثُ يَشَاءُ، فَهُوَ لِذٰلِكَ قَدِ اجْتَمَعَ لَهُ مِنَ الْمُلْكِ مَا لَمْ يَنَلْهُ مَلِكٌ قَبْلَهُ وَ لَا بَعْدَهُ، وَ كَانَ مُلْكُهُ فِي الشَّامِ وَ الْعِرَاقِ وَ بَعْضِ بِلَادِ الْفُرْسِ.

٢ـ مَعْرِفَتُهُ لُغَاتِ الْحَشَرَاتِ:

خَرَجَ سُلَيْمَانُ مَرَّةً بِجَيْشِهِ الْعَظِيْمِ، الْمُكَوَّنِ مِنَ الْاِنْسِ وَ الْجِنِّ وَ الطَّيْرِ، وَ فِيْمَا هُوَ سَائِرٌ بِمَكَانٍ تَكْثُرُ فِيْهِ بُيُوْتُ النَّمْلِ، خَطَبَتْ نَمْلَةٌ فِيْ جَمَاعَةِ النَّمْلِ، قَائِلَةً: يَا اَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا

مَسَاكِنَكُمْ، لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمَانُ وَجُنُوْدُهُ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ)، فَتَبَسَّمَ سُلَيْمَانُ عِنْدَ مَا سَمِعَ قَوْلَ النَّمْلَةِ، وَفَهِمَ مَعْنَاهُ، وَسَجَدَ لِلّٰهِ شُكْرًا عَلٰى اِنْعَامِهٖ عَلَيْهِ بِمَعْرِفَةِ لُغَاتِ الْمَخْلُوْقَاتِ، وَاخْتِصَاصِهٖ بِهٰذَا الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔

۳۔ مَعْرِفَتُهٗ بِكَلَامِ الطُّيُوْرِ:

عَرَضَ سُلَيْمَانَ الطَّيْرَ مَرَّةً، فَلَمْ يَجِدْ بَيْنَهُمَا الْهُدْهُدَ، فَقَالَ: (مَا لِيَ لَا أَرَى الْهُدْهُدَ، اَمْ كَانَ مِنَ الْغَائِبِيْنَ؟ لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِيْدًا، اَوْ لَاَذْبَحَنَّهٗ، اَوْ لَيَاْتِيَنِّيْ بِسُلْطَانٍ مُبِيْنٍ۔) وَبَعْدَ مُدَّةٍ قَصِيْرَةٍ اَقْبَلَ الْهُدْهُدُ، فَسَاَلَهٗ سُلَيْمَانُ عَنْ سَبَبِ غِيَابِهٖ، فَقَالَ لَهُ الْهُدْهُدُ: اِنِّيْ جِئْتُكَ بِخَبَرٍ عَظِيْمٍ، قَالَ سُلَيْمَانُ: وَمَا هُوَ؟ فَقَالَ الْهُدْهُدُ: اِنِّيْ قَدْ مَرَرْتُ بِمَدِيْنَةٍ فِي الْيَمَنِ تُدْعٰى سَبَاَ، تَمْلِكُهَا امْرَاَةٌ عَظِيْمَةُ الْجَاهِ، وَاسِعَةُ السُّلْطَانِ، كَبِيْرَةُ الثَّرْوَةِ، لَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ جِدًّا، وَهِيَ وَقَوْمُهَا يَعْبُدُوْنَ الشَّمْسَ، وَلَا يَعْبُدُوْنَ اللّٰهَ۔

۴۔ كَبُرَ عَلٰى سُلَيْمَانَ كُفْرُ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ، وَاَرَادَ هِدَايَتَهُمْ اِلٰى عِبَادَةِ اللّٰهِ، فَاَرْسَلَ اِلٰى هٰذِهِ الْمَلِكَةِ كِتَابًا، وَطَلَبَ مِنْهَا اَنْ تُسْلِمَ هِيَ وَقَوْمُهَا، فَاَرْسَلَتْ اِلَيْهِ هَدِيَّةً عَظِيْمَةً، رَجَاءَ

أَنْ يَكْتَفِيَ بِهَا، وَ يَرْجِعَ عَنْ طَلَبِهِ، إِنْ كَانَ طَامِعًا فِي مَالٍ، فَلَمْ يَقْبَلْ هٰذِهِ الْهَدِيَّةَ، وَ هَدَّدَهَا إِنْ لَمْ تُسْلِمْ بِالْحَرْبِ، فَأَسْلَمَتْ وَ أَسْلَمَ مَعَهَا قَوْمُهَا.

۵۔ إِسْتِخْدَامُهُ الْجِنَّ:

تَوَلَّى سُلَيْمَانُ الْمُلْكَ وَ هُوَ صَغِيرٌ، وَ أَمَرَ الْجِنَّ أَنْ يُتِمُّوا بِنَاءَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ، الَّذِيْ شَرَعَ فِيْ بِنَائِهِ أَبُوْهُ، وَ كَانَ سُلَيْمَانُ يُشْرِفُ عَلَى بِنَائِهِ بِنَفْسِهِ، وَ الْجِنُّ يَعْمَلُوْنَ بَيْنَ يَدَيْهِ بِإِذْنِ رَبِّهِ.

وَ لَمَّا قَدَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْمَوْتَ، وَ كَانَ بِنَاءُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ لَمْ يَتِمَّ، دَعَا رَبَّهُ أَنْ يُخْفِيَ مَوْتَهُ عَلَى الْخَلْقِ، حَتّٰى لَا يَتْرُكَ الْجِنُّ عَمَلَهُمْ، إِذَا عَلِمُوْا بِمَوْتِهِ، وَ لَمَّا رَأَى أَنَّهُ سَيَمُوْتُ وَ هُوَ قَائِمٌ يُصَلِّيْ، اِتَّكَأَ عَلَى عَصَاهُ، وَ قُبِضَتْ رُوْحُهُ وَ هُوَ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ، وَ لَبِثَ هٰكَذَا سَنَةً كَامِلَةً، لَمْ يَجْرُؤْ أَحَدٌ عَلَى الدُّنُوِّ مِنْهُ، لِاعْتِقَادِهِمْ أَنَّهُ يُصَلِّيْ، حَتّٰى أَكَلَتِ الْأَرَضَةُ طَرَفَ الْعَصَا، الَّتِيْ يَتَّكِئُ عَلَيْهَا، فَوَقَعَ. وَ لَمَّا رَأَوْهُ وَجَدُوْهُ مَيْتًا، وَ كَانَ قَدْ تَمَّ بِنَاءُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ.

۶۔ تَسْخِيْرُهُ الرِّيَاحَ:

كَانَ سَيِّدُنَا سُلَيْمَانُ إِذَا أَرَادَ الْإِنْتِقَالَ، أَمَرَ الرِّيْحَ فَنَقَلَتْهُ هُوَ وَ مَا مَعَهُ إِلَى حَيْثُ يَشَاءُ۔

قَالَ تَعَالٰى : (وَ سَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِیْ بِأَمْرِهٖ رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ).

۷ــ ذَكَاؤُهٗ وَ فِطْنَتُهٗ :

اِخْتَصَمَتِ امْرَأَتَانِ فِیْ غُلَامٍ : وَادَّعَتْ كُلٌّ مِنْهُمَا بُنُوَّتَهٗ، وَ احْتَكَمَتَا إِلٰى سُلَيْمَانَ، وَلَمْ تَكُنْ لَهُمَا بَيِّنَةٌ، فَحَكَمَ سُلَيْمَانُ بِأَنْ يُشَقَّ الْغُلَامُ نِصْفَيْنِ تَأْخُذُ كُلٌّ مِنْهُمَا نِصْفَهٗ، فَقَالَتْ صُغْرَاهُمَا : لَا تَفْعَلْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، نَصِيْبِیْ فِيْهِ لَهَا، وَ رَضِيَتِ الْأُخْرٰى بِحُكْمِ سُلَيْمَانَ، فَعَرَفَ سُلَيْمَانُ أَنَّ الَّتِیْ لَمْ تَرْضَ بِقِسْمَةِ الْغُلَامِ، هِیَ أُمُّهٗ، وَ حَكَمَ بِهٖ لَهَا.

فَضَائِلُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

تُبَيِّنُ لَنَا قِصَّةُ سَيِّدِنَا سُلَيْمَانَ أَنَّهٗ كَانَ مُتَّصِفًا بِمَا يَأْتِیْ :

۱ــ تَوَاضُعِهٖ لِلّٰهِ مَعَ اتِّسَاعِ مُلْكِهٖ، وَعِظَمِ سُلْطَانِهٖ.

۲ــ تَرَفُّعِهٖ عَنْ قَبُوْلِ الْهَدَايَا مِنْ قَوْمِ سَبَاٍ، حَتّٰى لَا يَتَهَاوَنَ فِیْ مُطَالَبَتِهِمْ بِالْإِيْمَانِ.

تمرین

۱ــ مَا الَّذِیْ أَخْبَرَ بِهِ الْهُدْهُدُ سَيِّدَنَا سُلَيْمَانَ؟

۲ــ هَلْ أَسْلَمَ قَوْمُ سَبَاٍ؟ وَ مَا سَبَبُ ذٰلِكَ؟

۳ــ كَيْفَ مَاتَ سُلَيْمَانُ؟ وَ مَتٰى عُلِمَ بِمَوْتِهٖ؟

قصہ حضرت سلیمان علیہ السلام

عظمت کی مثال

۱ - وہ داؤد علیہ السلام کے لڑکے سلیمان علیہ السلام ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے باپ داؤد علیہ السلام کی حکومت اور نبوت کا وارث کیا۔ اور ان کی حکومت وسعت و قوت میں اس لئے ترقی کرتی گئی کہ اللہ تعالےٰ نے جنات کو ان کا مسخر کر رکھا تھا جو ان کے حکموں کو بجا لاتے تھے، اور پرندوں کو جن کی بولیاں اللہ نے انکو سکھا دی تھیں، اور انھیں ان کے سپاہی بنا دیا تھا۔ اور ھوا کو جو کہ ان کے حکم اور مرضی کے مطابق چلتی تھی، اسی سبب سے ان کو ایسی حکومت میسر ہو گئی تھی جو اُن سے اگلے پچھلے کسی بادشاہ کو میسر نہ ہو سکی اور ان کی حکومت شام، عراق اور ایران کے بعض ممالک پر تھی۔

۲ - کیڑے مکوڑوں کی بولیوں کا جاننا۔

ایک دفعہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنا جنوں، انسانوں اور پرندوں کا بڑا لشکر لے کر نکلے، اس اثنا میں کہ وہ ایک ایسی جگہ کوچ کر رہے تھے، جہاں چیونٹیوں کے گھر بکثرت پائے جاتے تھے۔ ایک چیونٹی اپنی جماعت سے مخاطب ہو کر کہنے لگی: اے چیونٹیو! اپنے اپنے گھروں میں گھس جاؤ تا کہ سلیمان علیہ السلام اور اس کے لشکر کے لوگ بے خبری میں تم کو کچل نہ ڈالیں۔ سلیمان علیہ السلام چیونٹی کی یہ بات سنکر مُسکرا دیئے اور اللہ تعالیٰ کے اس انعام (یعنی مخلوقات کی بولیوں کے جاننے) پر شکریہ کے لئے سجدہ میں گر پڑے۔

۳ - پرندوں کی بولیوں کا جاننا۔

ایک مرتبہ سلیمان علیہ السلام نے پرندوں کا جائزہ لیا اور ہُدہُد کو نہ پا کر بولے: کیا بات ہے کہ میں ہُدہُد کو نہیں دیکھتا، کیا وہ غیر حاضر ہے؟ میں اسے بہت سخت سزا

دونگا یا ذبح کر ڈالونگا، یا وہ اپنے غائب ہونے کی وجہ بیان کرے۔

تھوڑی دیر کے بعد ہُدہُد اُن کے سامنے حاضر ہوا۔ سلیمان علیہ السلام نے اس کی عدم موجودگی کے متعلق سوال کیا۔ ہُدہُد نے جواب میں کہا کہ میں ایک بہت بڑی خبر لایا ہوں۔ سلیمان علیہ السلام نے کہا: وہ کیا خبر ہے؟ ہُدہُد بولا کہ میرا گذر زمین کے ایک ایسے شہر پر ہوا جو سبا، کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اور اس پر ایک ایسی عورت حکومت کر رہی ہے جو کہ بہت عزیز القدر، فراخ مملکت اور دولتمند خاتون ہے۔ اور اس کا تخت بہت بڑا ہے، اور وہ عورت اور اسکی رعیت سورج کی پرستش کرتے ہیں اور اللہ کی عبادت نہیں کرتے۔

۴۔ اس قوم کی کفر کی حالت سلیمان علیہ السلام پر گراں گذری، اور ان کو اللہ کی عبادت سکھلانے کا ارادہ کر لیا۔ اس ملکہ کو ایک چٹھی لکھی اور فہمائش کی کہ وہ ملکہ اپنی رعیت سمیت اسلام لے آئے۔ ملکہ نے اس کے جواب میں ایک بہت بڑا تحفہ ارسال کیا کہ اگر ان کو مال کی لالچ ہو تو اسی پر آپ اکتفا کر لیں اور اپنی فرمائش سے باز رہیں۔ آپ نے وہ ہدیہ قبول نہ کیا اور اس کو دھمکایا کہ اگر وہ اسلام نہیں لائیگی تو جنگ کے لئے تیار ہو جائے۔ وہ عورت اور اس کی قوم (رعیت) اسلام لے آئی۔

۵۔ جنات سے خدمت لینا۔

سلیمان علیہ السلام نے بچپن ہی میں سلطنت کی باگ سنبھالی اور جنات کو حکم دیا کہ وہ بیت المقدس کی تعمیر مکمل کریں جس کا ان کے باپ نے آغاز کیا تھا، اور سلیمانؑ خود اس کی تعمیر کی نگرانی کرتے اور جنات آپ کے سامنے اللہ کے حکم سے کام کرتے تھے۔

جب آپ کی وفات کا وقت آیا تو بیت المقدس کی تعمیر پوری نہ ہوئی تھی — اور آپ نے اللہ سے دعا مانگی کہ ان کا مرنا خلق پر پوشیدہ رہے تاکہ ان کی موت کی خبر پا کر جنات اپنا کام نہ چھوڑ بیٹھیں۔ اور جب ان کو معلوم ہوا کہ وہ نماز میں قیام کرتے

ہوئے وفات پائینگے تو وہ اپنی لاٹھی کے سہارے کھڑے ہوگئے اور ان کی روح پرواز کر گئی اور اسی حالت پر پورا ایک سال گزر گیا ۔ اور جن سمجھ کر کہ وہ نماز پڑھ رہے ہیں کسی کو ان کے قریب آنے کی جرأت نہ ہوئی یہانتک کہ آپکے عصا کے کنارے کو جس پر آپ تکیہ کئے ہوئے تھے دیمک کھا گئی اور وہ گر پڑے ۔ جب انھوں نے پاس آکر دیکھا تو آپ کو مُردہ پایا اور اُس وقت بیت المقدس کی تعمیر مکمل ہو چکی تھی ۔

۶ ۔ ہوا کی تسخیر ۔

جب حضرت سلیمان علیہ السلام ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا چاہتے تو ہوا کو حکم دیتے اور وہ جہاں ان کو جانا ہوتا ہمراہیوں سمیت پہنچا دیتی ۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں: (اور ہم نے سلیمان کے لئے ہوا کو مسخر کیا جو کہ آپ کے حکم کی تعمیل میں آرام کے ساتھ جہاں جانا ہوتا پہنچا دیتی) ۔

۷ ۔ آپ کی ذہانت اور دانائی ۔

دو عورتیں آپ کے پاس ایک بچہ کا جھگڑا لائیں ۔ ہر ایک کہتی کہ لڑکا میرا ہے اور انھوں نے سلیمان علیہ السلام سے اس کا فیصلہ کرانا چاہا ۔ مگر دونوں کے پاس اس بات کا کوئی ثبوت موجود نہ تھا ۔ سلیمان علیہ السلام نے یہ فیصلہ دیا کہ بچے کے دو ٹکڑے کئے جائیں اور دونوں ایک ایک ٹکڑا لے لیں ۔ ان میں سے چھوٹی بولی : اے پیغمبر خدا ! ایسا نہ کیجئے میرا حصہ بھی دوسری عورت کو ہی دے دیا جائے اور دوسری عورت سلیمان علیہ السلام کے اس فیصلے پر راضی رہی ۔ اس طریق سے سلیمان علیہ السلام نے یہ نتیجہ نکالا کہ جو عورت اسکے ٹکڑے ہونے پر راضی نہ ہوئی وہی اسکی ماں ہے اور اسی کو وہ لڑکا دلا دیا ۔

سلیمان علیہ السلام کے فضائل

یہ قصہ ہمیں بتاتا ہے کہ حضرت سلیمان صفات ذیل سے متصف تھے :

(۱) وسیع حکومت اور بہت بڑی سلطنت کے باوجود آپ کا اللہ کے حضور فروتن ہونا ۔

(۲) قوم سبا کے تحفے قبول کرنے سے ابا، تاکہ ان سے ایمان کا مطالبہ کرنے میں سستی نہ ہو ۔

سوالات

(۱) حضرت سلیمان علیہ السلام کو ہدہد نے کس بات کی خبر پہنچائی تھی؟
(۲) کیا قوم سبا اسلام لائی؟ اور اس کے اسلام لانے کے اسباب کیا ہیں؟
(۳) سلیمان علیہ السلام کیسے فوت ہوئے اور انکی فوتیدگی کی خبر کب ملی؟

وَاجِبُ الْإِنْسَانِ نَحْوَ الْمَدْرَسَةِ

اَلْمَدْرَسَةُ كَعْبَةٌ يَؤُمُّهَا الطُّلَّابُ لِدِرَاسَةِ الْعُلُوْمِ وَ الْآدَابِ۔

لَهَا نَاظِرٌ يَرْعَى اُمُوْرَهَا، وَ يَحْفَظُ نِظَامَهَا، وَ يَرْقَى بِهَا اِلَى مَدَارِجِ الْكَمَالِ وَ الْفَلَاحِ، وَمُدَرِّسُوْنَ يَقُوْمُوْنَ بِتَعْلِيْمِ النَّشْءِ، وَ تَنْمِيَةِ مَدَارِكِهِمْ، وَ تَغْذِيَةِ نُفُوْسِهِمْ بِمَكَارِمِ الْاَخْلَاقِ وَ ثَمَرَاتِ الْعُلُوْمِ بِمَا يُصْلِحُ شَاْنَهُمْ، وَ يُقَوِّمُ اِعْوِجَاجَهُمْ، وَضَابِطٌ يَصُوْنُ نِظَامَ الْمَدْرَسَةِ، وَ يَتَفَقَّدُ اَعْمَالَ الْخَدَمِ وَ غَيْرَهَا مِنَ الشُّؤُوْنِ الْمَدْرَسِيَّةِ۔

وَ كُلُّ مَدْرَسَةٍ لَهَا نِظَامٌ تَسِيْرُ عَلَيْهِ وَقَوَانِيْنُ يُكَلَّفُ التَّلَامِيْذُ بِاتِّبَاعِهَا۔

اِحْتِرَامُ نُظُمِ الْمَدْرَسَةِ وَ قَوَانِيْنِهَا

مَعْنَى النِّظَامِ فِي الْمَدَارِسِ سَيْرُ جَمِيْعِ الْاَعْمَالِ الْمَدْرَسِيَّةِ فِيْهَا بِتَرْتِيْبٍ مُحْكَمٍ، وَ كَمَا اَنَّ الشَّجَرَةَ

تُعْرَفُ بِثَمَرِهَا كَذَالِكَ يُعْرَفُ النِّظَامُ فِي الْمَدْرَسَةِ بِآثَرِهٖ فِي التَّلَامِيْذِ وَ فِي الْمُدَرِّسِيْنَ.

فَنَجَاحُ التَّعْلِيْمِ مُتَوَقِّفٌ عَلٰى نِظَامِ التَّلَامِيْذِ، لِاَنَّهٗ اِذَا سَادَ النِّظَامُ بَيْنَهُمْ جَنَوْا بِسَبَبِهٖ فِيْ سَاعَةٍ بِقَلِيْلِ عِنَاءٍ مَا لَا يَجْنُوْنَهٗ بِغَيْرِهٖ فِيْ سَاعَتَيْنِ.

فَتَدْرِيْبُ الْمُتَعَلِّمِيْنَ عَلَى الطَّاعَةِ وَ تَعْوِيْدُهُمُ الْخُضُوْعَ لِلنِّظَامِ، وَ الْاِحْتِرَامَ لِلْقَانُوْنِ، وَ الْاِعْتِرَافَ بِسُلْطَانِهٖ، حَتّٰى لَا تَصْدُرَ اِلَّا الْاَفْعَالُ الَّتِيْ يَكُوْنُ بَيْنَهَا وَ بَيْنَ الْقَانُوْنِ تَوَافُقٌ تَامٌّ، مِنَ الْزَمِ الضَّرُوْرِيَّاتِ لِحَيَاةٍ مَدْرَسِيَّةٍ مُنَظَّمَةٍ سَعِيْدَةٍ.

وَ النِّظَامُ الْمُحْكَمُ الَّذِيْ يُكَوِّنُ الْاَخْلَاقَ وَ يُنَمِّيْهَا هُوَ الَّذِيْ يَكُوْنُ مَرْمَاهُ تَخْرِيْجَ تَلَامِيْذَ نَشَأُوْا عَلٰى اَنَّهُمْ:

١۔ لَا يَرَوْنَ عَارًا فِي السُّؤَالِ عَمَّا يَجْهَلُوْنَ.

٢۔ لَا يَرَوْنَ مِنَ الْحَطِّ مِنْ كَرَامَتِهِمْ اَنْ يُعَلِّمَهُمْ اَيُّ اِنْسَانٍ.

٣۔ يُحِبُّوْنَ عَمَلَهُمْ وَ يَسْعَوْنَ لَهٗ وَ يَهْتَمُّوْنَ بِاِتْقَانِهٖ.

٤۔ يَخْضَعُوْنَ لِلْقَانُوْنِ حُبًّا فِي النِّظَامِ، لَا خَوْفًا مِنَ الْعِقَابِ.

وَ لَمَّا كَانَ الْغَرَضُ مِنَ النِّظَامِ الْمَدْرَسِيِّ هُوَ تَكْوِيْنُ الْاَخْلَاقِ الْفَاضِلَةِ حَتّٰى تُلَازِمَ الشَّخْصَ بَعْدَ اَدْوَارِ تَرْبِيَتِهٖ، وَجَبَ اِذَنْ اَنْ تُرْشَدَ اِرَادَتُهٗ وَ هُوَ صَغِيْرٌ حَتّٰى تَكُوْنَ فِيْمَا بَعْدُ قَوِيَّةً تَعْشَقُ الْحَقَّ وَ تَعْمَلُ لِتَصِلَ اِلَى الصَّوَابِ.

فَاَهَمُّ عَوَامِلِ النِّظَامِ لِلتِّلْمِيْذِ الطَّاعَةُ وَ لَا يَكُوْنُ الْعَمَلُ فِي الْمَدْرَسَةِ مُمْكِنًا اِلَّا بِهَا ، بِشَرْطِ اَنْ تَكُوْنَ طَاعَةً حَقِيْقِيَّةً مَنْشَؤُهَا الْاِحْسَاسُ بِالْوَاجِبِ وَ الْحُكْمُ عَلَى النَّفْسِ ، لَا طَاعَةُ الْاِسْتِرْقَاقِ الَّتِيْ مَنْشَؤُهَا جَبَرُوْتُ السُّلْطَةِ وَ الْخَوْفُ مِنَ الْعِقَابِ ، فَنَتِيْجَتُهَا فِي النِّهَايَةِ الْاِكْثَارُ مِنْ عَدَدِ الْمُنَافِقِيْنَ ، وَ لَا الطَّاعَةُ الْعَمْيَا كَطَاعَةِ الْجُنُوْدِ فِي الْجَيْشِ فَنَتِيْجَتُهَا عَلَى الْاَقَلِّ ضُعْفُ الْاِرَادَةِ .

وَ لِكَيْ يَسُوْدَ النِّظَامُ بَيْنَ التَّلَامِيْذِ يَجِبُ اَنْ يَعْرِفُوْا وَاجِبَاتِهِمْ فِي الْمَدْرَسَةِ نَحْوَ الْمُعَلِّمِيْنَ (الْمُرَبِّيْنَ) وَ نَحْوَ رُفَقَائِهِمْ وَ اَصْدِقَائِهِمْ ۔

مدرسہ کے متعلق انسانی فرائض

مدرسہ ایک کعبہ ہے جس کا قصد طالبان علم علوم و آداب کی دراست و تعلیم کے لئے کرتے ہیں۔

مدرسہ ایک بڑا کنبہ یا ایک چھوٹی سلطنت ہے جس کا ایک ناظر ہوتا ہے جو اسکے کاموں کی دیکھ بھال، اس کے نظام کی حفاظت کرتا، اور کمال و فلاح کے زینوں کی طرف اس کو ترقی دیتا ہے۔ مدرس نئی پود کی تعلیم، ان کے مدارک و احساس کی تربیت، ان کے نفوس کی پرورش ان مکارم اخلاق اور علوم کے ثمرات و نتائج سے کرتے ہیں جو ان کے حال کی اصلاح اور ان کی کجی کو درست کردیں۔ اور اس کا ایک ناظم ہوتا ہے جو مدرسہ کے نظام کو محفوظ اور مدرسہ کے حالات وغیرہ سے خادموں اور دیگر کاموں کی پڑتال کرتا رہتا ہے۔

ہر مدرسہ کا ایک نظام ہوتا جس پر وہ چلتا ہے اور کچھ قوانین ہوتے ہیں جن کی پیروی کے شاگرد مکلّف ہوتے ہیں۔

مدرسہ کے نظم اور اس کے قوانین کا احترام

مدرسوں میں نظام کے معنی مدرسہ کے تمام کاموں کا اس میں ایک محکم و مضبوط ترتیب سے ہونا ہے۔ جیسے درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے، اسی طرح مدرسہ میں نظام شاگردوں اور معلموں میں اپنے اثر سے پہچانا جاتا ہے۔

تو تعلیم کی کامیابی شاگردوں کے نظام پر موقوف ہے، کیونکہ جب ان میں نظام چل پڑیگا تو وہ اس کے سبب سے ایک گھڑی میں تھوڑی سی مشقت سے وہ کچھ حاصل کرلینگے جسے اسکے بغیر دو گھڑی میں بھی وہ حاصل نہیں کرسکتے۔

متعلموں کو فرمانبرداری کی مشق کرانا، انکو نظام کی اطاعت اور قانون کے احترام اور اسکے تسلط کے اعتراف کا خوگر بنانا یہاں تک کہ ان سے ان افعال کے سوا جن کا قانون کے ساتھ پورا پورا توافق ہے اور کچھ صادر نہ ہو، یہ مبارک و منظم مدرسہ کی زندگی کی سب سے زیادہ لازم ضروریات میں سے ہے۔

وہ نظامِ محکم جو اخلاق کو بناتا اور اُن کو نشو و نما دیتا ہے وہ ہے جس کی غرض ایسے شاگرد نکالنا ہے جو اس طرح بڑھے پھولے ہوں کہ وہ

(۱) اس چیز کے دریافت کرنے کو عار نہ جانیں جس سے وہ بے خبر ہوں۔
(۲) اس بات کو اپنے شرف و کرامت کی پستی نہ سمجھیں کہ انھیں کون انسان تعلیم دیتا ہے
(۳) اپنے کام سے انس رکھیں۔ اس کے لئے کوشش کریں اور اس کو مکمل کرنے کا اہتمام کریں۔
(۴) وہ قانون کے مطیع ہوں، سزا کے خوف سے نہیں نظام کی محبت میں۔

جبکہ مدرسہ کے نظام سے غرض ہے اخلاق فاضلہ کا پیدا کرنا تاکہ وہ تربیت کے زمانہ کے بعد بھی آدمی سے جدا نہ ہوں، تو واجب یہ ہے کہ بچپن ہی میں اس کی ارادت کو

سیدھی راہ چلایا جائے تاکہ اس کے بعد وہ ایسی قوی ہو جائے کہ حق سے عشق رکھے اور درستی کے لئے عمل کرے۔

شاگرد کے لئے نظام کا بہت ضروری عمل اطاعت ہے، اس کے سوا مدرسہ میں عمل ناممکن ہے بشرطیکہ طاعت حقیقی ہو جس کا سبب فرض کا احساس اور نفس پر حکمرانی ہو، نہ تو اُن سی اطاعت ہو جو غلامی کے سبب ہو جس کی وجہ حکومت کا دباؤ اور سزا کا خوف ہوتا ہے اور آخر اس کا نتیجہ منافقوں کی تعداد کو بڑھانا ہوتا ہے، اور نہ اندھی اطاعت جیسے سپاہیوں کی اطاعت لشکر میں، تو اسکا نتیجہ کم از کم ارادہ کی کمزوری ہوتا ہے۔

اور تاکہ شاگردوں کے درمیان نظام کا دور دورہ ہو جائے ضروری ہے کہ وہ مدرسہ میں معلموں (مربیوں) کے متعلق، اپنے رفیقوں اور دوستوں کے متعلق اپنے فرائض کو پہچانیں۔
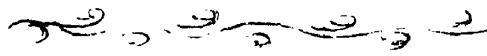
تَغْيِيرُ الْحِكَايَةِ بِمَا يُرَادِفُهَا

کہانی کو دوسرے ہم معنی تراکیب و الفاظ میں بیان کرنا

اَلْحَاجَةُ مِفْتَاحُ الْوَسِيلَةِ

ضرورت وسیلے کی کنجی ہے

نَزَلَ غُرَابٌ عَطْشَانُ عِنْدَ إِنَاءٍ فِيهِ مَاءٌ لِيُطْفِئَ ظَمَأَهُ مِنْهُ وَ لَمَّا لَمْ يُدْرِكْ بُغْيَتَهُ بَعْدَ الْجُهْدِ الْكَثِيرِ لِقِلَّةِ الْمَاءِ

ایک پیاسا کوا ایک برتن کے پاس جس میں پانی تھا اترا تاکہ اس سے اپنی پیاس بجھائے اور جب اس نے اس پانی کی کمی کی وجہ سے جو اس میں تھا اپنی مراد نہ

الَّذِیْ کَانَ فِیْهِ اَرَادَ اَنْ يُقَلِّبَهٗ فَتَعَذَّرَ عَلَيْهِ ذٰلِكَ لِثِقَلِ الْاِنَاءِ فَحَارَ فِیْ اَمْرِهٖ وَ بَيْنَمَا هُوَ يُفَكِّرُ فِيْمَا يَعْمَلُهٗ نَظَرَ حَصًى صَغِيْرًا عَلٰى مَقْرَبَةٍ مِنْهُ فَجَعَلَ يَلْتَقِطُهٗ وَاحِدَةً وَاحِدَةً وَ يُلْقِیْ بِهٖ فِی الْاِنَاءِ حَتّٰى ارْتَفَعَ الْمَاءُ فِيْهِ اِلٰى عُلُوِّ مَكَّنَهٗ مِنَ الشُّرْبِ -

پانی تو چاہا کہ برتن کو الٹ دے اور یہ برتن کے بوجھل ہونے کی وجہ سے اس کو دشوار ہوا تو اپنے معاملے میں حیران ہو گیا، اور اس اثنا میں کہ وہ غور کر رہا تھا کہ اب کیا کرے، اُسنے قریب ہی چھوٹی چھوٹی کنکریاں دیکھیں اور ایک ایک اٹھا کر برتن میں ڈالنے لگا، یہاں تک کہ پانی اس میں اتنا اونچا اُٹھ آیا کہ وہ اس کو پی سکا -

اَلْحَاجَةُ تَفْتُقُ الْحِيْلَةَ

ضرورت (تدبیر کھول دیتی) حیلہ سُجھا دیتی ہے

نَظَرَ غُرَابٌ وِعَاءً فِيْهِ مَاءٌ وَ كَانَ عَطْشَانَ، فَنَزَلَ عِنْدَهٗ لِيَشْرَبَ مِنْهُ، وَ لِقِلَّةِ الْمَاءِ فِيْهِ لَمْ يَسْتَطِعِ الشُّرْبَ، فَحَاوَلَ قَلْبَهٗ فَلَمْ يَقْوَ عَلٰى ذَالِكَ لِثِقَلِ الْوِعَاءِ فَارْتَبَكَ فِیْ اَمْرِهٖ، وَ اَخَذَ يَسْتَنْبِطُ حِيْلَةً تُنِيْلُهٗ مَرْغُوْبَهٗ، وَ اِنَّهٗ لَكَذَالِكَ اِذَا بِهٖ لَمَحَ

ایک کوّے نے ایک برتن جس میں پانی تھا دیکھا اور وہ پیاسا تھا، پس وہ اسکے پاس اترا تا کہ اس میں سے پیئے، اور وہ اسمیں پانی کے کم ہونیکی وجہ سے پی نہ سکا، پھر اس نے اسکو اُلٹنا چاہا تو برتن کے بوجھ کے سبب اس پر قوت نہ پائی، پس وہ اپنے کام میں ششدر رہ گیا، اور کوئی ایسا حیلہ نکالنے لگا جو اس کو کامیاب کر دے، وہ اسی حال میں تھا کہ یکایک تھوڑے ہی

حَصًى صَغِيرًا عَلَى مَسَافَةٍ مِنْهُ ، فَاَخَذَ يَلْتَقِطُهُ بِمِنْقَارِهٖ وَ يُلْقِيْ بِهٖ فِي الوِعَاءِ اِلَى اَنِ ارْتَفَعَ المَاءُ فِيْهِ اِرْتِفَاعًا مَكَّنَهٗ مِنْ اِطْفَاءِ ظَمَأِهٖ ـ

فاصلے پر کچھ چھوٹے چھوٹے سنگریزے دکھائی دئے، پس وہ ان کو اپنی چونچ سے چُن چُن کر اس برتن میں ڈالنے لگا، یہانتک کہ پانی اتنا چڑھ آیا کہ اس کو اپنی پیاس بجھانے پر قادر کر دیا ـ

اَلتَّمْرِيْنُ الثَّانِيْ

غَيِّرْ مَا يُمْكِنُ تَغْيِيْرُهٗ مِنَ المُفْرَدَاتِ وَ التَّرَاكِيْبِ فِي الحِكَايَةِ الآتِيَةِ دُوْنَ اِخْلَالٍ بِالمَعْنٰى

(حکایت آیندہ میں جن مفردات و مرکبات کا بدلنا ممکن ہو ان کو اس طرح بدلو کہ معنے میں کچھ خلل نہ آئے) ـ

دِقَّةٌ بِدِقَّةٍ

قَصَدَ وَلَدٌ حَانُوْتَ خَبَّازٍ لِيَبْتَاعَ مِنْهُ رَغِيْفًا بِسَبْعَةِ مَلِّيْمَاتٍ وَ نِصْفِ مَلِّيْمٍ ، فَنَاوَلَهُ الخَبَّازُ رَغِيْفًا نَاقِصَ الوَزْنِ ، فَقَالَ لَهُ الوَلَدُ ، مَا بَالُ هٰذَا الرَّغِيْفِ خَفِيْفًا ؟ فَقَالَ لَهُ الخَبَّازُ مُدَاعِبًا كَيْ يَخِفَّ عَلَيْكَ

تَوَجَّهَ وَلَدٌ اِلَى دُكَّانِ خَبَّازٍ لِيَشْتَرِيَ مِنْهُ خُبْزًا بِسَبْعَةِ مِلِّيْمَاتٍ وَ نِصْفِ مِلِّيْمٍ فَاَعْطَى الخَبَّازُ خُبْزًا خَفِيْفًا غَيْرَ تَامِّ الوَزْنِ فَقَالَ لَهُ الوَلَدُ ، لِمَ هٰذَا الخُبْزُ خَفِيْفٌ ؟ فَقَالَ لَهُ الخَبَّازُ مَازِحًا : لِيَسْهُلَ عَلَيْكَ

حَمْلَهُ، فَقَالَ لَهُ اَحْسَنْتَ، ثُمَّ اَلْقٰى لَهُ عَلَى الْمَنْضَدَةِ سِتَّةَ مَلِّيْمَاتٍ، فَنَادَاهُ الْخَبَّازُ قَائِلًا: هٰذَا الْقَدْرُ الَّذِى نَقَدْتَهُ يَا بُنَىَّ! يَنْقُصُ مَلِّيْمًا وَ نِصْفَ مَلِّيْمٍ عَنْ ثَمَنِ الرَّغِيْفِ الَّذِىْ اَخَذْتَهُ فَقَالَ لَهُ الْوَلَدُ هَازِلًا: كَیْ اُسَهِّلَ عَلَيْكَ عَدَّ النُّقُوْدِ۔

حَمْلَهُ، فَقَالَ لَهُ: نِعْمَ مَا فَعَلْتَ! ثُمَّ رَمٰى لَهُ عَلَى الْمِنْضَدَةِ سِتَّةَ مَلِّيْمَاتٍ وَذَهَبَ فَنَادَاهُ الْخَبَّازُ قَائِلًا: هٰذَا الْمِقْدَارُ الَّذِى اَعْطَيْتَهُ يَا وَلَدِى! يَنْقُصُ مَلِّيْمًا وَ نِصْفَ مَلِّيْمٍ عَنْ ثَمَنِ الْخُبْزِ الَّذِى تَسَلَّمْتَهُ، فَقَالَ لَهُ الْوَلَدُ سَاخِرًا: كَیْ اُهَوِّنَ عَلَيْكَ عَدَّ النُّقُوْدِ۔

ادلے کا بدلہ

ایک لڑکا نانبائی کی دکان پر ساڑھے سات پیسے کی روٹی خریدنے گیا۔ نانبائی نے ایک ہلکے تول کی روٹی اس کو پکڑا دی، لڑکے نے کہا: یہ روٹی ہلکی کیوں ہے؟ نانبائی نے ہنسی سے کہا: تاکہ تم کو اس کا اٹھانا آسان ہو۔ لڑکے نے کہا آپنے احسان کیا۔ اور اس کے دکان کے تختے پر چھ پیسے ڈال کر چلتا بنا۔ نانبائی نے اس کو آواز دیکر کہا: بیٹا! جو نقدی تم نے دی ہے اس میں اس روٹی کی قیمت سے جو تم نے لی ہے ڈیڑھ پیسا کم ہے۔ لڑکے نے ٹھٹھے سے اس کو کہا: یہ اس لئے ہے کہ تم کو پیسے گننا آسان ہو ✥

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیامِ اسلام

جالندھر شہر

جلد ۱۵	جون ۱۹۴۳ء - جمادی الاول ۱۳۶۲ھ	نمبر ۶

پیامِ اسلام

بفضلہٖ تعالیٰ پیامِ اسلام کی عمر کا یہ پندرھواں سال ہے اور اس کے اس دوسرے رُوپ کا تیسرا۔ یعنی جب سے ’پیام‘ نے عربی آموز رسالے کی شکل اختیار کی ہے، اس کی دو سالانہ جلدیں مکمل ہو چکی ہیں، اور یہ ہاتھ کا رسالہ تیسری جلد کا دوسرا رسالہ ہے۔

اس مفکورہ کے تحت کہ متوسط درجہ کے عربی خوان اور مبتدی دونوں بیک وقت رسالہ سے بہرہ مند اور مستفید ہوتے رہیں سال گزشتہ سے اس کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ دوسرے حصے کا نام جیسا کہ معلوم ہے رَوْضَةُ الاَطْفَال ہے۔ اور اس بانٹ کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ جو اصحاب رسالہ کے دونوں حصوں میں سے کسی ایک حصہ کے خریدار بننا چاہیں، ڈیڑھ روپیہ سالانہ چندہ بھیجکر بن سکتے ہیں۔

اور ہمیں بحمد اللہ، اس امر سے خاص مسرت حاصل رہی ہے، کہ پیامِ اسلام جن حضرات

کے ملاحظہ سے گزرتا رہا ہے اور ان کے دلوں میں عربی زبان کے ساتھ کچھ انس بھی تھا، تو انھوں نے اس کو بالعموم پسندیدگی کی نظر سے دیکھا، اور قبول کے ہاتھوں سے لیا ہے۔ اور نہ صرف یہ کہ آیندہ کے لئے اس کی خریداری منظور فرمائی بلکہ اس کی (سنہ ۴۱-۱۹۴۲ء اور سنہ ۴۲-۱۹۴۳ء کی) سابقہ جلدیں بھی خرید فرمائی ہیں۔

ہماری انجمن کے مالی حسابدار: "مسلمہ" اور "پیامِ اسلام" کے گرانبار سالانہ خساروں سے ہمیشہ نواسنج فغاں رہے ہیں لیکن پیامِ اسلام کے خصوص میں اس نامہ سیاہ نامہ نگار کا قیاس ہے کہ اس کے خسارے کی زیادہ تر وجہ یہ ہے کہ چونکہ اکثر اصحاب اشتراک جب رسالے کی خریداری قبول فرماتے ہیں، تو روزِ خریداری سے پہلے جس قدر پرچے شائع ہو چکے ہوتے ہیں، ساتھ ہی ان کو بھی طلب فرماتے ہیں، اس لئے روزِ اوّل کی قدر سے زائد از ضرورت تعدادِ اشاعت کو آیندہ برقرار رکھنا پڑتا ہے۔ اگر قدردان حضرات دو گزشتہ سالوں کی دونوں جلدوں کے تین روپیہ فی جلد کے حساب سے خریدار پیدا کردیں تو رسالہ کی حالت بہت کچھ سنبھل سکتی ہے۔ اور کاغذ کی اس انتہائی گرانی کے سمے میں دبیز کاغذ کے پونے چھ سو صفحوں کی کتاب جو عربی کے ماہر معلم اور مفید کتب بنانے کا بیک وقت کام دے سکتی ہو، اور لمحاتِ فرصت کو ایسی کہنہ اجرت پر بہتر بنا سکتی ہو، ایک غنیمت باردہ ہی سمجھنی چاہئے۔

ہمیں اپنے کرمفرماؤں سے ایک شکایت بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ گزشتہ دو سالوں میں انھوں نے اپنے رسالے کو بیش از بیش مفید و کارآمد بنانے کے لئے، بجز ایک عزیزہ کے، کبھی کوئی مشورت نہیں بھیجی۔

ہم کو اس کا بھی درد انگیز احساس ہے کہ پیامِ اسلام کے ذریعے زبانِ قرآن اور قرآنِ مجید کی جیسی مفید خدمات منظور و مقصود تھیں، چند در چند معذوریوں کی وجہ سے ہم ان کی بجا آوری میں قاصر رہے ہیں اور بارگاہ رب کریم میں گزشتہ تقصیرات پر عفو و مغفرت کے طالب اور مستقبل میں توفیق و اعانت کے خواستگار ہیں۔

الدرس الأول

فی جسم الانسان

تَرْکِیْبُ بَدَنِ الْاِنْسَانِ الْعَجِیْبِ یَدُلُّنَا عَلٰی حِکْمَۃِ الْخَالِقِ وَ قُدْرَتِہٖ۔ فَالرَّاْسُ فِیْہِ الْعَقْلُ۔ وَ فِیْ مُقَدَّمِہٖ عَیْنَانِ، لِحَاسَّۃِ الْبَصَرِ۔ وَ اُذُنَانِ لِحَاسَّۃِ السَّمْعِ۔ وَ اَنْفٌ لِحَاسَّۃِ الشَّمِّ۔ وَ لِسَانٌ لِلتَّکَلُّمِ، وَ فِیْہِ حَاسَّۃُ الذَّوْقِ لِطَعْمِ الْاَطْعِمَۃِ۔ وَ الْجِہَۃُ الْعُلْیَا مِنَ الْبَدَنِ الَّتِیْ ھِیَ الصَّدْرُ، فِیْھَا الْقَلْبُ وَ الرِّئَتَانِ۔ وَ الْجِہَۃُ السُّفْلٰی فِیْھَا الْمَعِدَۃ، وَ الْکَبِدُ وَ الْاَمْعَاءُ الَّتِیْ عَلَیْھَا تَتَرَکَّبُ اَبْنِیَۃُ الْبَدَنِ، یُحِیْطُ بِھَا الْعَضَلُ الَّتِیْ تُسَمّٰی لَحْمًا، وَ الْعَصَبُ، وَ عُرُوْقٌ وَ شَرْیَانَاتٌ مَمْلُوْءَۃٌ بِالدَّمِ لِاَجْلِ جَرَیَانِہٖ فِیْ اَجْزَاءِ الْبَدَنِ۔

تشریحِ الفاظ :-

تَرْکِیْب : ڈھانچا ✤ یَدُلُّ عَلٰی : راستہ دکھاتا ہے۔ راہنمائی کرتا ہے ✤ مُقَدَّم : اگلا حصہ ✤ حَاسَّہ : دریافت کرنے کی قوت۔ حس ✤ طَعْم : چکھنا ✤ اَطْعِمَۃٌ جمع (مفرد طَعَام) : کھانا۔ خوراک ✤ اَلْجِہَۃُ الْعُلْیَا : اوپر کی جانب ✤ اَلْجِہَۃُ السُّفْلٰی : نچلی طرف ✤ رِئَۃٌ : پھیپڑا ✤ کَبِدٌ : جگر۔ کلیجا ✤ اَمْعَاء : (واحد ہا مَعْی و مِعیً و مِعَاءٌ) آنتیں ✤ عَضَلٌ : سخت گوشت ✤ عَصَبٌ : پٹھا ✤ عُرُوْق (واحد : عِرْقٌ) : رگیں ✤ شَرْیَانَات (مفرد ہا شَرْیَان) : اچھلنے والی رگیں ✤

ترجمہ :-

جسم انسان کا بیان

انسان کے بدن کا انوکھا ڈھانچ ہم کو آفریدگار کی دانش و توانائی کا پتا دیتا ہے۔ سر کو لیجئے، اس میں عقل ہے۔ اور اس کے اگلے حصے میں دو آنکھیں ہیں نگاہ کی حس کے لئے۔ اور دو کان ہیں سننے کی حس کے لئے۔ اور ناک ہے سونگھنے کی قوت کے لئے اور زبان بولنے کے لئے اور اس میں کھانوں کا مزہ لینے کے لئے چکھنے کی قوت ہے۔ اور بدن کی اوپر کی جانب جو سینہ ہے اس میں دل اور دو پھیپھڑے ہیں اور نیچے کی جانب میں معدہ، جگر اور آنتیں ہیں جن پر بدن کی عمارتیں کھڑی ہیں ان کو وہ عضلات گھیرے ہوئے ہیں جو گوشت کہلاتے ہیں اور پٹھے اور رگیں اور خون سے پُر شریانیں خون کے اجزاء بدن میں دوڑنے کے لئے۔

الدَّرْسُ الثَّانِیْ

فِی رُوحِ الإِنْسَانِ

إِنَّهُ يُوْجَدُ فِيْنَا شَيْءٌ لَا نَقْدِرُ اَنْ نَرَاهُ اَوْ نَلْمُسَهُ وَ هُوَ يُرَتِّبُ جَمِيْعَ حَرَكَاتِ الْبَدَنِ وَ هٰذَا الشَّيْءُ يُسَمّٰى رُوحًا. وَ هٰذِهِ الرُّوْحُ هِيَ الَّتِي بِهَا نَفْتَكِرُ وَ نَعْقِلُ وَ نُنْشِيءُ الاَشْيَاءَ وَ نَحْفَظُهَا وَ نَتَذَكَّرُ الْمَاضِيَ وَ نَنْظُرُ اَكْثَرَ الْمُسْتَقْبِلِ وَ بِهَا نَخْتَارُ وَ نُرِيْدُ وَ نَقْبَلُ الْخَيْرَ وَ الشَّرَّ وَ نُثَابُ اَوْ نُعَذَّبُ. وَ بِهَا نَكْتَسِبُ الْمَعَارِفَ وَ نَتَكَمَّلُ بِالتَّعَلُّمِ، وَ لَا نَعْلَمُ كَيْفَ هِيَ حَالَةٌ فِي الْبَدَنِ وَ تَفْتَرِقُ عَنْهُ بِالْمَوْتِ وَلَا تَمُوْتُ بَلْ تَبْقٰى اِلَى الْاَبَدِ.

معانی مفردات :- يُرَتِّبُ : ترتیب دیتا۔ درجہ بندی کرتا ہے +

نُنْشِئُ: ہم بناتے۔ ایجاد کرتے ہیں + نَخْتَارُ: ہم پسند کرتے ہیں + مَعَارِف: علوم +
حَالَّةٌ: اترنے والی +

روح انسان کا بیان

ہم میں ایک ایسی چیز پائی جاتی ہے جس کو ہم دیکھ یا چھو نہیں سکتے، اور وہ بدن کی سب جنبشوں کو ترتیب دیتی ہے اور یہ چیز روح کہلاتی ہے۔ یہی روح ہے جس سے ہم سوچتے سمجھتے اور چیزوں کو ایجاد کرتے اور ان کو محفوظ رکھتے ہیں، اور گزرے ہوئے زمانے کو یاد کرتے اور آیندہ کے زیادہ تر حصے کو دیکھتے ہیں۔ اور اسی سے پسند کرتے، چاہتے اور نیکی بدی کو قبول کرتے اور ثواب پاتے یا عذاب دئے جاتے ہیں اور اسی سے علوم حاصل کرتے اور سیکھ سیکھ کر کمال حاصل کرتے ہیں۔ اور ہم نہیں جانتے کہ وہ کس طرح بدن میں نازل ہے اور مرنے پر اس سے الگ ہوتی ہے۔ اور وہ مرتی نہیں بلکہ ابد تک باقی رہیگی +

اَلدَّرْسُ الثَّالِثُ

اَعْضَاءُ الْاِنْسَانِ

قَالَ سَلِيْمٌ مُخَاطِبًا شَقِيْقَهُ يُوْسُفَ الصَّغِيْرَ:۔

لَكَ يَا يُوْسُفُ عَيْنَانِ، اَلْوَاحِدَةُ عَنْ يَمِيْنِ رَأْسِكَ وَ الْاُخْرٰى عَنْ شِمَالِ الْاَنْفِ. وَ لَكَ اُذُنَانِ: اَلْوَاحِدَةُ عَنْ يَمِيْنِ رَأْسِكَ وَ الْاُخْرٰى عَنْ شِمَالِهِ. وَ لَكَ اَيْضًا خَدَّانِ وَ ذِرَاعَانِ وَ مِرْفَقَانِ وَ يَدَانِ وَ سَاقَانِ وَ رُكْبَتَانِ وَ قَدَمَانِ. وَ لٰكِنْ لَكَ جَبْهَةٌ وَاحِدَةٌ وَ اَنْفٌ وَاحِدٌ وَ فَمٌ وَاحِدٌ وَ ذَقَنٌ وَاحِدٌ وَ صَدْرٌ وَاحِدٌ وَ مَعِدَةٌ وَاحِدَةٌ، فَهَلْ نَعْرِفُ وَظِيْفَةَ كُلِّ عُضْوٍ مِنْهَا وَ كَانَ يُشِيْرُ بِاِصْبَعِهِ اِلَى الْاَعْضَاءِ الَّتِيْ يُسَمِّيْهَا +

تیسرا سبق ــ انسان کے اعضاء

سلیم نے اپنے ننھے سگے بھائی یوسف سے مخاطب ہو کر کہا :

یوسف! تمھاری دو آنکھیں ہیں۔ ایک تمھارے سر کے دائیں طرف اور دوسری ناک کے بائیں طرف۔ اور تمھارے دو کان ہیں۔ ایک تمھارے سر کے دائیں طرف اور دوسرا اس کی بائیں طرف۔ اور تمھارے دو گال، دو بازو، دو کلائیاں، دو ہاتھ، دو پنڈلیاں، دو گھٹنے اور دو پاؤں بھی ہیں۔ لیکن تمھارا ماتھا ایک ہے۔ ناک ایک ہے، منہ ایک ہے، ٹھوڑی ایک ہے، سینہ ایک ہے، اور معدہ ایک ہے۔ تو کیا تم ان میں سے ہر عضو کا معین کام جانتے ہو؟ اور وہ جن جن اعضا کا نام لیتا تھا ان کی طرف اپنی انگلی سے اشارہ بھی کرتا جاتا تھا۔

اَلدَّرْسُ الرَّابِعُ

وَجْهُ الإِنْسَانِ

(اَلْجَبْهَةُ وَ الْحَاجِبَانِ وَ الْعَيْنَانِ وَ الْأَجْفَانُ وَ الْأَهْدَابُ)

۱ ـ لَمَّا رَأَى الْمُعَلِّمُ سَلِيْمًا مُسْتَعْرِضًا أَعْضَاءَ شَقِيقِهِ يُوسُفَ قَالَ لَهُ ضَاحِكًا :

قُلْ مَا الْفَائِدَةُ مِنَ الْحَاجِبَيْنِ بَيْنَ الْجَبْهَةِ وَ الْعَيْنَيْنِ

ـــ اَلْغَرَضُ مِنْهُمَا أَنَّهُمَا يَمْنَعَانِ سُقُوطَ الْعَرَقِ

ـــ أَصَبْتَ وَ مَا فَائِدَةُ الْأَجْفَانِ .

۲ إِنَّهَا تَقِي الْعَيْنَيْنِ مِنَ الْأَذَى .

ـ صَدَقْتَ فِي جَوَابِكَ لِأَنَّ الْجَفْنَ يَنْسَلُّ بِكُلِّ سُهُوْلَةٍ عَلَى كُرَةِ الْعَيْنِ وَ يُغَطِّيْهَا كُلَّهَا عِنْدَ النَّوْمِ . وَ فَضْلًا عَنْ ذٰلِكَ فَإِنَّهَا تَنْطَبِقُ سَرِيعًا

عَلَى الْعَيْنِ كُلَّمَا مَرَّ أَمَامَهَا شَيْءٌ بِعُنْفٍ.

ثُمَّ قَالَ لَهُمَا الْمُعَلِّمُ

— لَا تَنْسَيَا الشَّعَرَ النَّابِتَ عَلَى أَطْرَافِ الْأَجْفَانِ فَمَا اسْمُهُ

۳ فَأَجَابَهُ يُوسُفُ

— يُقَالُ لَهُ أَهْدَابٌ

— فَمَا الْفَائِدَةُ مِنْهُ

فَشَقَّ عَلَى الْأَخَوَيْنِ الْجَوَابُ فَقَالَ لَهُمَا عِنْدَئِذٍ الْمُعَلِّمُ

— إِنَّهَا تَسْتَوْقِفُ كُلَّ مَا يُخْشَى وُقُوعُهُ فِي الْعَيْنِ مِنَ الذَّرَّاتِ الدَّقِيقَةِ الْمُتَطَايِرَةِ فِي الْجَوِّ كَالتُّرَابِ وَالْهَوَامِّ.

چوتھا سبق

انسان کا چہرہ

(ماتھا، دو بھنویں، دو آنکھیں، پپوٹے اور پلکیں)

۱ - جب معلم نے سلیم کو اپنے حقیقی بھائی یوسف کے اعضا کا جائزہ لیتے ہوئے دیکھا تو اس کو ہنس کر کہا:

بتاؤ! ماتھے اور آنکھوں کے درمیان بھنوؤں کا کیا فائدہ ہے؟

— ان سے یہ غرض ہے کہ وہ پسینہ گرنے کو روکتے ہیں۔

— ٹھیک ہے۔

— پپوٹوں کا کیا فائدہ ہے؟

۲- وہ آنکھوں کو موذی چیزوں سے بچاتے ہیں -

—— تم نے اپنا جواب راست دیا، اس لئے کہ پپوٹے پوری آسانی سے کرۂ چشم پر آ پڑتے ہیں اور سونے کے وقت سارے کو ڈھانپ لیتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ آنکھ پر تیزی سے جھپکتے ہیں جب کبھی کوئی چیز ان کے سامنے سختی سے گزرتی ہے -

پھر استاد نے ان کو کہا

—— تم ان بالوں کو مت بھولو جو پپوٹوں کے کناروں پر اُگے ہوئے ہیں، تو ان کا کیا نام ہے ؟

۳- اس پر یوسف نے اس کو جواب دیا اس کو پلکیں کہتے ہیں۔ ان سے کیا فائدہ ہے ؟

دونوں بھائیوں پر جواب دینا مشکل ہوا۔ تو اس وقت معلم نے ان سے کہا :

—— وہ ہر اس چیز کو روکتے ہیں جن کے آنکھوں میں پڑ جانے کا اندیشہ ہو جیسے خلا میں اُڑتے ہوئے چھوٹے چھوٹے ذرّے، مثلاً مٹی اور کیڑے اور بھنگے -
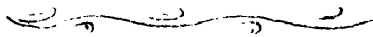
مصباح القرآن عزیزی۔ کتاب العوامل۔ لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُوْنَ

مرفوعات ا۔ مبتدا خبر۔ الدرس الثالث والخمسون

علم الاعراب مبنیات کا اعراب محلی۔ ارکان خمسہ میں۔ اور معربات کا اعراب بالحرکت و اعراب بالحرف۔ سبع سبارہ میں بیان ہوچکا ہے۔ ترکیب نحوی کیلئے اجزائے کلام سمجھنے کی سخت ضرورت ہے جن کی تفصیل اَحَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا میں ہوچکی ہے۔ تلاوت قرآن مجید کے ساتھ مصباح القرآن کا مطالعہ ضروری ہے۔ قرآن مجید سورۂ فاتحہ کی تفسیر ہے۔ مصباح القرآن تمام قرآن مجید پر روشنی ڈالتا ہے۔ سورہ فاتحہ کی ترکیب نحوی سے قوائے ذہنی کی تربیت ہوکر تمام قرآن مجید روشن ہوجائیگا۔ تحلیل صرفی کی مشکلات غرائب القرآن سے حل کرو۔ سنو! مسند الیہ اور مسند سے جملہ بنتا ہے۔ باقی سب اِن کے متعلقات ہیں۔ نام جتنے چاہو رکھو۔ بہرحال جملہ کی دو قسمیں ہیں۔ ایک جملہ اسمیہ۔ دوسرا جملہ فعلیہ۔ خلط مبحث نہ کرو۔ سورہ فاتحہ کی ترکیب نحوی پر غور کرو +

(۱) اَلْحَمْدُ (ثَابِتٌ) لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۵
اجزائے کلام۔ اَلْحَمْدُ۔ مسند الیہ مبتدا ہے۔ ثَابِتٌ شبہ فعل = يَثْبُتُ۔ مسند۔ خبر ہے +

(۲) لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ مرکب جری منصوب محلاً۔ ثَابِتٌ سے متعلق اور اُسکا مفعول ہے + اَللّٰه موصوف۔ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ پہلی صفت۔ اَلرَّحْمٰنِ دوسری صفت۔ اَلرَّحِيْمِ تیسری صفت۔ مَالِكِ يَوْمِ الدين چوتھی صفت۔ مرکب توصیفی ہے + رَبِّ الْعَالَمِيْنَ مرکب اضافی ہے۔ مَالِكِ مضاف۔ يَوْمِ الدِّيْنِ مضاف الیہ مرکب اضافی ہے + يَوْمِ الدِّيْنِ۔ مضاف۔ مضاف الیہ سے ملکر مرکب اضافی ہے + اب ترکیب نحوی کے لئے میدان صاف ہے۔ اَلْحَمْدُ مبتدا۔ ثَابِتٌ اپنے متعلق سے ملکر خبر۔ مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ بنا +

(نوٹ) جملہ اسمیہ پر بعض قسم کے افعال و حروف داخل ہوکر۔ اسکی شکل و صورت کو کم و بیش مسخ کردیتے ہیں۔ اس مسخ شدہ صورت میں مبتدا کو انکا اسم۔ اور خبر کو انکی خبر کہتے ہیں۔ ان نواسخ جملہ کی پانچ قسمیں ہیں جنکا بیان آئیگا۔ افعال ناقصہ۔ افعال مقاربہ۔ حروف مشبہ بفعل۔ مَا و لَا مشابہ بلَيْسَ۔ لائے نفی جنس +

مرفوعات ۲ - فاعل اور نائب فاعل - الدرس الرابع والخمسون

فاعل یا نائب فاعل کا عامل رافع فعل یا شبہ فعل ہوتا ہے۔ فاعل یا نائب مسند الیہ۔ فعل یا شبہ فعل مسند کہلاتے ہیں۔ فعل اور مبتدا کا عامل رافع معنوی ہوتا ہے۔ حسب ذیل آیات میں فاعل۔ نائب فاعل اور فعل و شبہ فعل کی شناخت کرو اور طریق عمل پر غور کرو +

(۱) (نَقْرَءُ) بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٥ نَقْرَءُ فعل مسند ہے۔ نَحْنُ ضمیر مستتر مسند الیہ۔ فاعل فعل ہے۔ مرکب جری متعلق فعل ہے۔ اِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مرکب اضافی ہے۔ اَللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مرکب توصیفی ہے + فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ بنا +

(۲) اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ٥ نَعْبُدُ فعل با فاعل۔ اِیَّاکَ مفعول مقدم۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ بنا + وَ حرف عطف۔ نَسْتَعِیْنُ فعل با فاعل۔ اِیَّاکَ مفعول بہ مقدم۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ معطوفہ بنا +

(۳) اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ٥ ترکیب نحوی اس طرح بولو۔ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ٥ مرکب عطفی بدل کل۔ اَلَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ۔ جملہ موصولہ مبدل منہ۔ بدل و مبدل منہ ملکر صِرَاطَ کا مضاف الیہ ہے۔ صِرَاطَ اپنے مضاف الیہ سے ملکر عطف بیان ہے۔ اَلصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ مرکب توصیفی۔ مبیّن ہے۔ عطف بیان اپنے مبیّن سے ملکر۔ اِھْدِ فعل امر کا دوسرا مفعول ہے۔ نَا پہلا مفعول ہے۔ اِھْدِ فعل۔ اَنْتَ ضمیر مستتر فاعل ہے۔ اور اپنے پہلے اور دوسرے مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ بنا +

(۴) اَلَّذِیْنَ۔ اسم موصول اَنْعَمْتَ فعل بافاعل عَلَیْهِمْ منصوب محلاً مفعول۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر صلہ ہوا موصول کا۔ اسم موصول اپنے صلہ سے ملکر جملہ موصولہ بنا۔ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ = غَیْرِ الَّذِیْنَ غُضِبَ عَلَیْهِمْ۔ عَلَیْهِمْ مرفوع محلاً۔ اَلْمَغْضُوْبِ شبہ فعل کا نائب فاعل ہے۔ وَلَا الضَّآلِّیْنَ = وَغَیْرِ الَّذِیْنَ یَضِلُّوْنَ عَنِ الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِیْمِ + دیکھو من وجہ معلوم سے من وجہ مجہول کا پتہ لگ گیا ہے

مرفوعات ۳- کَانَ کا اسم۔ الدرس الخامس والخمسون

افعال ناقصہ۔ کَانَ اور اسکے ساتھیوں کا اسم۔ افعال مقاربہ۔ عَسٰی اور کَادَ کا اسم مرفوعات سے ہے اور خبر منصوبات سے ہے۔ آیات ذیل پڑھو اور اطمینان سے اسم وخبر کی حالت اعرابی معلوم کرو +

(۱) وَكَانَ الْإِنْسَانُ عَجُولًا ۔ قُلْ عَسٰى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا ۔ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا

(۲) اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ دیکھو! تَصِيْرُ فعل ناقص کی خبر مقدم منصوب محلاً ہے +

(۳) وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا ۔ اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِهٖ لَوْلَآ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا

(۴) فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ دیکھو! حِيْنَ حِيْنَ خبر مقدم ہے +

(۵) وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى (فِيْهَا) علاوہ دیکھو! اِنَّ کے اسم وخبر کا اعراب محلی ہے +

(۶) ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ۔ فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِيْنَ

(۷) وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ۔ وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ

(۸) وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ قَارِعَةٌ ۔ وَلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ

(۹) فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰى يَاْذَنَ لِيْٓ اَبِيْٓ اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ

(۱۰) (لَا) تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ

(۱۱) مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۔ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ۔ مَا دَامُوْا فِيْهَا ۔ مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا

(۱۲) لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ ۔ لَيْسُوْا سَوَآءً ۔ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ

(۱۳) فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ۔ اِرْتَدَّ = صَارَ +

(۱۴) عَسٰی اور کَادَ کے علاوہ طَفِقَ بھی افعال مقاربہ سے ہے۔ وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ۔ فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ = يَمْسَحُ مَسْحًا +

ترکیب نحوی: بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ۔ مرکب جری۔ يَمْسَحُ کا مفعول بہ ہے۔ مَسْحًا يَمْسَحُ کا مفعول مطلق ہے۔ طَفِقَ يَمْسَحُ افعال مقاربہ سے ہے۔ فَ حرف عطف۔ طَفِقَ يَمْسَحُ۔ فعل اپنے فاعل ضمیر مستتر اور ہر دو مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ معطوفہ بنا +

مرفوعات ۴ - اِنَّ کی خبر - الدرس السادس والخمسون

خبر اِنَّ اور اسکے ساتھیوں کی مرفوعات سے اور اسم منصوبات سے ہے - حروف مشبہ بفعل تعداد میں چھ ہیں - اِنَّ - اَنَّ - کَاَنَّ - لَیْتَ - لٰکِنَّ - لَعَلَّ - آیاتِ ذیل میں سے ضابطہ نمبر ۳ درس نمبر ۵۰ کے مطابق اسم و خبر کی حالت اعرابی معلوم کرو ٭

(۱) اِنَّ - اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ - اِنَّ ذٰلِکَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ - اِنَّ اللّٰہَ لَطِیْفٌ خَبِیْرٌ - اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ - اِنَّ اَنْکَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ ٭

(۲) اَنَّ - ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ یُوْلِجُ اللَّیْلَ فِی النَّھَارِ وَیُوْلِجُ النَّھَارَ فِی اللَّیْلِ وَاَنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ بَصِیْرٌ - ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہِ الْبَاطِلُ ٭

(۳) کَاَنَّ - یَسْئَلُوْنَکَ کَاَنَّکَ حَفِیٌّ عَنْھَا ۹/۱۳ کَاَنَّ فِیْ اُذُنَیْہِ وَقْرًا ۲۱ قَالَتْ کَاَنَّہٗ ھُوَ ۱۹ کَاَنَّھُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَۃٌ ۲۸ اَلزُّجَاجَۃُ کَاَنَّھَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ ۱۸

(۴) لَیْتَ - یَا لَیْتَ لَنَا مِثْلَ مَا اُوْتِیَ قَارُوْنُ ۲۰ یَا لَیْتَنَا اَطَعْنَا اللّٰہَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ۲۲ فَیَقُوْلُ یَا لَیْتَنِیْ لَمْ اُوْتَ کِتَابِیَہْ - یَا لَیْتَھَا کَانَتِ الْقَاضِیَۃَ ۲۹

(۵) لٰکِنَّ - وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یُسَلِّطُ رُسُلَہٗ عَلٰی مَنْ یَّشَاءُ ۲۸ وَلٰکِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ لَا یَفْقَھُوْنَ ۲۸ لٰکِنَّا (=لٰکِنْ اَنَا) ھُوَ اللّٰہُ رَبِّیْ وَلَا اُشْرِکُ بِرَبِّیْ اَحَدًا ۱۵

(۶) لَعَلَّ - لَعَلَّ السَّاعَۃَ قَرِیْبٌ ۲۵ لَعَلَّ السَّاعَۃَ تَکُوْنُ قَرِیْبًا ۲۲ فَلَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ عَلٰی اٰثَارِھِمْ ۱۵ لَا تَسْمَعُوْا لِھٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِیْہِ لَعَلَّکُمْ تَغْلِبُوْنَ ۲۴

ترکیب نحوی: اِنَّ ذٰلِکَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ - مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ - اضافت مقلوبہ ہے یعنی مِنَ الْاُمُوْرِ الْمَعْزُوْمَۃِ - مرکب جری خبر ہے - ذٰلِکَ اسم - اِنَّ حرف مشبہ بفعل اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ اسمیہ بنا ٭

فَلَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ عَلٰی اٰثَارِھِمْ - فَ حرف عطف - لَعَلَّ حرف مشبہ بفعل - کَ اسکا اسم ہے - بَاخِعٌ شبہ فعل = تَبْخَعُ - نَفْسَکَ مرکب اضافی پہلا مفعول - عَلٰی اٰثَارِھِمْ مرکب جری بَاخِعٌ کا دوسرا مفعول ہے - بَاخِعٌ اپنے ہر دو مفعول سے ملکر خبر ہے - لَعَلَّ اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ اسمیہ معطوفہ بنا ٭

مرفوعات ۵ - مَا و لَا = لَیْسَ کا اسم - لائے نفی جنس کی خبر - الدرس السابع والخمسون

مَا بمعنی لَیْسَ کا اسم - اور لَا بمعنی لَیْسَ کا اسم - مرفوعات سے اور خبر منصوبات سے ہے - اور لائے نفی جنس کی خبر مرفوعات سے اور اسم منصوبات سے ہے - آیات ذیل پڑھو - اور ہر سہ کے اسم وخبر اور محذوفات پر غور کرو - ضابطہ نمبر ۳ کی ہدایات کے مطابق ترکیب نحوی کرو۔

(۱) مَا بمعنی لَیْسَ - وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ۖ إِنْ هٰذَا إِلَّا مَلَكٌ كَرِيمٌ ۱۲ وَمَا أَكْثَرُ النَّاسِ (وَلَوْ حَرَصْتَ) بِمُؤْمِنِينَ ۱۳ وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ ۴

(۲) لَا بمعنی لَیْسَ - لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَىٰ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرَجٌ ۲۶ يَوْمٌ لَا بَيْعٌ (كَائِنًا) فِيهِ وَلَا خُلَّةٌ (ثَابِتًا) فِيهِ وَلَا شَفَاعَةٌ (كَائِنًا فِيهِ) ۳ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا بَيْعٌ (كَائِنًا) فِيهِ وَلَا خِلَالٌ (ثَابِتًا فِيهِ) ۱۳ كَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَلَاتَ (الْحِينُ) حِينَ مَنَاصٍ ۲۳ لَاتَ = لَا بمعنی لَیْسَ +

(۳) لائے نفی جنس - اسکا عمل پہلوں سے الٹا ہے - ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ (كَائِنٌ) فِيهِ ۱ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ (كَائِنٌ) فِي الْحَجِّ ۲ ترکیب عطفی اور سب کی خبر مرفوع پر غور کرو۔ فَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ (كَائِنٌ) لِسَعْيِهِ وَإِنَّا لَهُ كَاتِبُونَ ۱۷ لَا تَبْدِيلَ (كَائِنٌ) لِكَلِمَاتِ اللّٰهِ ۱۱ فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ (كَائِنٌ) لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۲۱ +

(نوٹ) مَا موصولہ - مَا نافیہ - مَا استفہامیہ - مَا بمعنی لَیْسَ + لائے نافیہ - لائے نفی جنس - لَا بمعنی لَیْسَ - لائے نہی - لَا = غَیْر - ان سب میں فرق محل وقوع کے لحاظ سے سمجھا جاتا ہے + ترکیب نحوی: وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ۖ إِنْ هٰذَا إِلَّا مَلَكٌ كَرِيمٌ - و حرف عطف - قُلْنَ فعل با فاعل - حَاشَ لِلّٰهِ = اَلْعَظَمَةُ لِلّٰهِ جملہ اسمیہ پہلا مفعول مَا هٰذَا بَشَرًا جملہ اسمیہ دوسرا مفعول إِنْ هٰذَا إِلَّا مَلَكٌ كَرِيمٌ جملہ اسمیہ تیسرا مفعول ہے - قُلْنَ فعل اپنے فاعل اور ہر سہ مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ قولیہ معطوفہ...

منصوبات مفاعیل اربع - الدرس الثامن والخمسون

منصوبات ۱- افعال ناقصہ ومقاربہ کی خبر ۲- حروف مشبہ بالفعل کا اسم ۳- ما و لا بمعنی لیس کی خبر ۴- لائے نفی جنس کا اسم - انکا بیان مرفوعات کے ذیل میں ہوچکا ہے - اب منصوبات کی پانچویں قسم چہار مفاعیل کا ذکر کیا جاتا ہے - پانچویں مفعول معہٗ کا استعمال قرآن مجید میں نہیں ہے +

(۱) مفعول بہٖ - جس پر فاعل کا فعل واقع ہو - فعل یا شبہ فعل کے آگے پیچھے مفرد و مرکب جملہ بھی آجاتا ہے - کا ہے ایک فعل کے کئی مفعول - کا سنے محذوف بھی ہوتا ہے - اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ - اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا لُقْمٰنَ الْحِکْمَةَ اَنِ اشْکُرْ لِلّٰهِ ۲۱ اِنَّا اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ - كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ ۲ فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاۗءِ (غَيْرِهِنَّ) ۴ وَلَا الضَّاۗلِّيْنَ (عَنِ الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيْمِ) الفاتحہ +

(۲) مفعول مطلق - جس کا مادہ اپنے فعل کے ہم معنی ہوتا ہے - تاکید یا بیان نوع و عدد کیلئے آتا ہے - وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا - وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا - وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا - وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا - صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا - (حَقَّ) حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ۲ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ۲۸ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ ۱۶

(۳) مفعول فیہ - ظرف زمان یا مکان ہوتا ہے - يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا ۵ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا ۲۹ اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ ۲۸ لَاۤ اَبْرَحُ حَتّٰۤى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِيَ حُقُبًا ۱۵ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ ۱۵

(۴) مفعول لہٗ - صدور فعل کا باعث ہوتا ہے - يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِيْۤ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ۱ بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۱ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ ۱ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَاۗءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ۲ +

ملک ہمارا اٹل ہے

مجرورات اور اسمائے عاملہ مشبہ بالفعل۔ الدرس التاسع والخمسون

(۱) مجرورات۔ حرف جار اپنے مجرور کو اور مضاف اپنے مضاف الیہ کو زیر دیتا ہے دیکھو! درس نمبر ۱۷۔

(۲) اسمائے عاملہ مشبہ بالفعل۔ تعداد میں پانچ ہیں۔ مصدر۔ اسم فاعل۔ اسم مفعول۔ صفت مشبہ۔ اسم تفضیل۔ انکو شبہ فعل بھی کہتے ہیں۔ متفرق طور پر انکا بیان کافی ہو چکا ہے ◆

(۱) مصدر۔ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْفَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ہے۔ مصدر مشابہ فعل کا مطلب سمجھو! دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ = يَدْفَعُ اللّٰهُ النَّاسَ۔ مصدر اپنے فاعل کی طرف مضاف ہے۔ ترکیب نحوی مختصر طور پر سمجھو! وَ حرف عطف۔ لَوْلَا حرف شرط۔ دَفْعُ اللّٰهِ مصدر اپنے فاعل کی طرف مضاف ہے۔ بَعْضَهُمْ مرکب اضافی پہلا مفعول۔ بِبَعْضٍ مرکب جری دوسرا مفعول ہے۔ مصدر اپنے فاعل اور ہر دو مفعول سے ملکر شرط ہے۔ لام تاکید۔ فَسَدَتِ الْاَرْضُ جملہ فعلیہ جزا ہے۔ شرط و جزا ملکر جملہ شرطیہ معطوفہ بنا ◆ اور آگے دیکھو! عَلَى الْعٰلَمِيْنَ مرکب جری۔ فَضْلٍ مصدر کا مفعول بہ ہے۔ مصدر اپنے مفعول بہ سے ملکر ذُوْ کا مضاف الیہ ہے۔ مرکب اضافی۔ لٰكِنَّ کی خبر ہے۔ اَللّٰهَ اسم ہے۔ وَ حرف عطف ہے۔ لٰكِنَّ اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ اسمیہ معطوفہ بنا ◆

(۲) اسم فاعل۔ لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ پانچ الفاظ اسم فاعل نے اپنے اپنے مفعول کو نصب دیا۔ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ منصوب علی المدح ہے ◆

(۳) اسم مفعول۔ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ (عَنِ الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيْمِ)۔ پہلا عَلَيْهِمْ الْمَغْضُوْبِ اسم مفعول کا نائب فاعل ہے۔ دوسرا عَنِ الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيْمِ محذوف۔ اَلضَّآلِّيْنَ اسم فاعل کا مفعول ہے۔ دونوں کا اعراب محلی ہے ◆

نوٹ: منصوب علی المدح علم نحو کا مشہور مسئلہ ہے۔ ایسے مسائل نصاب القرآن تعلیم وسطی میں بیان کئے جائیں گے انشاءاللہ تعالیٰ ◆

اسمائے عاملہ مشبہ بالفعل ب۔ الدرس الستون

(۴) صفت مشبہ۔ اپنے فعل لازم کا عمل کرتی ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۴ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۱۲ یَسْئَلُوْنَکَ کَاَنَّکَ حَفِیٌّ عَنْھَا ۹ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ مرکب جری عَلِیْمٌ صفت مشبہ کا مفعول ہو کر اِنَّ کی خبر ہے۔ اَللّٰہَ اسم ہے۔ اِنَّ اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ اسمیہ بنا + وَ حرف عطف۔ اَللّٰہُ مبتدا۔ عَلِیْمٌ اپنے مفعول مرکب جری سے ملکر خبر ہے۔ مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ معطوفہ بنا۔ پھر دیکھو! بِمَا تَعْمَلُوْنَ۔ بِ حرف جار۔ مَا موصولہ۔ فعل با فاعل جملہ فعلیہ ہو کر صلہ ہے موصول کا۔ موصول اپنے صلہ سے ملکر جملہ موصولہ مجرور ہے جار کا۔ جار و مجرور مرکب جری عَلِیْمٌ صفت کا مفعول ہے +

یَسْئَلُوْنَ فعل با فاعل۔ کَ پہلا مفعول۔ کَاَنَّ حرف مشبہ بالفعل۔ کَ اس کا اسم حَفِیٌّ صفت مشبہ عَنْھَا مرکب جری اسکا مفعول ہے۔ حَفِیٌّ اپنے مفعول سے ملکر کَاَنَّ کی خبر ہے۔ کَاَنَّ اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہو کر۔ یَسْئَلُوْنَ کا دوسرا مفعول ہے۔ فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ بنا۔ حَفِیٌّ عَنْھَا = تَحْفٰی عَنْھَا ہے +

(۵) اسم تفضیل کا فاعل اسم مضمر ہوتا ہے۔ مفعول کو نصب دیتا ہے۔ وَاللّٰہُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّ اَشَدُّ تَنْکِیْلًا ۵ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ حَدِیْثًا ۵ اَشَدُّ = یَشْتَدُّ + اَصْدَقُ = یَصْدُقُ + اسم تفضیل کا استعمال عام طور پر مِنْ۔ یا اَلْ۔ یا اضافت سے ہوتا ہے + اَلْفِتْنَۃُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۲ لِلّٰہِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی ۱۴ وَھُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی ۲۷ یُرَدُّوْنَ اِلٰی اَشَدِّ الْعَذَابِ ۱ وَکَانَ الْاِنْسَانُ اَکْثَرَ شَیْءٍ جَدَلًا ۱۵

(نوٹ) اسمائے عاملہ مشبہ بالفعل اپنے عمل میں اپنے اپنے فعل کے مشابہ ہیں اس عمل کو محل وقوع پر سمجھنے کی کوشش کرو۔ قرآن مجید میں افعال کی طرح ان کا استعمال بکثرت ہے۔ باہمی تقریر و تحریر میں فضول جنگ و جدال چھوڑو تحقیق سے کام لو۔ مخلصین لہ الدین میں شامل ہو جاؤ۔ اور مؤلف کیلئے دعائے خیر نہ بھولو۔ حق تعالیٰ سب طرح کی آفات و بلیات سے اپنے حفظ و امان میں رکھے +

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۵۵

القسم الثانی

روضۃ الاطفال

مُدیر: محمد احمد خان ذاکر

البراعیم الباسمۃ

البرعومۃ الخامسۃ عشر

يُطْعِمُ : وہ کھلاتا ہے ÷ تُطْعِمُ : وہ کھلاتی ہے ÷ تُطْعِمُ : تو کھلاتا ہے ÷
تُطْعِمِيْنَ : تو کھلاتی ہے ÷
يُطْعِمَانِ : وہ دو کھلاتے ہیں ÷ تُطْعِمَانِ : وہ دو کھلاتی ہیں ÷
تُطْعِمَانِ : تم دو کھلاتے ہو ÷ تُطْعِمَانِ : تم دو کھلاتی ہو ÷
يُطْعِمُوْنَ : وہ سب کھلاتے ہیں ÷ يُطْعِمْنَ : وہ سب کھلاتی ہیں ÷
تُطْعِمُوْنَ : تم سب کھلاتے ہو ÷ تُطْعِمْنَ : تم سب کھلاتی ہو

أُطْعِمُ : میں کھلاتا ہوں ÷ أُطْعِمُ : میں کھلاتی ہوں ÷
نُطْعِمُ : ہم دو کھلاتے ہیں ÷ نُطْعِمُ : ہم دو کھلاتی ہیں ÷
نُطْعِمُ : ہم سب کھلاتے ہیں ÷ نُطْعِمُ : ہم سب کھلاتی ہیں ÷

حِصَان : گھوڑا ÷ خَيْلٌ : گھوڑے ÷ كُلٌّ : ہر ایک ÷
جَمِيْع : سب ÷ هٗ : اس (مذکر) کو ÷ هِيَ : وہ مؤنث ÷ هُوَ : وہ مذکر ÷
هَا : اس مؤنث کو ÷ يَوْم : دن ÷ اَيَّام جمع ÷ حَقْل : کھیت -
حُقُوْل جمع ÷

اردو میں ترجمہ کرو :-

(۱) ذٰلِكَ الْحِصَانُ الْعَجُوْزُ حِصَانِيْ ۔

(۲) أَنَا أُطْعِمُهُ كُلَّ يَوْمٍ ۔
(۳) أَنَا آخُذُهُ مَعِي ۔
(٤) ذٰلِكَ الْوَلَدُ يُطْعِمُ كَلْبِي الْكَبِيْرَ ۔
(٥) أُعْطِيْهِ كِتَابًا ۔ (٦) هٰذِهِ الْبِنْتَ اللَّطِيْفَةُ ۔ تَأْخُذُ قِطَّتِيْ ۔ (۷) سَتُطْعِمُهَا كُلَّ يَوْمٍ
(٨) اَلْحَقْلُ الْكَبِيْرُ هُنَاكَ ۔ (٩) أَعْطِنِيْ حِصَانَكَ ۔
(۱۰) أَنَا أُطْعِمُهُ (۱۱) كُلُّ رَجُلٍ طَيِّبٍ يُطْعِمُ حِصَانَهُ ۔

اردو ترجمہ :-

(۱) وہ بوڑھا گھوڑا میرا ہے ۔ (۲) میں اس کو ہر روز کھلاتا ہوں ۔ (۳) میں اس کو اپنے ساتھ لیتا ہوں ۔ (۴) وہ لڑکا میرے بڑے کتے کو کھلاتا ہے ۔ (۵) میں اس کو ایک کتاب دونگا ۔ (۶) یہ پاکیزہ لڑکی میری بلی لیگی ۔ (۷) وہ اس کو ہر روز کھلائیگی (۸) بڑا کھیت وہاں ہے ۔ (۹) مجھ کو اپنا گھوڑا دو ۔ (۱۰) میں اس کو کھلاؤں گا (۱۱) ہر بھلا آدمی اپنے گھوڑے کو کھلاتا پلاتا ہے ۔

تمرین ۱

عربی میں ترجمہ کرو :-

(۱) میں ہر روز اپنی بلی کو کھلاتا ہوں ۔ (۲) یہ بچہ اپنے گھوڑے کو کھلاتا ہے ۔ (۳) ہم دونوں کا کھیت یہاں اور تم دونوں کا وہاں ہے ۔ (۴) میرا قلم یہاں ہے، تمھارا قلم وہاں ہے ۔ (۵) وہ میرا ہے، یہ تیرا ہے ۔ (۶) وہ اس کو ہر روز کھلاتے ہیں ۔ (۷) وہ سب اپنے گھوڑے کو کھلاتی پلاتی ہیں ۔ (۸) مجھ کو یہ عمدہ گھوڑا دو ۔ وہ بڑا گھوڑا ان کا ہے ۔ (۹) اس لڑکی نے وہ گھوڑا پکڑا ۔ (۱۰) تو اپنے گھوڑے کو یہ عمدہ کھیت چراتا ہے ۔ (۱۱) وہ (مذکر) ۔ (۱۲) ان (مؤنث) کا ۔ (۱۳) وہ سب

گھوڑوں کو کھلاتی پلاتی ہیں۔ (۱۴) وہ گھوڑوں کو کھیت پر لے گیا اور ان کو کھلایا۔
(۱۰) بوڑھا گھوڑا کھیت میں ہے۔

عربی ترجمہ :-

(۱) أُطْعِمُ هِرَّتِيْ كُلَّ يَوْمٍ. (۲) هٰذَا الصَّبِيُّ يُطْعِمُ حِصَانَهُ. (۳) حَقْلُنَا هُنَا وَ حَقْلُكُمَا هُنَاكَ. (٤) قَلَمِيْ هُنَا وَ قَلَمُكَ هُنَاكَ. (٥) ذٰلِكَ خَاصَّتِيْ وَ هٰذَا لَكَ. (٦) هُمْ يُطْعِمُوْنَهُ كُلَّ يَوْمٍ. (۷) يُطْعِمْنَ حِصَانَهُنَّ. (۸) أَعْطِنِيْ هٰذَا الْحِصَانَ الظَّرِيْفَ (۹) ذٰلِكَ الْحِصَانُ الْكَبِيْرُ حِصَانُهُمْ. (۱۰) هٰذِهِ الْبِنْتُ أَخَذَتْ ذٰلِكَ الْحِصَانَ (۱۱) تُطْعِمُ حِصَانَكَ هٰذَا الْحَقْلَ الظَّرِيْفَ. (۱۲) هُوَ. (۱۳) لَهُنَّ۔ خَاصَّتُهُنَّ. (١٤) هِيَ تُطْعِمُ كُلَّ الْخَيْلِ. (۱۵) أَخَذَ الْخَيْلَ إِلَى الْحَقْلِ وَ أَطْعَمَهَا. (۱۶) اَلْحِصَانُ الْعَجُوْزُ فِي الْحَقْلِ.

اَلْبُرْعُوْمَةُ السَّادِسَةَ عَشَرَ

(۱) يَنْظُرُ: وہ دیکھتا ہے + يَنْظُرَانِ: وہ دو دیکھتے ہیں + يَنْظُرُوْنَ: وہ سب دیکھتے ہیں
(۲) تَنْظُرُ: وہ دیکھتی ہے + تَنْظُرَانِ: وہ دو دیکھتی ہیں + يَنْظُرْنَ: وہ سب دیکھتی ہیں
(۳) تَنْظُرُ: تو دیکھتا ہے + تَنْظُرَانِ: تم دو دیکھتے ہو + تَنْظُرُوْنَ: تم سب دیکھتے ہو۔
(۴) تَنْظُرِيْنَ: تو دیکھتی ہے + تَنْظُرَانِ: تم دو دیکھتی ہو + تَنْظُرْنَ: تم سب دیکھتی ہو۔
(۵) أَنْظُرُ: میں دیکھتا ہوں، دیکھتی ہوں + نَنْظُرُ: ہم دو یا سب دیکھتے ہیں +

(۶) نَظَرَ: اس نے دیکھا + خُبْزٌ۔ عَيْشٌ : روٹی + كَبِيْرٌ: بڑا + جِدًّا : بہت +
(۷) لَبَنٌ : دودھ + قَصِيْرٌ : چھوٹا + قَصِيْرَةٌ : چھوٹی + كَانَ : تھا +

اردو میں ترجمہ کرو :۔

(۱) ذٰلِكَ الرَّجُلُ الصَّالِحُ اَعْطَانِیْ هٰذِهِ الْكُتُبَ كُلَّهَا.
(۲) اَعْطَانِیْ تِلْكَ اَقْلَامَ اَيْضًا .
(۳) اَخَذْتُ كَلْبِی الْكَبِيْرَ اِلَى الْوَلَدِ الْفَقِيْرِ .
(۴) هُوَ يُطْعِمُهٗ . (۵) هَلْ عِنْدَكَ كِتَابٌ .
(۶) لَا ۔ عِنْدِیْ اَقْلَامٌ وَ طَرْبُوْشٌ لَطِيْفٌ .
(۷) طَرَابِيْشُنَا لَطِيْفَةٌ . (۸) هَلْ عِنْدَكَ حِصَانٌ ؟
(۹) نَعَمْ ، عِنْدِیْ حِصَانٌ كَبِيْرٌ .
(۱۰) نَأْخُذُهٗ اِلَى الْحَقْلِ .
(۱۱) اَيْنَ الْحَقْلُ ؟ (۱۲) هُوَ هُنَالِكَ .
(۱۳) هَلْ عِنْدَ الرَّجُلِ قَلَمٌ (۱۴) هَلِ الْقَلَمُ فِیْ يَدِهٖ ؟
(۱۵) نَعَمْ ، هُوَ فِیْ يَدِهٖ

اردو ترجمہ :۔

(۱) اس نیک آدمی نے مجھ کو یہ سب کتابیں دیں ۔ (۲) اس نے یہ قلم بھی مجھ کو دئے
(۳) میں اپنا بڑا کتا غریب لڑکے کے پاس لے گیا ۔ (۴) وہ اس کو کھلائے گا ۔
(۵) کیا تیرے پاس کوئی کتاب ہے ؟ (۶) نہیں میرے پاس قلم ہیں اور عمدہ ٹوپی ہے
(۷) ہماری ٹوپیاں نفیس ہیں ۔ (۸) کیا تیرے پاس گھوڑا ہے ؟
(۹) ہاں میرے پاس بڑا گھوڑا ہے ۔ (۱۰) ہم اسے کھیت کو لے جائینگے ۔
(۱۱) کھیت کہاں ہے ؟ (۱۲) وہ وہاں ہے ۔ (۱۳) کیا آدمی کے پاس قلم ہے ؟
(۱۴) کیا قلم اس کے ہاتھ میں ہے ۔ (۱۵) ہاں وہ اس کے ہاتھ میں ہے

تمرین ۱۶

عربی میں ترجمہ کرو :-

(۱) اس لڑکے کے پاس کتابیں ہیں ۔ (۲) غریب لڑکے کو ٹوپی دے ۔ (۳) کیا تیرے پاس ولایتی ٹوپی ہے ۔ (۴) ہاں میرے پاس ولایتی اور ترکی ٹوپیاں ہیں ۔ (۵) آدمی کھیت میں اپنے گھوڑوں کے ساتھ تھے ۔ (۶) کھیت کہاں ہے ؟ (۷) اس کا ہاتھ خوبصورت ہے ۔ (۸) کیا تیرے پاس ولایتی ٹوپی ہے ؟ (۹) نہیں بلکہ میرے پاس خوبصورت ترکی ٹوپی ہے ۔ (۱۰) میں غریب لڑکی کو کتاب دوں گا ۔ (۱۱) تمھارے گھوڑے کہاں ہیں ؟ (۱۲) ہمارے گھوڑے کھیت میں ہیں ۔ (۱۳) ہماری ترکی ٹوپیاں بڑی بڑی مگر پرانی ہیں ۔ (۱۴) میں نے اپنی ولایتی ٹوپی غریب آدمی کو دی ۔ (۱۵) آدمی کا کلہاڑا کہاں ہے ۔ (۱۶) بڑے آدمی نے وہ نیک لڑکے کو دے دیا ۔

عربی ترجمہ :-

(۱) هٰذَا الْوَلَدُ عِنْدَهُ كُتُبٌ (۲) اَعْطِ الْوَلَدَ الْمِسْكِيْنَ طَرْبُوْشًا ۔ (۳) هَلْ عِنْدَكَ بُرْنَيْطَةٌ ؟ (۴) نَعَمْ عِنْدِيْ بُرَانِيْطُ وَ طَرَابِيْشُ ۔ (۵) كَانَ الرِّجَالُ فِي الْحَقْلِ مَعَ خَيْلِهِمْ ۔ (۶) اَيْنَ الْحَقْلُ ۔ (۷) يَدُهُ ظَرِيْفَةٌ ۔ (۸) هَلْ عِنْدَهُمْ بُرْنَيْطَةٌ ؟ (۹) لَا ۔ بَلْ عِنْدِيْ طَرْبُوْشٌ ظَرِيْفٌ ۔ (۱۰) سَاُعْطِيْ كِتَابًا لِلْبِنْتِ الْمِسْكِيْنَةِ ۔ (۱۱) اَيْنَ خَيْلُكُمْ ۔ (۱۲) خَيْلُنَا فِي الْحَقْلِ ۔ (۱۳) طَرَابِيْشُنَا كَبِيْرَةٌ لٰكِنَّهَا قَدِيْمَةٌ ۔ (۱۴) اَعْطَيْتُ بُرْنَيْطَتِيْ لِلرَّجُلِ الْفَقِيْرِ ۔ (۱۵) اَيْنَ فَاْسُ الرَّجُلِ ۔ (۱۶) الرَّجُلُ الْكَبِيْرُ اَعْطَاهَا لِلْوَلَدِ الصَّالِحِ ۔

اَلدَّرْسُ السَّابِعَةُ عَشَرَ

(۱) يَذْهَبُ : وہ جاتا ہے ٭ تَذْهَبُ : وہ جاتی ہے۔

يَذْهَبَانِ : وہ دو جاتے ہیں ٭ تَذْهَبَانِ : وہ دو جاتی ہیں۔

يَذْهَبُوْنَ : وہ سب جاتے ہیں ٭ يَذْهَبْنَ : سب جاتی ہیں۔

(۲) تَذْهَبُ : تو جاتا ہے ٭ تَذْهَبِيْنَ : تو جاتی ہے۔

تَذْهَبَانِ : تم دو جاتے ہو ٭ تَذْهَبَانِ : تم دو جاتی ہو۔

تَذْهَبُوْنَ : تم سب جاتے ہو ٭ تَذْهَبْنَ : تم سب جاتی ہو۔

(۳) اَذْهَبُ : میں جاتا ہوں ٭ اَذْهَبُ : میں جاتی ہوں۔

نَذْهَبُ : ہم دو جاتے ہیں ٭ نَذْهَبُ : ہم دو جاتی ہیں۔

نَذْهَبُ : ہم سب جاتے ہیں ٭ نَذْهَبُ : ہم سب جاتی ہیں۔

مَرَّةً : ایک دفعہ ٭ بَحْرٌ : سمندر ۔ اَبْحُرٌ جمع۔

قِلْعٌ : بادبان ۔ قُلُوْعٌ جمع ٭ اَلْيَوْم : هٰذَا النَّهَارَ : آج۔

مَرْكَبٌ : جہاز ۔ مَرَاكِبُ جمع ٭ بَعِيْد : دور

قَرِيْبًا : نزدیک ٭ حَبْلٌ : رسا ۔ حِبَالٌ : رسے

طَوِيْلٌ : لمبا ٭

اردو میں ترجمہ کرو :۔

(۱) ذَهَبْنَا مَرَّةً لِنَنْظُرَ مَرْكَبًا . (۲) كَانَ هُوَ عَلَى الْبَحْرِ الْكَبِيْرِ بَعِيْدًا . (۳) هُنَاكَ كَانَ رِجَالٌ بِحِبَالِهِمِ الطَّوِيْلَةِ . (٤) نَظَرْنَا قُلُوْعًا كَبِيْرًا اَيْضًا . (٥) كَانَ هٰذَا مَرْكَبًا كَبِيْرًا لَطِيْفًا جِدًّا . (٦) هُنَاكَ كَانَتْ مَرَاكِبُ كَبِيْرَةٌ . (۷) سَتَذْهَبُوْنَ مَعَ هٰذَا الرَّجُلِ

لِتَنْظُرُوْهُمْ (۸) تَاْخُذُوْنَ مَعَكُمْ كُتُبَنَا وَ كِلَابَنَا.

اردو ترجمہ :-

(۱) ہم ایک دفعہ ایک جہاز دیکھنے گئے۔ (۲) وہ دُور بڑے سمندر پر تھا۔ (۳) وہاں کچھ لوگ اپنے لمبے لمبے رسے لئے ہوئے تھے۔ (۴) ہم نے بڑے بڑے بادبان بھی دیکھے۔ (۵) یہ جہاز بہت بڑا اور خوب تھا۔ (۶) وہاں بڑے بڑے جہاز تھے۔ (۷) تم اس نیک مرد کے ساتھ ان کو دیکھنے جاؤ گے۔ (۸) تم ہماری کتابیں اور ہمارے کتے اپنے ساتھ لے جاؤ گے +

عربی میں ترجمہ کرو :-

(۱) ایک دفعہ بڑا آدمی سمندر دیکھنے گیا۔ (۲) اس نے مجھ کو اپنے ساتھ لیا۔ (۳) ہم نے ایک بڑا جہاز دیکھا۔ (۴) وہاں کچھ آدمی لمبے لمبے رسے لئے ہوئے تھے۔ (۵) انہوں نے مجھ کو رسے دئے۔ (۶) جہازوں کے بادبان ہیں۔ (۷) میں سب لڑکوں کے ساتھ ان کو دیکھنے جاؤنگا۔ (۸) جہاز دور سمندر پر تھے۔ (۹) وہ بہت بڑے ہیں۔ (۱۰) وہ آج اپنے کھیتوں کو دیکھنے جائینگے۔ (۱۱) کیا جہاز دُور ہیں ؟

عربی ترجمہ :-

(۱) مَرَّةً ذَهَبَ الرَّجُلُ الْكَبِيْرُ لِيَنْظُرَ الْبَحْرَ. (۲) اَخَذَنِي مَعَهُ. (۳) نَظَرْنَا مَرْكَبًا كَبِيْرًا. (٤) هُنَالِكَ كَانَ رِجَالٌ بِحِبَالٍ طَوِيْلَةٍ. (٥) اَعْطَوْنِي حِبَالًا - (٦) اَلْمَرَاكِبُ لَهَا قُلُوْعٌ. (٧) سَاَذْهَبُ مَعَ كُلِّ الْاَوْلَادِ لِاَنْظُرَهَا. (٨) اَلْمَرَاكِبُ كَانَتْ عَلَى الْبَحْرِ بَعِيْدًا. (٩) هِيَ كَبِيْرَةٌ جِدًّا. (١٠) هُمْ يَذْهَبُوْنَ الْيَوْمَ لِيَنْظُرُوْا حُقُوْلَهُمْ. (١١) هَلِ الْمَرَاكِبُ بَعِيْدَةٌ.

اَلدُّرُوْسُ الْعَرَبِيَّة

مُرَخِّصَاتُ الْإِفْطَارِ

أَحْمد : بَيَّنْتَ لِي مَعْنَى الصَّوْمِ وَ شُرُوطَهُ، فَلِمَاذَا أَرَى أُنَاسًا كِبَارًا غَيْرَ صَائِمِيْنَ.

عَلِيٌّ : هُنَاكَ أَعْذَارٌ تُبِيحُ الْإِفْطَارَ لِبَعْضِ النَّاسِ وَ هُمْ :

ا : اَلْمَرْضَى ، فَيَجُوزُ الْإِفْطَارُ لِمَنْ خَافَ أَنْ يَتَعَرَّضَ جِسْمُهُ لِلْمَرَضِ ، أَوْ يُبْطِئَ شِفَاءُهُ ، أَوْ يَزِيدَ مَرَضُهُ ، إِذَا غَلَبَ عَلَى ظَنِّهِ بِتَجْرِبَةٍ ، أَوْ بِإِخْبَارِ طَبِيبٍ مُسْلِمٍ مَاهِرٍ ، أَنَّ صَوْمَهُ يُؤَدِّي إِلَى ضَعْفِهِ أَوْ مَوْتِهِ ، وَ مِثْلُ الْمَرِيضِ الْعَامِلُ وَ الْخَادِمُ ، إِذَا خَافَا عَلَى نَفْسَيْهِمَا ضَعْفًا أَوْ عَجْزًا عَنِ الْعَمَلِ ، وَ عَلَى الْجَمِيعِ الْقَضَاءُ عِنْدَ الْقُدْرَةِ ، قَالَ تَعَالَى : (فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ).

۲ : اَلْمُسَافِرُونَ : فَإِذَا سَافَرَ الصَّائِمُ سَفَرًا طَوِيلًا[۱]

---

(۱) يُقَدَّرُ السَّفَرُ الطَّوِيلُ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ بِالْمَشْيِ عَلَى الْأَقْدَامِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، وَ يَكْفِي الْمَشْيُ مِنَ الصَّبَاحِ إِلَى الزَّوَالِ ، وَ يُقَدَّرُ عِنْدَ غَيْرِهِ بِنَحْوِ ثَمَانِيْنَ الْفِ مِتْرٍ

جَازَ اَنْ يُفطِرَ، لِمَا فِي السَّفَرِ مِنَ الْمَشَقَّةِ،
وَ عَلَيْهِ الْقَضَاءُ بَعْدَ الْإِقَامَةِ، لٰكِنْ إِذَا
خَلَا السَّفَرُ مِنَ الْمَشَقَّةِ، فَالصَّوْمُ خَيْرٌ لِلْمُسَافِرِ
قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: (وَ اَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَكُمْ).

۳۔ اَلْحَامِلُ وَ الْمُرْضِعُ: إِذَا خَافَتَا عَلَى النَّفْسِ
اَوِ الْوَلَدِ اَفْطَرَتَا وَ عَلَيْهِمَا الْقَضَاءُ (۱)

۴۔ اَلشُّيُوخُ: يَجُوزُ لِلْكَبِيرِ، الَّذِي زَادَتْ سِنُّهُ
عَلَى خَمْسِينَ سَنَةً، وَ لَا يَسْتَطِيعُ الصَّوْمَ اَنْ
يُفْطِرَ، وَ عَلَيْهِ اَنْ يُطْعِمَ عَنْ كُلِّ يَوْمٍ مِسْكِينًا،
فَإِنْ عَجَزَ عَنِ الْفِدَاءِ طَلَبَ مِنَ اللّٰهِ الْمَغْفِرَةَ.

۵۔ اَلْجَائِعُ وَ الْعَطْشَانُ: إِذَا جَاعَ الصَّائِمُ اَوْ
عَطِشَ، وَ خَافَ الْمَرَضَ اَوْ نُقْصَانَ الْعَقْلِ،

(۱) إِذَا خَافَتِ الْحَامِلُ وَ الْمُرْضِعُ عَلَى الْوَلَدِ فَقَطْ، فَعَلَيْهِمَا الْقَضَاءُ
وَ الْكَفَّارَةُ فِي مَذْهَبِ الشَّافِعِيِّ.
وَ الْكَفَّارَةُ اَنْ تُطْعِمَ مِسْكِينًا عَنْ كُلِّ يَوْمٍ.

اَفْطَرَ ، وَ عَلَيْهِ الْقَضَاءُ .

اَسْئِلَةٌ

۱- مَتَى يُبَاحُ الإِفْطَارُ لِلْمَرِيْضِ ؟

۲- اَخْبَرَ الصَّائِمَ طَبِيْبٌ غَيْرُ مَاهِرٍ بِاَنَّ مَرَضَهُ يُضْعِفُهُ ، فَهَلْ يُفْطِرُ ؟

۳- مَاذَا عَلَى الشَّيْخِ الْكَبِيْرِ لَوْ اَفْطَرَ ؟

۴- هَلْ يَجُوْزُ لِلْفَعَلَةِ اَنْ يُفْطِرُوْا ؟ فِي اَيِّ الاَحْوَالِ ؟

ترجمہ :-

افطار کی رخصت کے موقعے

احمد :- تم نے روزے کا مطلب اور اس کی شرطیں تو مجھ سے بیان کر دیں۔ مگر اس کا کیا سبب کہ میں کچھ بڑی عمر کے لوگوں کو بے روزہ دیکھا کرتا ہوں ؟

علی : کچھ ایسے عذر ہیں جو بعض لوگوں کے لئے روزہ نہ رکھنا روا کر دیتے ہیں۔ اور وہ لوگ یہ ہیں :-

۱- بیمار : پس روزہ نہ رکھنا اس شخص کو جائز ہے جو اس سے ڈرتا ہے کہ اس کے جسم کو بیماری لگ جائیگی یا اسکو شفا دیر سے ہوگی ، یا اس کا مرض بڑھ جائیگا، جب تجربہ سے یا ماہر مسلمان حکیم کے بتانے سے اس کے ظن پر یہ بات غالب ہو جائے کہ اس کا روزہ اس کو کمزوری یا موت تک پہنچا دے گا - اور مریض کی طرح مزدور یا نوکر بھی جب اپنی جانوں پر کمزوری یا کام نہ کر سکنے کا اندیشہ کریں تو سب کو قدرت حاصل ہو جانے کے وقت قضا واجب ہے - اللہ تعالےٰ نے فرمایا : (پس جو کوئی تم میں سے بیمار ہو یا سفر پر ہو تو کسی اور دنوں میں (روزے رکھ کر) گنتی پوری کر لے)

۲۔ مسافر: روزے دار کو، جب وہ لمبا سفر کرے، تو جائز ہے کہ روزہ نہ رکھے۔ کیونکہ سفر میں مشقت ہوتی ہے اور اقامت کے بعد اس پر قضا واجب ہے۔ لیکن جب سفر مشقت سے خالی ہو تو روزہ مسافر کے لئے بہتر ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا:

(اور روزہ رکھنا تمھارے لئے بہتر ہے)۔

نوٹ: امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک سفر دراز کا اندازہ ۳ دن پیدل چلنے سے کیا جاتا ہے۔ اور صبح سے زوال تک چلنا کافی ہے۔ اور دوسروں کے نزدیک تقریباً ۸۰ ہزار میٹر کی مسافت سفر طویل ہے۔

۳۔ حاملہ اور دودھ پلانے والی: جب انھیں اپنے آپ کو یا اپنے بچے کو ضرر پہنچنے کا خوف ہو تو روزہ نہ رکھیں اور ان پر قضا واجب ہے۔

نوٹ: جب حاملہ اور دودھ پلانے والی کو صرف بچے کو ضرر پہنچنے کا خدشہ ہو امام شافعی کے مذہب میں ان پر قضا اور کفارہ (دونوں) ہیں۔

تصویر

بڑی عمر کا بوڑھا

۴۔ بوڑھے: بڑا بوڑھا، جس کا سن پچاس سے اوپر ہو، اور روزہ نہ رکھ سکے تو اس کو روزہ نہ رکھنا جائز ہے، اور اس پر ہر روز ایک مسکین کو کھانا دینا واجب۔ اور اگر وہ فدیہ دینے سے عاجز ہو تو اللہ تعالےٰ سے مغفرت مانگا کرے۔

۵۔ بھوکا پیاسا: جب روزے دار کو بھوک یا پیاس لگے اور اس کو مرض یا نقصانِ عقل کا اندیشہ ہو تو افطار کرے اور اس پر قضا واجب ہے۔

سوالات

(۱) بیمار کو روزہ نہ رکھنا کب مباح ہوتا ہے؟

(۲) بیمار کو اناڑی طبیب نے بتایا کہ اس کا مرض اس کو کمزور کر دے گا تو کیا وہ روزہ نہ رکھے

(۳) اگر بڑا بوڑھا روزہ نہ رکھے تو اس پر کیا واجب ہے؟

(۴) کیا مزدوروں کو روزہ نہ رکھنا جائز ہے ؟ کن حالات میں ؟

سَلِيمٌ يُشْعِلُ شَمْعَةً

١ـ سَلِيمٌ يَأْخُذُ عُلْبَةَ الْكِبْرِيتِ مِنْ جَرَّارِ الطَّاوِلَةِ. يَفْتَحُهَا. يَتَنَاوَلُ مِنْهَا عُودًا. يَسْحَبُ طَرَفَهُ عَلَى الْجُزْءِ الْمُرَمَّلِ مِنَ الْعُلْبَةِ. يَتَّقِدُ الْفُوسْفُورُ ثُمَّ الْكِبْرِيتُ. ثُمَّ يَشْتَعِلُ الْعُودُ.

٢ـ أَدْنَى الْعُودَ إِلَى فَتِيلَةِ الشَّمْعَةِ، فَاشْتَعَلَتْ وَ أَضَاءَتْ. ذَابَ الشَّحْمُ وَ سَالَ. تُطْفَأُ الشَّمْعَةُ بِالنَّفْخِ. هَا أَنَا ذَا أَنْفُخُ. اِنْطَفَأَتِ الشَّمْعَةُ.

سلیم موم بتی روشن کرتا ہے

(۱) سلیم دیا سلائی کی ڈبیا ٹیبل کے ڈرائر سے لیتا ہے۔ اسکو کھولتا ہے۔ اس سے ایک سلائی لیتا ہے۔ اسکو ڈبیا کے ریت والے حصہ پر گھستا ہے، (پہلے) فاسفورس سلگتا ہے پھر گندھک، پھر لکڑی جل اُٹھتی ہے۔

(۲) دیا سلائی کو موم بتی کے دھاگے کے قریب کیا، اسکو آگ لگی اور وہ روشن ہو گیا۔ چربی پگھلی اور بہی۔ موم بتی پھونک مار کر بجھائی جاتی ہے۔ ایلو۔ میں پھونک مارتا ہوں۔ موم بتی بجھ گئی۔

فَارِسُ يَجْمَعُ الرُّقُومَ عَلَى اللَّوْحِ الْأَسْوَدِ

١ـ يَخْرُجُ فَارِسُ مِنْ مَقْعَدِهِ. يَتَّجِهُ إِلَى اللَّوْحِ الْأَسْوَدِ يَدْنُو مِنَ اللَّوْحِ. يَصِلُ إِلَى اللَّوْحِ. يَرْفَعُ يَدَهُ الْيُمْنَى.

يَأْخُذُ خِرْقَةً . يَمْحُو بِهَا الْمَكْتُوبَ عَلَى اللَّوْحِ . يُعِيدُ الْخِرْقَةَ إِلَى مَحَلِّهَا .

۲ ۔ يَتَنَاوَلُ طَبْشُورَةً . يَكْتُبُ أَرْقَامًا يَعْمَلُ جَمْعًا . يَحْسُبُ بِصَوْتٍ عَالٍ . يَقُولُ : أَرْبَعَةٌ وَ اِثْنَانِ، سِتَّةٌ . سِتَّةٌ وَ ثَلَاثَةٌ تِسْعَةٌ . تِسْعَةٌ وَ خَمْسَةٌ أَرْبَعَةَ عَشَرَ . يُقَيِّدُ الْحَاصِلَ أَرْبَعَةَ عَشَرَ .

فارس رقموں کو تختۂ سیاہ پر جمع کرتا ہے

۱ ۔ فارس اپنی بنچ سے نکلتا ہے ۔ تختۂ سیاہ کا رخ کرتا ہے ۔ تختہ کے قریب ہوتا ہے ۔ تختہ تک پہنچ جاتا ہے ۔ اپنا دایاں ہاتھ اٹھاتا ہے ۔ دھجی لیتا ہے ۔ اس سے بورڈ پر لکھا ہوا مٹاتا ہے ۔ دھجی کو اسکی جگہ پر پھر رکھ دیتا ہے ۔

۲ ۔ چاک کا ایک ٹکڑا لیتا ہے ۔ کچھ رقمیں لکھتا ہے ۔ جمع کرتا ہے ۔ اونچی آواز سے حساب کرتا ہے ، کہتا ہے : ۴ اور ۲ = ۶ + ۶ اور ۳ ، ۹ + ۹ اور ۵ ، ۱۴ + حاصل جمع ۱۴ تحریر کرتا ہے ۔

حَلِيمٌ يَشْرَبُ قَدَحَ مَاءٍ مُحَلًّى بِالسُّكَّرِ

۱ ۔ حَلِيمٌ أَخَذَ إِبْرِيقَ مَاءٍ . صَبَّ مَاءً فِي قَدَحٍ . أَلْقَى السُّكَّرَ فِي الْقَدَحِ . حَرَّكَ السُّكَّرَ بِمِلْعَقَةٍ . ذَابَ السُّكَّرُ . مَا زَالَ يُحَرِّكُ حَتَّى مَا عَادَ شَاهَدَ أَثَرًا لِلسُّكَّرِ . شَرِبَ جُرْعَةً ثُمَّ جُرْعَتَيْنِ ثُمَّ ثَلَاثًا .

۲ ۔ شَرِبَ كُلَّ مَا فِي الْقَدَحِ ۔ كَانَ الْمَاءُ حُلْوًا . فَرَغَ الْقَدَحُ . اِلْتَذَّ حَلِيمٌ . شُرْبُ الْمَاءِ الْمُحَلَّى بِالسُّكَّرِ يُؤَدِّي

إِلَى السِّمَنِ . اَلسِّمَنُ الْمُفْرِطِ حِمْلٌ ثَقِيْلٌ عَلَى الْوَلَدِ .

حلیم پانی کا پیالہ کھانڈ سے میٹھا کیا ہوا پیتا ہے

۱۔ حلیم نے پانی کا جگ لیا۔ پانی ایک پیالے میں ڈالا۔ کھانڈ پیالے میں ڈالی۔ کھانڈ ایک چمچے سے ہلائی۔ کھانڈ گھلی۔ وہ ہلاتا رہا یہانتک کہ پھر کھانڈ کا اس نے کوئی نشان نہ دیکھا۔ ایک گھونٹ پیا۔ پھر دو گھونٹ۔ پھر تین۔

۲۔ جو کچھ پیالے میں تھا سب پی لیا۔ پانی میٹھا تھا۔ پیالہ خالی ہوا۔ حلیم نے لذت پائی۔ کھانڈ سے شیریں کیا ہوا پانی موٹا کر دیتا ہے۔ زیادہ موٹاپا لڑکے پر بھاری بوجھ ہے

سَعِيد يَفْتَحُ الْبَابَ لِرَشِيد

۱۔ رَشِيْدٌ يَطْرُقُ الْبَابَ . اَلْبَابُ مُقْفَلٌ . رَشِيْدٌ لَا يَسْتَطِيْعُ دُخُولًا . رُحْ يَا سَعِيْدُ ! اِفْتَحِ الْبَابَ لِرَشِيْدٍ . سعيد يَتْرُكُ مَقْعَدَهٗ . يَتَّجِهُ إِلَى الْبَابِ .

۲۔ هَا قَدْ وَصَلَ إِلَى الْبَابِ . يَرْفَعُ يَدَهٗ . يَتَنَاوَلُ الْمِفْتَاحَ بَيْنَ أَصَابِعِهٖ . يُبْرِمُ الْمِفْتَاحَ فِي الْقُفْلِ يَخْرُجُ لِسَانُ الْقُفْلِ . يَدْفَعُ سَعِيد الْبَابَ . يَنْفَتِحُ الْبَابُ . يَدْخُلُ رَشِيْدٌ إِلَى الْمَدْرَسَةِ . يُقْفِلُ سَعِيد الْبَابَ بِالْمِفْتَاحِ . يَعُوْدُ إِلَى مَكَانِهٖ .

سعید رشید کے لئے دروازہ کھولتا ہے

۱۔ رشید دروازہ کھٹکھٹاتا ہے۔ دروازے کو قفل لگا ہے۔ رشید اندر نہیں آسکتا۔ سعید! جا رشید کے واسطے دروازہ کھول۔ سعید اپنی جگہ چھوڑتا۔ دروازے کا رُخ کرتا ہے۔

۲۔ لو دروازے تک جا پہنچا۔ اپنا ہاتھ اونچا کرتا ہے۔ چابی اپنی انگلیوں میں پکڑتا ہے۔

[illegible]

قفل کی جیبھ نکلتی ہے۔ سعید دروازے کو دھکیلتا ہے۔ دروازہ کھلتا ہے۔ رشید مدرسہ کے اندر جاتا ہے۔ رشید چابی سے دروازہ کو قفل لگاتا ہے۔ اپنی جگہ پر لوٹ آتا ہے۔

اَسْمَاءُ تَغْسِلُ يَدَيْهَا

۱۔ وَسَّخَتْ اَسْمَاءُ يَدَيْهَا، فَاَمَرَتْهَا الْمُعَلِّمَةُ بِاَنْ تَغْسِلَهُمَا. ذَهَبَتْ تَطْلُبُ اِبْرِيْقَ مَاءٍ. جَاءَتْ بِطَسْتٍ وَ صَابُوْنَةٍ وَ مِنْشَفَةٍ.

۲۔ اَوَّلُ مَا عَمِلَتْهُ اَنَّهَا تَنَاوَلَتِ الْاِبْرِيْقَ. صَبَّتْ مَاءً فِي الطَّسْتِ. اَعَادَتِ الْاِبْرِيْقَ اِلَى الْاَرْضِ. اَخَذَتِ الصَّابُوْنَةَ وَ بَلَّتْهَا بِالْمَاءِ وَ فَرَكَتْهَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَ رَدَّتْهَا اِلٰى مَكَانِهَا بِجَانِبِ الطَّسْتِ. ثُمَّ اَخَذَتْ تَفْرُكُ يَدَيْهَا وَاحِدَةً بِالْاُخْرٰى فَرْكًا قَوِيًّا. لَمَّا فَرَغَتْ غَمَسَتْهُمَا بِالْمَاءِ نَشَّفَتْهُمَا بِمِنْشَفَةٍ. كَبَّتِ الْمَاءَ الْمُوَسَّخَ مِنَ الطَّسْتِ.

اسماء اپنے ہاتھ دھوتی ہے

۱۔ اسماء نے اپنے ہاتھ میلے کر لئے۔ استانی جی نے اسے ان کے دھونے کو کہا۔ وہ پانی کا لوٹا لینے گئی۔ طشت، تولیہ اور صابون لائی۔

۲۔ اس نے پہلے یہ کام کیا کہ لوٹا پکڑا۔ پانی طشت میں ڈالا۔ لوٹا پھر زمین پر رکھا۔ صابون لیا، اس کو پانی سے گیلا کیا۔ اپنے ہاتھوں پر ملا اور اس کو طشت کے ایک طرف اس کی جگہ پر رکھا۔ پھر اپنے دونوں ہاتھ ایک دوسرے سے زور زور سے ملنے لگی۔ فارغ ہو کر انھیں پانی میں ڈبویا۔ تولئے سے ان کو پونچھا۔ طشت سے میلا پانی انڈیل دیا۔

(۱۶۶)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم: اِذَا مَاتَ اَحَدُکُمْ، فَاِنَّهٗ یُعْرَضُ عَلَیْهِ مَقْعَدُهٗ بِالْغَدَاوَةِ وَ الْعَشِیِّ، فَاِنْ کَانَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَمِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ، وَاِنْ کَانَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَمِنْ اَهْلِ النَّارِ ۔

ترجمہ: از عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہا، پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی مرتا ہے تو اس پر صبح و شام اسکا ٹھکانا پیش کیا جاتا ہے۔ اگر وہ جنتیوں میں سے ہوتا ہے تو جنت والوں کا، اگر دوزخیوں میں سے ہوتا ہے تو دوزخ والوں کا۔

ذکرہ البخاری فی باب ماجاء فی صفة الجنّة.

(۱۶۷)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ علیہ وسلم قَالَ: یَعْقِدُ الشَّیْطَانُ عَلٰی قَافِیَةِ رَاْسِ اَحَدِکُمْ اِذَا هُوَ نَامَ ثَلَاثَ عُقَدٍ، یَضْرِبُ عَلٰی کُلِّ عُقْدَةٍ مَکَانَهَا: عَلَیْكَ لَیْلٌ طَوِیْلٌ فَارْقُدْ، فَاِنِ اسْتَیْقَظَ، فَذَکَرَ اللّٰهَ، انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَاِنْ تَوَضَّاَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَاِنْ صَلّٰی انْحَلَّتْ عُقَدُهٗ کُلُّهَا فَاَصْبَحَ نَشِیْطًا طَیِّبَ النَّفْسِ، وَاِلَّا اَصْبَحَ خَبِیْثَ النَّفْسِ کَسْلَانَ ۔

ترجمہ: از ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ، روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شیطان تم میں سے ہر ایک کے سر کی گدی پر جب وہ سوتا ہے تین گانٹھیں دیتا ہے۔ تھپکتا ہے ہر گرہ پر اسکی جگہ کہ تیرے لئے بہت رات پڑی ہے پس سو یا رہ' پھر اگر وہ جاگ اٹھتا ہے اور اللہ کو یاد کرتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے۔ اگر وہ وضو کرتا ہے تو ایک گرہ اور کھل جاتی ہے، پھر اگر وہ نماز پڑھتا ہے تو اس کی ساری گانٹھیں کھل جاتی ہیں اور وہ چست و چالاک اور پاکیزہ دل ہو جاتا ہے۔ ورنہ وہ گندہ دل اور سستی کی حالت میں صبح کرتا ہے۔

ذکرہ البخاری فی باب صفۃ ابلیس وجنودہ۔

(۱۶۸)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہ علیہ وسلم اَنَّہٗ قَالَ: اَمَا اِنَّ لِاَحَدِکُمْ اِذَا اَتٰی اَھْلَہٗ وَقَالَ: بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا، فَرُزِقَا وَلَدًا لَمْ یَضُرَّہُ الشَّیْطَانُ۔

ترجمہ: روایت ہے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے۔ روایت کیا نبی خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سن رکھو کہ تم میں سے ایک جب اپنی بیوی کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے: بنام خدا۔ اے اللہ! دور رکھ ہم سے شیطان کو اور دور رکھ شیطان کو اس سے جو تو نے ہم کو دیا۔ تو ان (میاں بیوی) کو ایسا بچہ عطا ہوتا ہے جس کو شیطان نے ضرر نہ پہنچایا ہو۔

تشریحات:

اَمَا: اداۃ استفتاح بمنزلہ اَلَا۔ المغنی میں ہے کہ اَمَا دو وجہ پر آتا ہے۔ ایک یہ کہ حرف استفتاح ہوتا ہے بمنزلہ اَلَا اور ... اس کا استعمال قسم کے شروع میں ہوتا ہے

کقولہ: اَمَا وَالَّذِی اَبْکٰی وَ اَضْحَکَ وَالَّذِی
اَمَاتَ وَ اَحْیَا وَالَّذِی اَمْرُهُ الاَمْرُ

دوسرا یہ کہ حَقًّا کے معنے میں ہو، یہ بھی حرف ہوتا ہے۔ ہمزہ استفہام کے ساتھ علیٰ خلافٍ فی ذٰلک۔ اس کے بعد بھی حقًا کی طرح اَنَّ مفتوح آتا ہے۔ یہ ابن خروف کے نزدیک حرف ہے اور اس کو اس نے اَنَّ اور اسکے دونو معمولوں کے ساتھ ایسا کلام قرار دیا ہے جو حرف و اسم سے مرکب ہوتا ہے جیسے یا زید۔ بعض نے کہا: یہ اسم ہے بمعنی حقًا۔ اور بعض نے کہا: یہ دو کلمے ہیں، ہمزۂ استفہام اور مَا اسم بمعنی شَیْ۔ اَیْ ذٰلِکَ الشَّیْءُ حَقٌّ۔

هٰذَا الْحَدِیْث ذکرہ البخاری فی باب صفة ابلیس ایضا۔

(۱۶۹)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ علیہ وسلم: اِذَا طَلَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَدَعُوا الصَّلٰوةَ حَتّٰی تَبْرُزَ. وَ اِذَا غَابَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَدَعُوا الصَّلٰوةَ حَتّٰی تَغِیْبَ، وَلَا تَحَیَّنُوْا بِصَلَاتِکُمْ طُلُوْعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوْبَهَا، فَاِنَّهَا تَطْلُعُ بَیْنَ قَرْنَیْ شَیْطَانٍ اَوِ الشَّیْطَانِ، لَا اَدْرِیْ اَیَّ ذٰلِکَ قَالَ ہ

ترجمہ: از ابن عمر رضی اللہ عنہما، کہا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب آفتاب کا کنارہ نمودار ہو تو اس کے ظاہر ہو جانے تک نماز کو چھوڑے رہو اور جب آفتاب کا کنارہ غائب ہونے لگے تو اس کے غائب ہو جانے تک نماز کو متروک رکھو اور نہ ٹھہراؤ وقت اپنی نماز کا طلوع آفتاب اور غروب آفتاب، کیونکہ وہ طلوع کرتا ہے شیطان کے دو سینگوں کے یا الشیطان کے دو سینگوں کے بیچ۔ میں نہیں جانتا ان دونوں میں سے کونسا لفظ فرمایا

تشریحات :-

دَعُوا الصَّلٰوۃَ : اُترُکُوا الصَّلٰوۃَ ۔

حَتّٰی تَبْرُزَ : تَظْھَرَ ۔

لَا تَحَیَّنُوا : لَا تقصدوا بصلوٰتکم ۔

بَیْنَ قَرْنَیْ شَیْطَانٍ : جَانِبَیْ رَاْسِہٖ ۔

ذکرہ البخاری فی صفۃ ابلیس وجنودہ ۔

(۱۷۰)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عنہ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلّی اللّٰہُ علیہ وسلّم : یَاْتِی الشَّیْطٰنُ اَحَدَکُمْ، فَیَقُوْلُ : مَنْ خَلَقَ کَذَا ؟ مَنْ خَلَقَ کَذَا ؟ حَتّٰی یَقُوْلَ مَنْ خَلَقَ رَبَّکَ ؟ فَاِذَا بَلَغَہٗ فَلْیَسْتَعِذْ بِاللّٰہِ وَلْیَنْتَہِ ۔

ترجمہ : از ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، کہا : پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : شیطان تم میں سے ایک کے پاس آکر کہتا ہے : یہ کس نے پیدا کیا ؟ وہ کس نے پیدا کیا ؟ یہانتک کہ کہنے لگتا ہے : تیرے رب کو کس نے پیدا کیا ؟ جب شیطان اس حد تک پہنچ جائے تو اللہ کی پناہ مانگنی چاہیئے اور باز رہنا چاہیئے (شیطان کی اس چال کے ساتھ چلنے سے) ۔

(فی باب صفۃ ابلیس وجنودہ ایضاً)

(۱۷۱)

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلّم قَالَ : اطَّلَعْتُ فِی الْجَنَّۃِ، فَرَاَیْتُ اَکْثَرَ اَھْلِھَا الْفُقَرَاءَ، وَاطَّلَعْتُ فِی النَّارِ، فَرَاَیْتُ اَکْثَرَ اَھْلِھَا النِّسَاءَ ۔

ترجمہ: - از عمران بن حُصین، از نبی خدا صلی اللہ علیہ وسلم، فرمایا: میں نے جھانک کر دیکھا جنت میں تو دیکھا زیادہ تر اہل جنت فقرار کو، اور میں نے دوزخ میں جھانک کر دیکھا تو دیکھا زیادہ تر اہل دوزخ نسار کو +

تشریحات: -

عمران بن حصین: ان کے ذکر کے وقت دعا مقبول ہوتی ہے - فرشتے ان کی زیارت کو آیا کرتے تھے، ان کو بواسیر کا مرض تھا، نبی خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے دعاءِ شفا کے طالب ہوئے۔ آنحضرتؐ نے دعا فرمائی، خدائے پاک نے شفار عطا فرمائی، فرشتوں کا آنا موقوف ہوگیا - پھر دوبارہ ملتمس ہوئے کہ دعا فرمائیے کہ خدا دوبارہ وہی مرض بھیج دے - دوبارہ یہ مرض عارض ہوگیا تو پھر فرشتے زیارت کرنے لگے +

(۱۷۲)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ (رض) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم: اَوَّلُ زُمْرَۃٍ تَلِجُ الْجَنَّۃَ صُوْرَتُھُمْ عَلٰی صُوْرَۃِ الْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ، لَا یَبْصُقُوْنَ فِیْھَا وَ لَا یَمْتَخِطُوْنَ وَ لَا یَتَغَوَّطُوْنَ، آنِیَتُھُمْ فِیْھَا الذَّھَبُ، وَ اَمْشَاطُھُمْ مِنَ الذَّھَبِ وَ الْفِضَّۃِ، وَ مَجَامِرُھُمُ الْاَلُوَّۃُ، وَ رَشْحُھُمُ الْمِسْکُ، وَ لِکُلِّ وَاحِدٍ مِنْھُمْ زَوْجَتَانِ یُرٰی مُخُّ سُوْقِھِمَا مِنْ وَّرَاءِ اللَّحْمِ مِنَ الْحُسْنِ، لَا اخْتِلَافَ بَیْنَھُمْ وَ لَا تَبَاغُضَ، قُلُوْبُھُمْ قَلْبُ وَّاحِدٍ، یُسَبِّحُوْنَ اللّٰہَ بُکْرَۃً وَّ عَشِیًّا +

ترجمہ: - از ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، کہا: پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا اُن کی صورتیں چودھویں کے چاند کی سی ہونگی، نہ تو وہ اس میں تھوکینگے، اور نہ ان کی ناک بہے گی، اور نہ انھیں پاخانے کی حاجت ہوگی، ان کے باسن اس میں سونے کے ہونگے، ان کی کنگھیاں اس میں سونے اور چاندی کی ہونگی، اور انگیٹھیاں عود ہندی کی ہونگی، اور ان کا پسینہ مشک ، اور ہر ایک کی ان میں سے دو بیویاں ہونگی جن کی پنڈلیوں کا گودا حسن کی وجہ سے گوشت کے پیچھے سے دکھائی دیگا نہ ان میں کوئی اختلاف ہوگا اور نہ آپس میں کوئی بَیر ہوگا، ان کے دل ایک کے دل کی مانند ہونگے، صبح و شام اللہ کی تسبیح کرینگے۔

ذکرہ البخاری فی صفۃ الجنۃ و انہا مخلوقۃ"

(۱۷۳)

عَنْ اَنَسٍ (رض) بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وسلم قَالَ : اِنَّ فِی الْجَنَّۃِ لَشَجَرَۃً، یَسِیْرُ الرَّاکِبُ فِیْ ظِلِّھَا مِائَۃَ عَامٍ لَا یَقْطَعُھَا +

ترجمہ : انس (رض) بن مالک سے روایت ہے، انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، فرمایا : بیشک جنت میں ایک پیڑ ہے جس کے سائے میں سوار سو برس تک چلتا رہے گا اور اس کو قطع نہ کر سکے گا۔

(۱۷۴)

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِیْجٍ (رض) سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہ علیہ وسلم یَقُوْلُ : اَلْحُمّٰی مِنْ فَوْرِ جَھَنَّمَ فَابْرُدُوْھَا عَنْکُمْ بِالْمَاءِ +

ترجمہ : رافع بن خدیج (رض) سے روایت ہے، انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو

فرماتے سنا: تپ جہنم کے جوش کی وجہ سے ہے پس تم اس کو اپنے سے پانی سے ٹھنڈا کرو۔

(۱۷۵)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: نَارُکُمْ جُزْءٌ مِنْ سَبْعِیْنَ جُزْءًا مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ، قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ کَانَتْ لَکَافِیَةً، قَالَ فُضِّلَتْ عَلَیْهَا بِتِسْعَةٍ وَ سِتِّیْنَ جُزْءًا کُلُّهُنَّ مِثْلُ حَرِّهَا۔

ترجمہ: ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمھاری آگ ایک حصہ ہے دوزخ کی آگ کے ستّر حصوں میں سے، کہا گیا: اے پیغمبر خدا! اگر وہ اتنی بھی ہوتی تو کافی تھی، فرمایا: انہتّر حصے ان پر زیادتی ہے، سب کے سب اسکی گرمی کی مانند ہیں۔

(۱۷۶)

عَنْ اُسَامَةَ رضی قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: یُجَاءُ بِالرَّجُلِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ، فَیُلْقٰی فِی النَّارِ، فَتَنْدَلِقُ اَقْتَابُهٗ فِی النَّارِ، فَیَدُوْرُ کَمَا یَدُوْرُ الْحِمَارُ بِرَحَاهُ، فَیَجْتَمِعُ اَهْلُ النَّارِ عَلَیْهِ، فَیَقُوْلُوْنَ یَا فُلَانُ! مَا شَاْنُکَ اَلَیْسَ کُنْتَ تَاْمُرُنَا بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَانَا عَنِ الْمُنْکَرِ؟ قَالَ کُنْتُ آمُرُکُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ لَا اٰتِیْهِ، وَ اَنْهَاکُمْ عَنِ الْمُنْکَرِ وَ اٰتِیْهِ۔

ترجمہ: اسامہؓ سے روایت ہے، کہا: میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: قیامت کے دن ایک شخص کو لاکر دوزخ میں ڈالدیا جائیگا اور اسکی آنتیں دوزخ میں نکل پڑینگی اور وہ گھومنے لگیگا جس طرح گدھا اپنی چکّی کے گرد گھومتا ہے۔ اس پر دوزخ والے اس پر جمع ہوجائینگے اور اسکو کہینگے اے فلاں شخص! تیرا کیا حال ہے! کیا تو ہم کو معقول باتوں کا حکم اور بُرے کاموں سے مناہی نہیں کرتا تھا؟ وہ کہیگا: میں تمکو معقول کام کرنے کو کہتا تھا، خود نہ کرتا تھا اور تمکو۔۔۔

اَلنَّبِیُّ الخاتم

(از ابن الانور سید محمد ازہر شاہ قیصر کاشمیری دیوبند)

فارسی، عربی، اردو، انگریزی اور السنۂ مروجہ میں سے ہر اس زبان میں جسے اسلام کے ساتھ دور کا بھی کوئی تعلق رہا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ اور حالات حیات پر مختصر و مطول، چھوٹی بڑی، نئی اور پرانی کتابیں اس کثرت کے ساتھ لکھی گئی ہیں کہ کسی ایک مختصر مقالہ میں ان سب کا احاطہ ناممکن ہے۔ بڑی ذمہ داری کیساتھ یہ دعویٰ کیا جاسکتا ہے کہ کسی مذہب کے علمبردار کسی جماعت کے رہنما کسی قوم کے پیشوا، اور کسی گروہ کے سردار کو یہ عزت حاصل نہیں ہوئی کہ اس کی زندگی کا ہر واقعہ تاریخی سوجھ بوجھ کے ساتھ تحقیق کی روشنی میں لایا گیا ہو اور اسکی حیات کے ہر چھوٹے بڑے سانحہ کو علمی تحقیق و تفتیش کے بعد ذہن انسانی نے صحت و درستی کے تمام لوازم کے ساتھ یاد رکھنے کی ایک سعی مشکور کی ہو۔ شریعت کا مدار اور دین حق کے امانتداروں نے آنحضرت کی یاد کو باقی رکھنے کیلئے ذکر و اذکار، مجالس و محافل، بیان و تقریر اور درس و تدریس کے علاوہ تصنیفی رنگ میں جو جدوجہد کی ہے اور جس خلوص نیت اور سچائی قلب کے ساتھ رسول اللہ کے [illegible] تعلغلہ پیہم سے آفاق و اطراف عالم میں صداقت و حقانیت کا ایک ہنگامہ اور سعادت و شرافت کا ایک شور مسلسل قائم رکھنے کی کوششیں بروئے کار لائے ہیں انہیں دیکھکر بے اختیار قرآن مجید کے اس وعدہ کی سچائی پر جو وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کے الفاظ میں سرکار دو عالم سے فرمایا گیا تھا، ہر دل منکر و مشرک کو جھک جانا پڑتا ہے۔

اردو کی تصانیف و تالیفات کے موجودہ زمانہ سے قبل اس پہلے زمانہ کی ضرورتوں کے موافق سیرت پر جو کتابیں لکھی گئی ہیں یہ نہیں کہ وہ سب دستبرد زمانہ سے بے نام و نشان ہو کر رہ گئی ہیں، ان میں سے بہت سی کتابیں آج بھی ہمارے زیر مطالعہ اور پیش نظر ہیں مگر ہم آج کی فرصت میں اردو کے دور جدید کی صرف ان کتابوں کا حوالہ دینا چاہتے ہیں جو اپنی علمی افادی، تحقیقی اور ادبی خوبیوں کے لحاظ سے عظمت دائم اور حیات جاوید کے دائرۂ افتخار میں داخل ہو چکی ہیں:

(۱) سیرۃ النبیؐ (۶ جلدوں میں) از حضرت مولانا شبلی نعمانی و حضرت مولانا سید سلیمان ندوی۔ (۲)

سیرت پر ابتدائی طلبہ کیلئے ایک کتاب" از مولانا سید سلیمان ندوی - (رحمۃ للعالمین (۳ جلدوں میں) از قاضی محمد سلیمان صاحب منصور پوری - (۴) از مولانا محمد حفظ الرحمٰن سیوہاروی - (۵) نشر الطیب از حضرت اقدس مولانا تھانوی - (۶) سیرۃ خاتم الانبیا از مولانا محمد شفیع دیوبندی - (۷) نبی عربی از جناب سجاد میرٹھی - (۸) سیرۃ الحبیب از مولوی فاضل عبد التواب صاحب - (۹) اصح السیر (صرف جلد اول) از عالم شہیر مولانا عبد الرؤف داناپوری - (۱۰) سیرۃ الرسول (تاریخ الامت کا حصہ اول) از مولانا اسلم جیراجپوری - (۱۱) سیرۃ پاک از مولوی خلیل الرحمٰن صاحب مؤلف اخبار الاندلس - (۱۲) آمنہ کا لال از مولانا راشد الخیری - (۱۳) سیرت نبوی از خواجہ حسن نظامی - (۱۴) رسول عربی از سردار گوردت سنگھ دارا - (۱۵) سیرت مصطفٰے از سلطان جہاں بیگم صاحبہ والیہ بھوپال - (۱۶) اسوۂ حسنہ (زاد المعاد کا ترجمہ) مولانا عبد الرزاق ملیح آبادی - (۱۷) محبوب خدا از چودھری افضل حق مرحوم (۱۸) ظہور المحزون ترجمہ سرور المحزون از حضرت شاہ ولی اللہ (۱۹) سیرۃ الرسول (صرف مکی زندگی کے حالات) از مولانا کریم بخش ایم اے - (۲۰) درس التاریخ حصہ اول از علامہ محی الدین الخیاط از مولوی امین احسن اصلاحی (۲۱) رسول مقبول از مولانا عتیق احمد صدیقی مرحوم (۲۲) ہمارے نبی شائع کردہ مکتبہ جامعہ دہلی - (۲۳) تاریخ حبیب الٰہ از مفتی عنایت احمد صاحب مرحوم - (۲۴) خاتم النبیین جناب ناصر احمد صاحب سیماب گورداسپوری - (۲۵) مواخمری سید المرسلین جناب عبد الرحمٰن شوق امرتسری (۲۶) تنقید الکلام فی احوال شارع الاسلام السید امیر علی ترجمہ ابو الحسن صاحب - (۲۷) اسلام کا مہرشتی جناب ماہر ملیحوری - (۲۸) تاریخ سراجیہ فی حالات محمدیہ از حافظ سراج الیقین صاحب کرسوی (۲۹) سوانح عمری محمد صلعم از پرکاش دیو - (۳۰) سچے نبی کے سچے حالات از مولوی محفوظ الرحمٰن نگرامی -

اسلامی اور تبلیغی انجمنوں یا دوسرے مصنفین نے کسی خاص عنوان پر وقتاً فوقتاً جو چھوٹی بڑی کتابیں شائع کی ہیں انھیں بھی ہم اسی ذیل میں شمار کرتے ہیں اور یقیناً سیرت پاک سے متعلق اس منتشر ذخیرہ کی قیمت اس پہلے ترتیب یافتہ لٹریچر سے کسی طرح کم نہیں - پھر ان میں بھی حضرت مولانا ابو الکلام آزاد، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی اور حضرت مولانا عبد الماجد دریاآبادی کے مضامین سیرت کو خاص امتیاز حاصل ہے -

سیرت پر لکھی ہوئی عہد حاضر کی ان نمایاں کتابوں کی فہرست سے یہ ضرور اندازہ کیا جا

سکتا ہے کہ ملتِ اسلامیہ کے رُخِ زیبا پر عقائد و اعمال کی خرابیوں کے کیسے ہی دردناک پھوڑے اور پھنسیاں کیوں نہ نمودار ہو گئے ہوں اور اپنے مرکزِ حقیقی سے جدا اور اپنے مقصدِ اصلی سے غافل ہو کر اس نے اپنی قوتوں پر اضمحلال و ضعف کی کیسی ہی بے رنگیاں کیوں نہ طاری کر لی ہوں لیکن یہ حقیقت ہے! ع که با وجود خزاں بوئے یاسمن باقی است

مولٰنا مناظر احسن گیلانی:

معشوقۂ بہار کی حسن آرائیوں کا خزاں کی دست درازیوں سے نوچے اور کھسوٹے جانے کے باوجود اور گل و گلزار سے ایامِ بہاراں اور فصلِ شگفتِ گل و ریحاں کے رخصت ہو جانے کے باوصف تعجب ہے کہ میکش و میگسار اسی اضطراب و بیقراری اور بے چینی و بیخودی کے ساتھ میکدۂ علم و عرفان کی طرف بڑھتے چلے آ رہے ہیں۔ کہنے والے نے سچ کہا ہے کہ

گئی بہار مگر شور میکدہ نہ گیا ✧ چلے ہی آتے ہیں میکش سبو سبو کرتے

مولانا مناظر احسن گیلانی سیرت نبوی کے میخانۂ حقیقت میں اسی شانِ مئے خواری کے ساتھ تشریف لانے والے ایک بزرگ ہیں۔ آں محترم نے درس نظامی کی ابتدائی کتابیں اور معقولات کا ایک بڑا حصہ ٹونک اور رامپور کی قدیم درسگاہوں میں پڑھا ہے لیکن درحقیقت ان کے علمی و عملی کمالات براہ راست اس اسکول سے ہیں جسے دار العلوم کہا جاتا ہے۔ مولانائے محترم نے دار العلوم کا وہ زمانہ، وہ صحبتیں اور وہ ماحول پایا ہے جب مشہور زمانہ عالم حضرت مولانا سید محمد انور شاہ الکشمیری قدس سرہٗ اپنے استاذ سیدنا حضرت شیخ الہند اور انکے استاذ مجدد عصر حضرت مولانا نانوتوی کے علمی وارث اور حقیقی جانشین کی حیثیت سے دار العلوم میں رونق افروز تھے ؎

نیند اسکی ہے دماغ اسکا ہے راتیں اسکی ہیں ✧ جسکی بانہ پر تیری زلفیں پریشاں ہو گئیں

مولانا گیلانی کی علمی تربیت اسی ماحول اور اسی محمد انور شاہ کشمیری کے زیر قدم انجام کو پہنچی ہے۔ اگر ہماری معلومات صحیح ہیں تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ انکی تصنیفی زندگی کا آغاز دیوبند کے رسالہ "القاسم" اور "الرشید" سے ہوا ہے۔ سب سے پہلے حضرت ابوذر غفاری، حضرت اویس قرنی، حضرت سلمان فارسی کے علاوہ ایک آدھ اور کسی جلیل القدر صحابی پر انکے طویل مضامین اور کتابیں دیوبند ہی سے شائع ہوئی تھیں۔ اربابِ نظر ان ابتدائی مضامین ہی سے پہچان گئے تھے کہ لکھنے والا اردو کا ایک صاحبِ طرز انشا پرداز ہی نہیں بلکہ ایک ہمہ گیر عالم، ایک نکتہ رس فاضل، ایک سچا مسلمان، ایک

تعمیری انسان ہے، اور پھر مولانا نے جامعہ عثمانیہ حیدرآباد کے پرسکون ماحول میں پہنچکر پے در پے جو قیمتی کتابیں تصنیف کیں انھوں نے ارباب نظر کے اس خیال کی تصدیق و تائید کردی۔

النبی الخاتم :- مولانا مناظر احسن گیلانی کی خصوصیت صرف یہ ہی نہیں کہ وہ ایک زبردست عالم اور کامیاب مصنف ہیں، بلکہ حقیقتاً ان کا اصل جوہر دین اور دین کے مسائل و معاملات پر وہ مجذوبانہ غور و فکر اور پُرشوق انہماک و اشتغال ہے جو ان کی ذاتی زندگی میں واضح طریق پر محسوس ہوتا ہے، لیکن ان کے مقالات و تصانیف میں بھی جا بجا رونما ہے، سیرت پر آں محترم نے "النبی الخاتم" کے نام سے جو کتاب لکھی ہے در اصل اس کی بنیاد اسی مجذوبانہ غور و فکر اور سیرت نبوی سے والہانہ محبت و شیفتگی پر قائم ہے۔ ساری کتاب پڑھ جانے کے بعد یہی معلوم ہوتا ہے کہ لکھنے والا آنحضرت کی زندگی اور اسلامی معاملات و مسائل کے دریائے ناپیدا کنار میں اپنی شخصیت گم کرچکا ہے۔ اسکے پاس اپنا کچھ ہے ہی نہیں۔ جو کچھ تھا وہ سرکار دو عالم کے دربار دُربار میں سو جان سے نثار کرچکا ہے۔ وہ خود نہیں بولتا بلکہ محبوب حقیقی کے فیضان عشق اور برکات محبت کی آواز ہے جو مختلف صورتوں اور مختلف حیثیتوں سے جا بجا سنائی دیتی اور آواز سننے والوں کو حیرت میں ڈالتی ہے کہ

از کجا آید ایں آواز دوست !

سیرت نبوی پر یہ غور و فکر، یہ انہماک و اشتغال یہ سوز و عشق اور یہ شورش و خلش مولنا گیلانی کی کتاب کا مرکزی نقطہ ہے۔ شاید اس ضمن میں مرحوم چوہدری افضل حق کی کتاب "محبوب خدا" کسی قدر "النبی الخاتم" سے قریب ہو، ورنہ سیرت کی کوئی کتاب نہیں جو اس خصوص میں "النبی الخاتم" سے ٹکر کھا سکے۔ "النبی الخاتم" شروع میں ایک مقالہ کی شکل میں ایک تبلیغی انجمن کے لئے لکھی گئی تھی۔ پھر حضرت مولانا نے تقریباً دو سو صفحات پر ساڑھے تین سو عنوانات قائم فرماکر یہ کتاب مکمل کی ہے۔ اسکا سب سے بڑا طغرائے امتیاز ہے کہ مولنا نے عام سیرۃ نگاروں کے اصول تحریر سے بالکل الگ ہوکر صرف واقعات سیرت کی تفصیل و تشریح پر اکتفا نہیں کی۔ تفصیل واقعات کی حیثیت سے بلاشبہ "النبی الخاتم" کا مطالعہ چنداں مفید نہیں ہوگا ہاں مولنا نے سیرت کے ہر چھوٹے بڑے واقعہ کی طرف صرف چند لفظوں میں اشارہ کیا ہے اور ساتھ ہی اس واقعہ اور سانحہ سے عقلی طور پر بہت مؤثر الفاظ میں نہایت دور رس نتائج نکالے ہیں۔ چند جملوں اور چند لفظوں میں بیان کئے ہوئے یہ نتائج انسانی ذہن و فکر سے اس قدر قریب ہیں کہ ذہن بے تامل انھیں

قبول کرتا ہے اور بڑی خوبصورتی سے یہ حقیقت بے نقاب ہوتی چلی جاتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا کوئی واقعہ ایسا نہیں جسے انکی نبوت و رسالت، انکی دعوت الی الحق، انکے شرف وفضیلت اور انکی بزرگی و برتری سے قریب کا کوئی تعلق نہو۔ ہر واقعہ کو اسکے اصلی رنگ میں ظاہر کیا گیا اور ہر واقعہ سے صحیح نتیجہ نکال کر یہ بتایا گیا ہے کہ نبی کریم صلعم کی رسالت و نبوت کیلئے دور دراز سے کسی شہادت و گواہی لانے کی مطلق ضرورت نہیں بلکہ خود انکی ساری زندگی، انکی زندگی کا ہر واقعہ، ہر سانحہ اور ہر حادثہ اسکی شہادت دیتا ہے کہ یہ نبی برحق ہے۔ خدا کا آخری پیغمبر ہے۔ اسلام و ایمان کا داعی حق و صداقت کا حامی اور اللہ بزرگ و برتر کی خدائی اور اسکی خدائی کے اکیلے پن کا منادی ہے۔ کسی مغربی مفکر کا مشہور مقولہ ہے "کہ ہر شخص کا معنوی مرتبہ اسکے کاموں اسکی غرضوں، اسکے ارادوں، اور حصول مقاصد کے اسکے طریقوں سے پہچانا جاسکتا ہے"۔ مولانا گیلانی کی یہ ساری کتاب اسی نقطہ پر محیط ہے۔ انھوں نے نبی کے ہر کام، ہر ارادہ، ہر عمل، ہر خواہش اور ہر غرض کو کچھ ایسے الفاظ میں بیان کیا ہے کہ بے اختیار انسانی فکر ان سے مرعوب ہوتا اور یہ مانتا چلا جاتا ہے کہ اپنے مشن کیلئے ایسے جانگداز مصائب برداشت کرنیوالا، اپنے دشمنوں اور بدخواہوں سے بھی ایثار و احسان کا ایسا معاملہ اور ایسا طریقہ برتنے والا، اپنے رستہ پر اس حیرت انگیز تحمل و استقلال کے ساتھ قائم اور اپنے کام کیلئے ایسی محنتیں، ایسی تکلیفیں اور ایسی دقتیں اٹھانے والا، اپنے دین کے لئے اپنے عزیزوں رشتہ داروں اور دوستوں سے بےفکر ہو کر تعلق ختم اور اپنے مقصد کی خاطر اپنے آپ کو دشمنوں کی خطرناک سازشوں اور مخالفتوں کے بالمقابل کھڑا کر دینے والا، اور پھر اچھے برے ان سب مقامات و احوال میں صرف اسی ایک سہارے پر مسرور و مطمئن رہنے والا خدا کا آخری پیغمبر ہی ہوسکتا ہے اور کوئی نہیں! ؎

زمین و چرخ نے انکار کر دیا جس سے ⁂ وہ بار دوش وفا پر اٹھا رہا ہے کوئی

چند اور خصوصیتیں: سیرت نگاروں کا عام دستور یہ رہا ہے کہ انھوں نے صرف واقعات سیرت کو ایک خاص تاریخی ترتیب سے بیان کرنے پر کفایت کی ہے اور وہ اپنا سارا زورِ قلم اسی طرح کی بے نتیجہ تاریخ نویسی پر صرف کرتے رہے ہیں۔ سیرت کی ان بےشمار چھوٹی بڑی کتابوں میں سے جنکی فہرست ہم ابتدائے مضمون میں درج کر چکے ہیں، شاید ہی کوئی ایسی کتاب میسر آئے جس میں واقعاتِ سیرت سے ملت اسلامیہ کے لئے مسائل و قوانین اور بہتر

نتائج کے استنباط پر توجہ دی گئی ہو۔ مولانا شبلی اور مولانا دانا پوری کی کتابیں بلاشبہ کارآمد مباحث وتحقیقات پر مشتمل ہیں اور یہ دونوں کتابیں ہمارے دائرۂ اعتراض کی وسعت سے باہر ہیں لیکن ضرور کہنا چاہیئے کہ اس موضوع پر طول طویل گفتگوئیں کرنے کے باوجود بھی وہ دونوں معرکۃ آراء کتابیں اثر وتاثیر کے تاثیر کے لحاظ سے "النبی الخاتم" کے مقابلہ میں ثانوی حیثیت کی مالک ہیں النبی الخاتم کی اس نرالی خصوصیت پر تو ہم سطور بالا میں روشنی ڈال چکے اور اپنے قارئین کو بتا چکے ہیں کہ حضرت مولانا کا مقصد صرف سوانح نبویہ کی تدوین نہیں ہے اور اسی لئے واقعات میں تاریخی ترتیب کا التزام نہیں کیا گیا بلکہ اس موقعہ پر ان کا مطمح نظر تبلیغ اور دعوت الی الحق ہے انھوں نے حیات نبوی کے ہر حادثہ اور ہر سانحہ کو صاحب سوانح صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا برہان اور آپ کے پیغام کا مصدق بنا کر پیش کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے اور یہ سب کچھ اختصار وایجاز کے باوجود ایسی جامعیت اور خوبصورتی کے ساتھ ہوا ہے کہ

کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا ایں جاست!

کتاب کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ مولانا نے شروع کتاب میں سابقہ شرائع و مذاہب پر بڑی منصف مزاجی کے ساتھ تنقید کرکے بتایا ہے کہ انکی حیثیت و ہمت کیا تھی؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب خدا کا آخری پیغام لیکر دنیا میں تشریف لائے تو اسوقت یہ سارے مذاہب بالکل ضعیف وکمزور پڑ چکے تھے۔ دنیا کے کسی خطہ پر کسی صحیح مذہب کا کوئی اثر نہیں تھا بلکہ جاہلانہ رسوم کی ایک وبائے عام اور وحشیانہ ذہنیت کا ایک روگ تھا جو اہل عالم کے سروں پر مسلط تھا۔ اس ماحول میں ایک صحیح روحانی اور معنوی رہنما کی لازمی ضرورت تھی اور جناب نبی کریمؐ کی تشریف آوری سے یہ ضرورت بدرجہ اتم پوری ہوئی۔ پھر اس موقعہ پر مولانا نے قدیم انبیاء و رسل اور پہلی خدائی کتابوں کی ان بشارتوں پر بھی توجہ دی ہے جو اسلام اور سردار دوجہاں کے متعلق نمایاں طریقہ پر وہ اپنے اپنے وقتوں میں دیتے چلے آئے ہیں۔ بعثت نبی صلعم سے ماقبل وما بعد کے حالات کی انھی رموز واشارات میں ایسی صحیح تصویر پیش کی گئی ہے کہ ہر انسان کو اس حقیقت واقعہ پر آگاہ ہوجانے میں کوئی دیر نہیں لگتی کہ عرب اور سارے اقصائے عالم کے حالات کے لحاظ سے جناب رسول اکرمؐ کی تشریف آوری بالکل بجا برمحل اور برموقع تھی۔ پھر ولادت نبویؐ کے بعد آنحضرتؐ کو جو ہمت شکن حالات پیش آئے اور ان

حالات کا جس طرح حضورؐ نے مقابلہ کیا وہ بھی خاتم الانبیا اور فخر الاولین والآخرین کا ہی خاص حصہ تھے۔

زیرِ نظر کتاب میں جدید تہذیب و تعلیم کے پیدا کردہ ان اعتراضات کو بھی رفع کرنے کی کامیاب سعی کی گئی جن سے گروہ جدید کے دماغ متاثر و ماؤف ہیں۔ مغرب کے جن بے مغز اہلِ قلم نے محض ذلیل دشمنی اور عصبیت کے زیرِ اثر اسلام کی تعلیمات و ہدایات پر اعتراض کا منہ کھولا ہے ان سب پر مولانا نے بکمال دانائی و دانشمندی بہت وزن دار تنقید فرمائی ہے اور کچھ شک نہیں کہ کتاب کا یہ حصہ مغربی تہذیب و تعلیم کے زہر خوردہ لوگوں کے لئے تریاق عراق کا حکم رکھتا ہے۔

مجھے النبی الخاتم کے بعض خاص خاص مقامات نہیں بھولتے اور جی چاہتا ہے کہ بار بار انھی کو پڑھتا رہوں۔ انھی مقامات میں سے ایک مقام، کتاب کی یہ بالکل ابتدائی چند سطریں ہیں کتاب کے اندازِ بیان اسکی جامعیت و معنویت، اسکی گہرائی اور شیرینی اور اسکے معانی و مطالب کا اندازہ کرنے کے لئے یہ چند سطریں آپ بھی پڑھئے، فرماتے ہیں کہ

"یوں آنے کو تو سب ہی آئے، سب میں آئے، سب جگہ آئے، سلام ہو ان پر کہ بڑی کٹھن گھڑیوں میں آئے، مگر کیا کیجئے کہ ان میں جو بھی آیا جانے ہی کے لئے آیا، پر ایک اور صرف ایک جو آیا، اور آنے ہی کے لئے آیا، وہی جو اگنے کے بعد پھر نہیں ڈوبا، چمکا اور چمکتا ہی چلا جا رہا ہے، بڑھا اور بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے، چڑھا اور چڑھتا ہی چلا جا رہا ہے۔ سب جانتے ہیں اور سبھوں کو جاننا ہی چاہئے کہ جنھیں کتاب دی گئی اور جو نبوت کے ساتھ کھڑے کئے گئے، برگزیدوں کے اس پاک گروہ میں اس کا استحقاق صرف اسی کو ہے، اور اس کے سوا کس کو ہو سکتا ہے؟ جو پچھلوں میں بھی اسی طرح ہے جس طرح پہلوں میں تھا۔ دُور والے بھی اسکو ٹھیک اس طرح پا رہے ہیں اور ہمیشہ پاتے رہینگے جس طرح نزدیک والوں نے پایا تھا۔ جو آج بھی اسی طرح پہچانا جاتا ہے اور ہمیشہ پہچانا جائیگا جس طرح کل پہچانا گیا تھا اور صرف اسی کے دن کے لئے رات نہیں۔ اسی کا چراغ ہے جس کی روشنی بے داغ ہے۔"

"مردہ مذہب: ورنہ جنھوں نے ناموں کو کھویا، کیا وہ اپنے ہادیوں کے کاموں کی نگہبانی کر سکتے ہیں۔ ہمارے ملک میں وید کی صورت میں اوتاروں کے کام کو پیش کیا جاتا ہے، لیکن لاپرواؤ! تم سے جب ان کے ناموں کا بھی بوجھ نہ اٹھایا گیا تو ہمیں کیا دکھاتے ہو کہ یہ ہے ان کے کاموں کا پشتارہ' تاریخ کے تحقیقی ہاتھوں نے ہندوستان کے راہنماؤں اور انکی امتوں کے درمیان جو اندھیری کھائیاں کھودی ہیں اور مسلسل کھدتی چلی جارہی ہیں، کیا اب کسی آدمی کے بس میں ہے کہ ان کو پاٹے؟"

"ویدوں کی تاریخی حیثیت: کن پر اُتری؟ کہاں اتری؟ کن کن زبانوں میں اتری؟ نظم میں اتری کہ نثر میں اتری؟ صدیوں میں اتری کہ جگوں میں اتری؟ جب ان تمام بنیادی سوالات پر ایسے سوالات پر جنکی تحقیق کے بغیر کسی چیز کے ہونے نہونے کا فیصلہ اٹکا ہوا ہے، تم خود جانتے ہو کہ اندھیرا اندھیرا، گھپ اندھیرا چھایا ہوا ہے، بتاؤ کہ شک کے ان دلدلوں میں یقین کا قدم کس طرح اٹھایا جائے؟

تم ان سے اوجھل ہو وہ تم سے اوجھل ہیں۔ پھر کس راہ سے تم انکو تاکوگے جن کو تاک کر تم چلنا چاہتے ہو، اور کس طرح وہ اپنے تئیں تمھیں دکھائینگے جو اپنے کو دکھا کر تمھیں چلانا چاہتے ہیں۔"

یہ صرف "النبی الخاتم" کی ابتدائی سطروں کا ایک اقتباس ہے۔ ساری کتاب اسی انداز اور اسی معیار پر لکھی گئی ہے۔ یہ ہی چھوٹے چھوٹے سے تیر و نشتر کا کام کرنے والے جملے، یہی سبک، ہلکی اور رواں زبان انھی مختصر الفاظ میں معانی و مطالب کی بے پناہی اور سیرۃ نبوی پر دل سے نکلی اور براہ راست دل پر اثر کرنے والی باتیں ہیں جو غلط عقائد و خیالات کے سر پر ایک ضرب شدید کی حیثیت سے پڑتیں اور حریف مقابل پر ایک کارگر حملہ کرنے سے نہیں چوکتیں ❊

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۵۵

پیامِ اسلام

جالندھر شہر

القسم الثانی

روضۃ الاطفال

مُدیر: محمد احمد خاں ذاکر

اَلدُّرُوسُ العَرَبِيَّة

قِصَّةُ سَيِّدِنَا عِيسٰى عَلَيْهِ السَّلَام

مِثَالُ التَّسَامُحِ وَ الرَّحْمَة

وِلَادَتُهُ :

۱۔ هُوَ سَيِّدُنَا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، لَيْسَ لَهُ أَبٌ، وَ قَدْ أَرَادَ اللهُ سُبْحَانَهُ وَ تَعَالَى أَنْ يُبَيِّنَ لِلنَّاسِ قُدْرَتَهُ الْعَظِيمَةَ، بِأَنْ يَخْلُقَ إِنْسَانًا مِنْ أُمٍّ وَ بِدُونِ أَبٍ، فَخَلَقَ عِيسَى مِنْ مَرْيَمَ بِلَا أَبٍ كَمَا خَلَقَ آدَمَ مِنْ تُرَابٍ، وَ اللهُ تَعَالَى إِذَا أَرَادَ شَيْئًا قَالَ لَهُ : كُنْ فَيَكُونُ. وَ كَانَ مَوْلِدُهُ بِفِلَسْطِينَ.

۲۔ لَمَّا وَلَدَتْ مَرْيَمُ عِيسَى، خَرَجَتْ بِهِ تَحْمِلُهُ عَلَى ذِرَاعِهَا، فَرَآهَا قَوْمُهَا وَ قَالُوا لَهَا : مِنْ أَيْنَ لَكِ هٰذَا الْغُلَامُ وَ أَنْتِ لَمْ تَتَزَوَّجِي؟ فَقَالَتْ لَهُمْ: كَلِّمُوهُ. فَقَالُوا كَيْفَ نُكَلِّمُهُ وَ هُوَ طِفْلٌ حَدِيثُ الْوِلَادَةِ؟ فَقَالَ لَهُمْ عِيسَى : (إِنِّي عَبْدُ اللهِ آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا)، فَدُهِشَ الْقَوْمُ لِكَلَامِهِ وَ هُوَ طِفْلٌ فِي الْمَهْدِ، وَ هٰذَا أَيْضًا دَلِيلٌ عَلَى

نُبُوَّةِ عِيْسٰى، لِاَنَّ اللّٰهَ الَّذِىْ خَلَقَهٗ مِنْ غَيْرِ اَبٍ، وَ اَنْطَقَهٗ فِى الْمَهْدِ، لَمْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ اِلَّا لِيُلْقِىَ فِىْ نُفُوْسِ النَّاسِ مَا يَجْعَلُهُمْ يَعْتَقِدُوْنَ اَنْ سَيَكُوْنُ لَهٗ شَاْنٌ فِى الْمُسْتَقْبَلِ.

رِسَالَتُهٗ :-

۱- لَمَّا بَلَغَ سَيِّدُ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنَ الْعُمُرِ ثَلَاثِيْنَ سَنَةً، اَرْسَلَهُ اللّٰهُ اِلٰى بَنِىْ اِسْرَائِيْلَ وَ اَنْزَلَ عَلَيْهِ الْاِنْجِيْلَ، يَشْتَمِلُ عَلٰى تَعْلِيْمِ اللّٰهِ لَهُمْ فَصَارَ يَدْعُوْهُمْ بِمَا اَمَرَهُ اللّٰهُ، فَكَذَّبُوْهُ، وَ طَلَبُوْا مِنْهُ دَلِيْلًا يُؤَيِّدُ رِسَالَتَهٗ، وَ قَالُوْا لَهٗ: اُخْلُقْ لَنَا طَيْرًا، وَ نَحْنُ نُصَدِّقُكَ فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلَيْهِ اَنْ يُصَوِّرَ مِنَ الطِّيْنِ (عَلٰى هَيْئَةِ الطَّيْرِ) وَ يَنْفُخَ فِيْهِ، فَيَصِيْرُ طَيْرًا يَطِيْرُ اَمَامَهُمْ، وَ لَمَّا رَاَى الْقَوْمُ ذٰلِكَ، اٰمَنَ بِهٖ بَعْضُهُمْ، وَ كَذَّبَهٗ اَكْثَرُهُمْ، وَادَّعَوْا اَنَّهٗ سَاحِرٌ.

۲- كَانَ فِىْ زَمَانِ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ اَطِبَّاءُ مَهَرَةٌ فِى الطِّبِّ، فَاَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يُكْرِمَهٗ، بِمُعْجِزَةٍ مِنْ جِنْسِ مَا مَهَرُوْا فِيْهِ، فَخَصَّهٗ (بِاِبْرَاءِ الْمَرْضٰى) الَّذِيْنَ عَجَزَ الْاَطِبَّاءُ عَنْ شِفَاءِهِمْ، ثُمَّ بِاِبْرَاءِ الْاَكْمَهِ) وَ هُوَ الْمَوْلُوْدُ اَعْمٰى، ثُمَّ (بِاِحْيَاءِ الْمَوْتٰى) وَ ذٰلِكَ بِاَنْ يَدْعُوَ اللّٰهَ اَنْ يُحْيِىَ الْمَيِّتَ، الَّذِىْ يُطْلَبُ مِنْهُ اِحْيَاءُهٗ. فَيَسْتَجِيْبُ اللّٰهُ دُعَاءَهٗ وَ

يَقُوْمُ الْمَيِّتُ مِنْ قَبْرِهٖ وَ يُكَلِّمُهُ، وَ يُكَلِّمُ النَّاسَ . ثُمَّ (بِإِخْبَارِهِمْ عَنْ أَحْوَالِهِمُ الْخَاصَّةِ)، فَكَانَ يُخْبِرُهُمْ بِمَا أَكَلُوْهُ فِيْ بُيُوْتِهِمْ ، وَمَا ادَّخَرُوْهُ فِيْ خَزَائِنِهِمْ ، وَ مَا يُسِرُّوْنَهُ فِيْ نُفُوْسِهِمْ ، مِمَّا لَمْ يَطَّلِعْ عَلَيْهِ غَيْرُهُمْ ، وَ مَعَ كُلِّ هٰذِهِ الْمُعْجِزَاتِ الْبَاهِرَةِ كَذَّبُوْهُ وَ لَمْ يُؤْمِنْ بِهٖ إِلَّا قَلِيْلٌ . وَ اسْتَمَرَّ يُبَلِّغُ النَّاسَ رِسَالَتَهُ وَ دَعْوَتَهُ حَتّٰى رَفَعَهُ اللّٰهُ إِلَيْهِ .

الْمَائِدَة

١۔ طَلَبَ الْمُؤْمِنُوْنَ مِنْ عِيْسٰى أَنْ يَدْعُوَ اللّٰهَ أَنْ يُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ ، فَقَالَ لَهُمْ عِيْسٰى : أَلَمْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ ؟ قَالُوْا : (نُرِيْدُ أَنْ نَأْكُلَ مِنْهَا ، وَ تَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا ، وَ نَعْلَمَ أَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا ، وَ نَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشَّاهِدِيْنَ) . فَدَعَا عِيْسٰى رَبَّهُ ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ لَهُمْ مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ عَلَيْهَا مِنَ الطَّعَامِ مَا طَلَبُوْهُ . فَأَكَلُوْا مِنْهَا حَتّٰى شَبِعُوْا ، ثُمَّ رُفِعَتِ الْمَائِدَةُ إِلَى السَّمَاءِ .

فَضَائِلُهُ عَلَيْهِ السَّلَام

يُؤْخَذُ مِنْ قِصَّةِ سَيِّدِنَا عِيْسٰى الْفَضَائِلُ الْآتِيَةُ :

١۔ صَبْرُهُ عَلٰى إِيْذَاءِ قَوْمِهٖ .

٢۔ عَظِيْمُ حِلْمِهٖ ، وَ سَعَةُ صَدْرِهٖ ، عِنْدَ مَا سَخِرَ مِنْهُ

قَوْمُهُ، وَادَّعُوا أَنَّهُ سَاحِرٌ، وَطَلَبُوا مِنْهُ الْمُعْجِزَةَ، فَكَانَ يُجِيبُهُمْ إِلَى طَلَبِهِمْ، رَجَاءَ أَنْ يُؤْمِنُوا.

تَمْرِين

١۔ مَاذَا كَانَ يَعْمَلُ سَيِّدُنَا عِيسَى فِي الطِّينِ لِيَصِيرَ طَيْرًا؟
٢۔ اِشْرَحْ مُعْجِزَةَ الْمَائِدَةِ.
٣۔ أُذْكُرْ فَضِيلَةً مِنْ فَضَائِلِهِ.

مَعْنَى الْمُفْرَدَاتِ

دَهِشَ : تَعَجَّبَ : حیران ہوا۔
اَلْمَهْدُ : فِرَاشُ الطِّفْلِ : بچے کا بچھونا۔
مَهَرَ فِي الشَّيْءِ : أَتْقَنَهُ : اس کو مضبوط کیا۔
اَلْمَائِدَة : مَا يُوضَعُ عَلَيْهِ الطَّعَامُ : جس پر کھانا رکھا جاتا ہے۔
اِبْرَاءٌ : شِفَاءٌ : تندرست ہونا۔
اِدَّخَرُوهُ : حَفِظُوهُ : اس کو ذخیرہ کرتے۔
سَخِرَ مِنْهُ : هَزَأَ بِهِ : ان کا مذاق اڑاتے۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا قصہ
عفو و رحمت کی مثال

آپ کی ولادت:۔

۱۔ وہ مریم کے بیٹے عیسیٰ علیہما السلام ہیں۔ آپ کا کوئی باپ نہ تھا۔ اللہ نے لوگوں سے اپنی بڑی قدرت کا اس طرح اظہار کرنا چاہا کہ وہ کسی ماں سے باپ کے بغیر ایک انسان

پیدا کرے، اس نے مریم سے حضرت عیسیٰؑ کو بنا باپ کے پیدا کیا جیسا کہ اس نے آدمؑ کو مٹی سے پیدا کیا تھا، اور اللہ تعالیٰ جب کسی شئے کا ارادہ کرتا ہے تو اسکو کہتا ہے: ہو جا اور وہ ہو جاتی ہے اور آپ کی جائے پیدائش فلسطین میں تھی۔

۲۔ جب مریمؑ نے عیسیٰؑ کو جنا، تو ان کو اپنے بازوؤں پر اٹھا کر نکلیں، ان کی قوم نے ان کو دیکھا تو کہا: تجھ کو یہ لڑکا کہاں سے ہوا، ابھی تو نے شوہر تو کیا نہیں! مریمؑ نے ان کو کہا: اسی سے بات چیت کرو۔ انھوں نے کہا: ہم اس سے کیسے بات کریں وہ تو ابھی کل کا بچہ ہے۔ عیسیٰؑ نے ان سے کہا: (میں اللہ کا بندہ ہوں، اس نے مجھے کتاب دی اور نبی بنایا)۔ لوگ اس کمسنی میں (کہ وہ جھولے میں پڑا رہنے والا ایک بچہ ہے) اسکی بات سنکر ہکے بکے رہ گئے یہ عیسیٰؑ کی نبوت پر ایک دلیل ہے، اس لئے کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو بغیر باپ کے پیدا کیا، اور بچپن کے عالم میں اسے گویائی بخشی، اس کا مقصد یہی تھا کہ لوگوں کے دلوں میں یہ اعتقاد پیدا کر دے کہ مستقبل میں اس کی بڑی شان ہوگی۔

آپ کی رسالت:

۱۔ جب حضرت عیسیٰؑ تیس برس کے ہوئے، اللہ نے آپ کو رسالت دیکر بنی اسرائیل کی طرف بھیجا۔ اور ان پر انجیل اتاری جس میں ان کے لئے اللہ تعالیٰ کی تعلیم تھی۔ پس وہ ان کو اللہ کے حکم کے مطابق دعوت دینے لگے۔ اس پر انھوں نے ان کو جھٹلایا، اور ان سے ایسی دلیل مانگی جو ان کی رسالت کی تائید کرے۔ انھوں نے آپکو کہا: ہمیں کوئی پرندہ بنا کر دکھاؤ تو ہم تم کو مان لینگے، پس اللہ نے ان کو وحی کی کہ وہ مٹی سے (پرندے کی شکل) بنائیں اور اس میں پھونک ماریں، وہ ان کے سامنے پرندہ بن کر اڑے گا، اور جب لوگوں نے یہ دیکھا، ان میں سے کچھ لوگ تو آپ پر ایمان لے آئے اور بہتوں نے ان کو جھٹلایا اور کہنے لگے کہ یہ تو جادوگر ہے۔

۲۔ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ایسے طبیب تھے جو طب میں ماہر تھے تو اللہ نے چاہا کہ

وہ ان کو ایسا معجزہ عطا کرے جو اسی ڈھب کا ہو جس میں وہ ماہر ہیں۔ پس ان کو (ان مریضوں کے چنگا کرنے سے) مخصوص کیا جن کی شفا بخشی سے وہ اطبا عاجز تھے، پھر مادر زاد اندھے کو چنگا کرنے سے، پھر (مُردوں کو زندہ کرنے سے) اور وہ اس طرح کہ اللہ سے دعا کرتے کہ اس مردہ کو زندہ کر دے جس کا زندہ کرنا ان سے طلب کیا جاتا، اللہ آپ کی دعا قبول کر لیتا، مُردہ اپنی قبر سے اُٹھ کھڑا ہوتا اور ان لوگوں سے باتیں کرتا پھر (ان کو ان کے خاص احوال کی باتیں بتلانے سے) پس لوگ جو کچھ اپنے گھروں میں کھاتے اور جو کچھ انھوں نے اپنے خزانوں میں جمع کیا ہوتا، اور جو باتیں ان کے دلوں میں ہوتیں جن سے سوا ان کے کوئی آگاہ نہ ہوتا، وہ ان کو بتلا دیتے۔ ان تمام روشن معجزوں کے باوجود انھوں نے ان کو جھٹلا دیا اور بہت کم لوگ ان پر ایمان لائے۔ آپ لوگوں کو اپنی رسالت اور دعوت کی تبلیغ کرتے رہے، یہانتک کہ اللہ نے ان کو اپنی طرف اٹھا لیا۔

فائدہ:

۱۔ مومنوں نے عیسیٰؑ سے طلب کیا کہ وہ اللہ سے دعا مانگیں کہ وہ ان پر آسمان سے دسترخوان اتاریں، عیسیٰؑ نے ان کو کہا: کیا تم اللہ پر یقین نہیں رکھتے؟ انھوں نے کہا: ہم چاہتے ہیں کہ اس سے کھائیں، ہمارے دل مطمئن ہوں اور جان لیں کہ تم نے ہمیں سچ کر دکھایا ہے اور ہم اس پر گواہ رہیں)۔ عیسیٰؑ نے اپنے رب کو پکارا، پھر اللہ نے ان کے لئے آسمان سے دسترخوان اتارا جس پر وہ کھانا تھا جو انھوں نے آپ سے طلب کیا تھا پھر انھوں نے اس سے کھایا، یہانتک کہ سیر ہو گئے۔ پھر دسترخوان آسمان کی طرف اٹھا لیا گیا۔

آنحضور علیہ السلام کے فضائل

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے قصہ سے آنیوالے فضائل حاصل ہوتے ہیں:-

۱۔ اپنی قوم کے تکلیف دینے پر آپ کا صبر

۲- آپ کی بہت بڑی بردباری: آپ کے صدر کی فراخی. اس وقت جب آپ کی قوم نے آپ سے تمسخر کیا، اور انھوں نے دعویٰ کیا کہ آپ جادوگر ہیں، اور آپ سے انھوں نے معجزہ مانگا، آپ انھیں ان کی مانگ کا جواب دیتے تھے، اس امید پر کہ وہ ایمان لے آئیں گے۔

مشق

۱- سیدنا عیسیٰ مٹی سے کیا کیا کرتے تھے تاکہ وہ پرند بن جائے؟
۲- دسترخوان کے معجزہ کی تشریح کرو۔
۳- آپ کے فضائل سے کوئی فضیلت بیان کرو۔

المترجم عبدالحق الفلاح
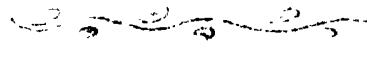
الدرس

(۱)

(۱) رَازِیْ زَارَنِیْ. (۲) رَازِی، دَارًا زَارَانِیْ.
(۳) رَازِی، نُوْرِی، دَارًا زَارُوْنِیْ.
(٤) رَازِیْ نَادَانِیْ. (۵) رَازِیْ، دَارًا نَادَیَانِیْ
(٦) رَازِی وَ دَارًا وَ نُوْرِی نَادَوْنِیْ.
(۷) رَازِی مَا زَارَ دَارَ نُوْرِیْ.
(۸) قَدْ قَامَ سَاقِیْ وَ مَا قَامَ بَاقِی.
(۹) بُوْقِیْ مَا رَاقَ نُوْرِی.
(۱۰) قَدْرِی زَمَّ بِمِسْمَارِی.

زَارَ : ملنے کو آیا ۔ زَارَا : دو ملنے کو آئے ۔
زَارُوْا : ملنے کو آئے ۔ نِیْ : مجھے ، مجھ کو ۔
نَادٰی : اس نے پکارا ۔ نَادَانِیْ : مجھ کو پکارا ۔
نَادَیَا : ان دو نے پکارا ۔ نَادَوْا : ان سب نے پکارا ۔
دَار : گھر (۷) راضی نوری کا گھر دیکھنے نہیں گیا ۔
(۸) ساقی اٹھا ہے، باقی نہیں اٹھا ۔
(۹) لُوْق : بگل - تُری ۔ رَاقَ : بھلا معلوم ہوتا ہے ۔
مَا رَاقَ : اچھا نہیں لگا ۔ (۱۰) قدری نے میری بانسری بجائی ۔
مِزْمَار : بانسری ۔ زَمَّرَ : بجایا ۔

(۲)

(۱) اَلْکِذْبُ حَرَامٌ ۔ (۲) اَلْکَسْبُ حَلَالٌ ۔
(۳) اَلذَّھَبُ ثَمِیْنٌ ۔ (۴) اَلسَّطْلُ ثَقِیْلٌ ۔
(۵) اَللَّیْلُ مُظْلِمٌ ۔ (۶) اَلنَّھَارُ مُضِیٌٔ ۔
(۷) ھٰذَا مَشْھُوْرٌ ۔ (۸) ذٰلِکَ سَھْلٌ ۔
(۹) سُرُوْرُکَ سُرُوْرِیْ ۔ (۱۰) دَمُکَ دَمِیْ وَ لَحْمُکَ لَحْمِیْ ۔

ترجمہ :-

(۱) کِذْب : جھوٹ ، حَرَامٌ : حرام ہے ۔ (۲) اَلْ کَسْبُ : کمائی ۔
(۳) ذَھَبٌ : سونا ، ثَمِیْنٌ : قیمتی ۔ (۴) سَطْلٌ : تانبے کا ایک برتن ۔
ثَقِیْلٌ : بوجھل ۔ (۵) مُظْلِمٌ : اندھیری ۔
(۶) نَھَار : دن ۔ مُضِیٌٔ : روشن ۔ (۹) تیری خوشی میری خوشی ہے
(۱۰) تیرا خون میرا خون ہے ، تیرا گوشت میرا گوشت ہے ۔

(۳)

كِتَابٌ : کوئی کتاب - اَلْكِتَابُ : کتاب

قَلَمٌ : ایک قلم - اَلْقَلَمُ : قلم -

جُنَيْنَةٌ : کوئی باغیچہ - اَلْجُنَيْنَةُ : معلوم باغیچہ

(۴)

اَلْاَبُ : باپ - اَلْاَخُ : بھائی -

اَلْاُمُّ : ماں - اَلْبَيْتُ : گھر -

اَلْاُخْتُ : بہن - وَ : اور -

(۵)

ترجمہ کرو :-

(۱) کوئی کتاب - (۲) معلوم کتاب - (۳) کوئی گھوڑا - (۴) گھوڑا -
(۵) بھائی اور بہن - (۶) گھر اور باغ - (۷) گھوڑا اور کتاب -
(۸) کوئی ماں اور ایک باپ - (۹) کوئی بھائی بہن -

ترجمہ عربی میں :-

(۱) كِتَابٌ - (۲) اَلْكِتَابُ - (۳) حِصَانٌ - (۴) اَلْحِصَان ۔
(۵) اَلْاَخُ وَ الْاُخْتُ - (۶) اَلْبَيْتُ وَ الْجُنَيْنَةُ ۔
(۷) اَلْحِصَانُ وَ الْكِتَابُ - (۸) اُمٌّ وَ اَبٌ ۔
(۹) اَخٌ وَ اُخْتٌ -

(۶)

رَجُلٌ : ایک مرد - وَلَدٌ : کوئی لڑکا - تَاجِرٌ : کوئی بیوپاری -
عُصْفُوْرٌ : ایک چڑیا - طَيِّبٌ : اچھا - طَيِّبَةٌ : اچھی -
صَالِحٌ : اچھا - نیک - صَالِحَةٌ : اچھی - نیک -

غَنِیٌّ : مالدار۔ غَنِیَّۃٌ : مال والی۔ جَمِیْلٌ : خوبصورت۔
مَلِیْحٌ : طرحدار۔ کَسْلَانُ : سُست۔ کَسْلَانَۃٌ : سُست (مؤنث)

ترجمہ کرو :۔

(۱) رَجُلٌ صَالِحٌ ۔ (۲) وَلَدٌ کَسْلَانُ ۔
(۳) اَلتَّاجِرُ الْغَنِیُّ ۔ (۴) اَلتَّاجِرَۃُ الْغَنِیَّۃُ ۔
(۵) عُصْفُوْرٌ مَلِیْحٌ وَ حِصَانٌ جَمِیْلٌ ۔
(۶) اُمٌّ صَالِحَۃٌ وَ رَجُلٌ طَیِّبٌ ۔

(۷)

قِطٌّ : بلا ۔ اَبْیَضُ : سفید۔ گورا۔ قِطَّۃٌ : بلی ۔
بَیْضَاءُ : گوری ۔ شَجَرَۃٌ : درخت ۔ اَوْضَۃٌ : کمرہ۔
لَوْحُ حَجَرٍ : سلیٹ ۔ کَبِیْرٌ : بڑا ۔ کَبِیْرَۃٌ : بڑی ۔
اَحْمَرُ : سرخ ۔ حَمْرَاءُ : سرخ رنگ کی۔ فَقِیْرٌ : غریب۔
فَقِیْرَۃٌ : غریب (عورت)۔ صَغِیْرٌ : چھوٹا۔ صَغِیْرَۃٌ : چھوٹی۔
عَالٍ : اُونچا۔ عَالِیَۃٌ : اونچی ۔

ترجمہ کرو :۔

(۱) قِطٌّ اَبْیَضُ ۔ (۲) قِطَّۃٌ بَیْضَاءُ ۔
(۳) اِمْرَأَۃٌ بَیْضَاءُ ۔ (۴) شَجَرَۃٌ عَالِیَۃٌ ۔
(۵) وَلَدٌ صَغِیْرٌ ۔ (۶) بِنْتٌ صَغِیْرَۃٌ ۔
(۷) اَلْکَلْبُ الْاَبْیَضُ وَ الْقِطُّ الْاَحْمَرُ ۔
(۸) اَلْقَلَمُ الصَّغِیْرُ وَ الْکِتَابُ الْکَبِیْرُ ۔
(۹) اَلرَّجُلُ الْغَنِیُّ وَ الْوَلَدُ الْفَقِیْرُ ۔
(۱۰) اَللَّوْحُ حَجَرُ الْکَبِیْرُ ۔

(۸)

عربی میں ترجمہ کرو:-

(۱) کوئی غریب آدمی - (۲) غریب آدمی - (۳) سست لڑکا -
(۴) ایک خوبصورت چڑیا - (۵) ایک مالدار مرد - (۶) ایک بڑا اور سفید گھوڑا
(۷) ایک نیک آدمی اور اچھی ماں - (۸) ایک چھوٹا لڑکا - (۹) بڑا کمرہ -
(۱۰) ایک اونچا درخت - (۱۱) لال بلا -

(۹)

یْ : میرا -	مَرِیْضٌ : بیمار -
اَبِیْ : میرا باپ -	اَسْوَدُ : کالا -
هُوَ طَیِّبٌ : وہ اچھا ہے -	حَزِیْنٌ : غمگین -
سَعِیْدٌ : نیک	اُمِّیْ : میری ماں -
مَبْسُوط : خوشحال	جِدًّا : بہت -

فِیْ : میں

(۱) اُمِّیْ مَبْسُوْطَةٌ - (۲) اَبِیْ غَنِیٌّ -
(۳) اَلرَّجُلُ الْفَقِیْرُ مَرِیْضٌ - (٤) کَلْبِیْ اَسْوَدُ -
(۵) اَلْوَلَدُ الطَّیِّبُ حَزِیْنٌ - (٦) اَلْحِصَانُ کَبِیْرٌ وَ مَلِیْحٌ -
(۷) قِطَّتِی الصَّغِیْرَةُ مَلِیْحَةٌ جِدًّا ۔
(۸) اَلتَّاجِرُ فِیْ اَوْضَتِیْ ۔ (۹) اَبِیْ فِی الْجُنَیْنَةِ ۔
(۱۰) اُخْتِی الصَّغِیْرَةُ فِی الْاَوْضَةِ ۔
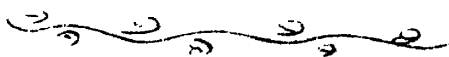
أُنْشُودَةُ الفَلَّاحِ

أَنَا الفَلَّاحُ ذُو البَاسِ — أَشُقُّ الأَرْضَ بِالفَاسِ
وَ أَحْرُثُهَا وَ أَبْذُرُهَا — وَ أُرْوِيهَا بِمِقْيَاسِ
وَ حَقْلِيْ فِيْهِ خَيْرَاتٌ — وَ فِيْهِ الرِّزْقُ لِلنَّاسِ
فَمِنْ قُطْنٍ وَ مِنْ قَصَبٍ — وَ مِنْ قَمْحٍ وَ قُلْقَاسِ
وَ كَمْ فِي الحَقْلِ مِنْ نِعَمٍ — تُفَرِّجُ كُرْبَةَ الآسِي
سَأَلْتُ اللهَ يَرْعَانِي — وَ يَحْفَظُنِي مِنَ اليَاسِ

ترجمہ: کسان کا گیت

میں زور آور کسان ہوں۔ زمین کو کلہاڑی (پھاؤڑا) سے چیرتا ہوں۔
اس کو جوتتا اور بوتا ہوں۔ اور اس کو اندازے سے پانی دیتا ہوں۔
اور میرے کھیت میں خیرات ہے اور اسمیں لوگوں کے لئے روزی ہے۔
کپاس ہے گنا ہے۔ گیہوں ہیں اور آلو ہیں۔
اور کھیتوں میں کتنی نعمتیں ہیں۔ جو غمگین کی مشقت دور کر دیتی ہیں۔
میں نے اللہ سے دعا کی کہ میری نگہبانی کرے۔ اور نا امیدی سے مجھ کو محفوظ کرے۔

طَيَّارَتِي

إِلَى العُلَا طَيَّارَتِي إِلَى السَّمَاءْ
إِجْذِبِي خَيْطِي وَ طِيرِي فِي الهَوَاءْ

وَ اخْطِرِی بِالرَّأْسِ فِی أَوْجِ الْعَلَاءْ
وَ الْعَبِی بِالذَّیْلِ فِی أُفُقِ الْفَضَاءْ
أَنْتِ فِی الْجَوِّ عُلُوٌّ وَ ارْتِقَاءْ
أَنْتِ فِی اللَّعِبِ سُرُوْرٌ وَ صَفَاءْ

ترجمہ

میرا پتنگ

میرے پتنگ! اوپر کو، آسمان کو
میری ڈور دُور کھینچ اور ہوا میں اُڑ
بلندی کی اونچائی میں سر کو ہلا
اور فضا کے کنارے پر دم سے کھیل
تو آسمان کے پول میں بلندی اور چڑھائی ہے
تو کھیل میں خوشی اور صفائی ہے

آلاتُ الفَلاحِ

اَلسَّاقِیَةُ آلَةٌ نَسْقِیْ بِهَا الزَّرْعَ، وَ یَدُوْرُ فِیْهَا حَیَوَانٌ کَالْبَقَرَةِ اَوِ الْجَامُوْسَةِ، وَ لَهَا دُوْلَابٌ یَدُوْرُ اِذَا دَارَتْ، لَهٗ عُیُوْنٌ تَحْمِلُ الْمَاءَ الْوَاطِیَٔ وَ تَرْفَعُهٗ فَیَرْوِی الْاَرْضَ۔

اَلطَّمْبُوْرُ وَ الْمِنْزَفَةُ "الشَّادِفُ" يَرْفَعُ بِهِمَا الْفَلَّاحُ الْمَاءَ الْوَاطِئَ لِيُرْوِيَ بِهِ الْأَرْضَ الْعَالِيَةَ۔

ترجمہ

کسان کے آلات

رہٹ ایک ایسا آلہ ہے جس کے ساتھ کھیتیاں سینچی جاتی ہیں۔ اس میں کوئی حیوان گھومتا ہے بیل یا بھینسے کی مانند اور اس کے لئے چرخ ہے جب کوئی حیوان گھومتا ہے تو وہ گھومتا ہے۔ اس کی ٹینڈیں ہوتی ہیں جو نیچے پانی کو اٹھاتی ہیں اور اوپر لاکر زمین کو سیراب کرتی ہیں۔

طمبور اور ڈھینکلی کے ذریعے کسان نیچے کا پانی اوپر لاکر اونچی زمینوں کو سیراب کرتا ہے ۞
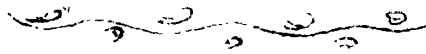
كَيْفَ يَصِيْرُ الْقَمْحُ خُبْزًا؟

بَعْدَ أَنْ يُحْصَدَ الْقَمْحُ يُدْرَسُ وَ يُذَرَّى لِيُفْصَلَ الْحَبُّ مِنَ التِّبْنِ۔

يُغَرْبَلُ الْحَبُّ وَ يُنَقَّى مِنَ الْحَصَى وَ غَيْرِهِ وَ يُغْسَلُ وَ يُجَفَّفُ ثُمَّ يُطْحَنُ وَ يُنْخَلُ۔

يُعْجَنُ الدَّقِيْقُ بِالْمَاءِ لِلْخُبْزِ وَ بِاللَّبَنِ مَعَ السَّمْنِ

وَ السُّكَّرِ لِلقُرْصِ وَ يُتْرَكُ العَجِيْنُ لِيَخْمُرَ ثُمَّ يُقَرَّصُ ۔

تُرَقَّقُ اَقْرَاصُ العَجِيْنِ وَ يُخْبَزُ فِي الفُرْنِ وَ يُؤْكَلُ الخُبْزُ طَرِيًّا وَ جَافًّا ۔

ترجمہ

گیہوں کس طرح روٹی بنتا ہے ؟

بعد اس کے کہ گیہوں کاٹے جائیں، کاٹے اور بکھیرے جاتے ہیں تاکہ دانے تنکوں سے جدا ہو جائیں ۔

دانے چھانے جاتے ہیں اور کنکریوں وغیرہ سے صاف کئے جاتے ہیں اور دھوئے جاتے ہیں اور سکھائے جاتے ہیں، پھر پیسے اور چھانے جاتے ہیں ۔

آٹا پانی ملاکر روٹی کے لئے اور دودھ گھی اور شکر ملا کر ٹکیوں کے لئے گوندھا جاتا ہے اور گوندھا ہوا آٹا خمیرہ ہونے کے لئے چھوڑ دیا جاتا ہے، پھر اسکے پیڑے بنائے جاتے ہیں ۔

پھر گندھے آٹے کے پیڑوں کی چپاتیاں بنائی جاتی ہیں اور تندور میں پکائی جاتی ہیں اور روٹی تازہ اور سوکھی ہوئی کھائی جاتی ہے
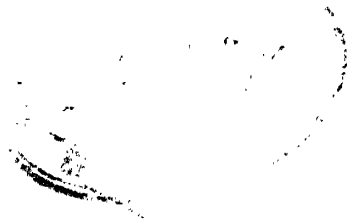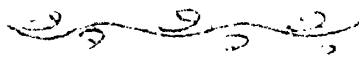
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلام

جالندھر شہر

جلد ۱۵	ستمبر سنہ ۱۹۴۴ء۔ رمضان سنہ ۱۳۶۳ھ	نمبر ۹

مختصر ابن ابی جمرۃ

(۱۸۷)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ (رض) عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَمْ یَتَکَلَّمْ فِی الْمَهْدِ اِلَّا ثَلَاثَةٌ، عِیْسٰی وَ کَانَ فِیْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ رَجُلٌ یُقَالُ لَهٗ جُرَیْجٌ، کَانَ یُصَلِّیْ، جَاءَتْهُ اُمُّهٗ، فَدَعَتْهُ. فَقَالَ: اُجِیْبُهَا اَوْ اُصَلِّیْ، فَقَالَتِ اللّٰهُمَّ لَا تُمِتْهُ حَتّٰی تُرِیَهٗ وُجُوْهَ الْمُوْمِسَاتِ، وَ کَانَ جُرَیْجٌ فِیْ صَوْمَعَتِهٖ فَتَعَرَّضَتْ لَهٗ امْرَاَةٌ، فَکَلَّمَتْهُ، فَاَبٰی، فَاَتَتْ رَاعِیًا فَاَمْکَنَتْهُ مِنْ نَفْسِهَا، فَوَلَدَتْ غُلَامًا. فَقَالَتْ مِنْ جُرَیْجٍ، فَاَتَوْهُ فَکَسَرُوْا صَوْمَعَتَهٗ

وَ اَنْزَلُوْہُ وَ سَبُّوْہُ، فَتَوَضَّأَ وَ صَلّٰی، ثُمَّ اَتَی الْغُلَامَ. فَقَالَ مَنْ اَبُوْكَ یَا غُلَامُ؟ فَقَالَ الرَّاعِیْ. قَالُوْا نَبْنِیْ لَكَ صَوْمَعَتَكَ مِنْ ذَهَبٍ. قَالَ لَا اِلَّا مِنْ طِیْنٍ ۔ وَ كَانَتِ امْرَاَةٌ تُرْضِعُ ابْنًا لَهَا مِنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ اِذْ مَرَّ بِهَا رَاكِبٌ ذُوْ شَارَةٍ. فَقَالَتِ اللّٰهُمَّ اجْعَلِ ابْنِیْ مِثْلَهٗ، فَتَرَكَ ثَدْیَهَا وَ اَقْبَلَ عَلَى الرَّاكِبِ، فَقَالَ اللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِیْ مِثْلَهٗ. ثُمَّ اَقْبَلَ عَلٰی ثَدْیِهَا یَمَصُّهٗ، قَالَ اَبُوْهُرَیْرَةَ كَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلَى النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسلم یَمَصُّ اِصْبَعَهٗ، ثُمَّ مَرَّ بِاَمَةٍ فَقَالَتِ اللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلِ ابْنِیْ مِثْلَ هٰذِهٖ! فَتَرَكَ ثَدْیَهَا فَقَالَ: اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِثْلَهَا. فَقَالَتْ لَهٗ: لِمَ ذٰلِكَ؟ قَالَ الرَّاكِبُ جَبَّارٌ مِنَ الْجَبَابِرَةِ، وَهٰذِهِ الْاَمَةُ یَقُوْلُوْنَ سَرَقْتِ وَ زَنَیْتِ وَ لَمْ تَفْعَلْ ۔

ترجمہ: از ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ، از نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، فرمایا: پنگوڑے میں تین ہی نے بات کی ہے:-

عیسیٰؑ نے، اور بنی اسرائیل میں ایک مرد تھا، جس کو جریج کہتے تھے، وہ نماز پڑھتا تھا، اس کی ماں آئی، اس کو بلایا، اس نے اپنے دل میں کہا: اس کو جواب دوں یا نماز ہی پڑھتا رہوں؟ پس اس کی ماں نے کہا: اے اللہ! اس کو موت نہ دے جب تک اس کو زانیہ عورتوں کے منہ نہ دکھا لے۔ جریج اپنی خانقاہ میں تھا۔ پس ایک عورت اس کے آگے آئی اور اس سے بات چیت کی تو وہ نہ مانا۔ پھر وہ ایک گڈریے

کے پاس آئی اور اس کو اپنے نفس پر قابو دیا، پھر وہ ایک لڑکا جنی، اور کہا: جریج کا ہے۔ لوگ اس کے پاس آئے اور اس کی خانقاہ ڈھادی اور اس کو اتار لائے اور گالیاں دیں۔ جریج نے وضو کر کے نماز پڑھی۔ پھر اس نے لڑکے کے پاس آکر کہا: لڑکے! تیرا باپ کون ہے؟ اس نے کہا: گڈریا۔ لوگوں نے کہا: ہم تیری خانقاہ سونے کی بنا دیتے ہیں۔ کہا: نہیں، صرف گارے مٹی کی۔

اور ایک عورت تھی بنی اسرائیل میں سے۔ وہ اپنے بچے کو دودھ پلا رہی تھی کہ اس کے پاس سے ایک بانکا سوار گزرا۔ پس اس نے کہا: اے خدا میرے بیٹے کو اس جیسا کر دے۔ بچے نے دودھ چھوڑ کر راکب کی طرف منہ کیا اور کہا: بار خدایا! مجھ کو اس جیسا نہ کر۔ پھر وہ ماں کی چھاتی کو چوسنے لگا۔ ابوہریرہؓ نے کہا: گویا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی انگلی چوستے دیکھ رہا ہوں۔ پھر اس کے پاس سے ایک لونڈی گزری، تو ماں نے کہا: الٰہی! میرے بیٹے کو اس کی مانند نہ کر۔ پھر بچے نے اس کی چھاتی کو چھوڑ کر کہا: اے خدا! مجھ کو ایسا ہی کرنا۔ ماں نے اس کو کہا: ایسا کیوں؟ کہا: سوار ایک جابر ہے جابروں میں سے، اور اس لونڈی کو کہا جاتا ہے، اس نے تو چوری کی ہے، زنا کیا ہے اور اس نے نہیں کیا۔

(۱۸۸)

عَنْ حُذَيْفَةَ (رض) قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اِنَّ رَجُلًا حَضَرَهُ الْمَوْتُ، فَلَمَّا يَئِسَ مِنَ الْحَيَاةِ اَوْصٰى اَهْلَهٗ: اِذَا اَنَا مُتُّ فَاجْمَعُوْا لِيْ حَطَبًا كَثِيْرًا وَ اَوْقِدُوْا فِيْهِ نَارًا حَتّٰى اِذَا اَكَلَتْ لَحْمِيْ، وَ خَلَصَتْ اِلٰى عَظْمِيْ، فَامْتُحِشَتْ فَخُذُوْهَا، فَاطْحَنُوْهَا، ثُمَّ انْظُرُوْا يَوْمًا

رِيَاحًا فَاذْرُوهُ فِي الْبَحْرِ، فَفَعَلُوا، فَجَمَعَهُ اللهُ تَعَالَى، فَقَالَ لَهُ لِمَ فَعَلْتَ ذَلِكَ؟ قَالَ مِنْ خَشْيَتِكَ، فَغَفَرَ اللهُ لَهُ +

ترجمہ: از حذیفہؓ۔ کہا، میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ایک شخص تھا، اس کی موت کے آثار نمودار ہوئے، پھر جب وہ زندگی سے ناامید ہو گیا، تو اس نے اپنے گھر کے لوگوں کو یہ وصیت کی کہ جب میں مرجاؤں تو تم لوگ بہت سا ایندھن اکٹھا کرو اور اس میں آگ سلگا دو، یہ انتک کہ جب آگ میرا گوشت کھا کر ہڈیوں کو جا لگے اور میں جل کر کوئلا ہو جاؤں تو جلی ہوئی ہڈیوں کو لیکر پیس ڈالو۔ پھر تم کسی تیز ہوا والے دن کا انتظار کرو اور اس کو سمند میں بکھیر دو۔ انھوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر اللہ تعالےٰ نے اس کو جوڑ کر کہا: تو نے ایسا کیوں کیا؟ کہا: تیرے خوف سے، تو اللہ نے اس کو معاف کر دیا۔

تشریحات:

اِنَّ رَجُلًا: نام مذکور نہیں ہوا، کہتے ہیں کفن چور تھا +

يَئِسَ: اَلْيَأْسُ = اَلْقُنُوْطُ: ناامید ہونا۔ از باب فَهِمَ يَئِسَ يَيْئِسُ بھی آتا ہے +

اِجْمَعُوْا: قَالَ فِي الْمُخْتَارِ جَمَعَ الشَّيْءَ الْمُتَفَرِّقَ فَاجْتَمَعَ، بابہ قَطَعَ يَقْطَعُ +

اَوْقِدُوْا فِيْهِ: اى فِى الحطب + إِذَا خَلَصَتْ: اى وَصَلَتْ: پہنچ جائے۔

امْتُحِشْتُ: اى احترقتُ: جل جاؤں + يَوْمٌ رَاحٌ: اى شديد الريح +

اذْرُوا: طَيِّرُوا: اڑادو + فِي الْيَمِّ: فِي الْبَحْرِ +

مِنْ خَشْيَتِكَ: اَيِ الْخَوْفِ مِنْكَ: يُقَالُ خَشِيَ اللهَ خَشْيَةً۔ اى خاف وهو خشيان والمرأة خشيا، وَهٰذَا الْمَكَانُ اَخْشَى مِنْ ذٰلِكَ: یہ جگہ اس سے زیادہ خوفناک ہے +

(وَهٰذَا الحديث ذَكَرَهُ البخاري في باب ما ذُكِرَ عن بني اسرائيل)

(۱۸۹)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ (رض) عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كَانَتْ بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ تَسُوْسُهُمُ الْاَنْبِيَاءُ، كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ وَ اِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ، وَ سَتَكُوْنُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُوْنَ۔ قَالُوْا فَمَا تَاْمُرُنَا؟ قَالَ فُوْا بِبَيْعَةِ الْاَوَّلِ فَالْاَوَّلِ، اَعْطُوْهُمْ حَقَّهُمْ فَاِنَّ اللهَ سَائِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ۔

ترجمہ: بروایت ابی ہریرہ رض از نبی خدا صلی اللہ علیہ وسلم، آنحضرت ؐ نے فرمایا: بنی اسرائیل پر ان کے انبیاء حکمرانی کرتے تھے۔ جب کبھی کوئی نبی وفات پاتا تو دوسرا نبی اس کا جانشین ہو جاتا، اور میرے پیچھے کوئی نبی (آنیوالا) نہیں (کہ وہ میرا جانشین ہو) اور (میرے بعد) خُلَفَاء ہونگے اور بکثرت ہونگے۔ (اصحاب نے کہا: جب آپ کے بعد کثرت سے خلفاء ہوں اور ان کے درمیان جھگڑے بکھیڑے پڑ جائیں، تو (اسوقت) آپ ہم کو کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا پہلے خلیفہ کی بیعت پوری کرو، پھر پہلے کی، تم انکو ان کا حق ادا کرو (یعنی ان کی سنو اور مانو) (اور اگر وہ تمھارے حقوق پورے نہ کریں) تو اس کا جواب ان سے اللہ طلب کرنے والا ہے کہ انھوں نے اپنی رعایا کی کیسی نگہبانی کی۔

تشریح: ۔ فُوْا: امر ہے وَفَا سے۔ وَفَا ضدِ غدر ہے۔ يُقَالُ وَفَى بِعَهْدِهٖ و فاه و اوفى بمعنى

(۱۹۰)

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ (رض) اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ: لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَ ذِرَاعًا بِذِرَاعٍ، حَتّٰى لَوْ سَلَكُوْا جُحْرَ ضَبٍّ لَسَلَكْتُمُوْهُ، قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الْيَهُوْدَ وَ النَّصَارٰى؟ قَالَ فَمَنْ؟ +

ترجمہ: بروایت ابوسعید رضی اللہ عنہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ضرور اپنے سے پہلے کے لوگوں کے طریق پر چلوگے بالشت بہ بالشت اور گز بہ گز، یہانتک کہ اگر وہ گوہ کے سوراخ میں گھسے ہونگے تو تم بھی گھس جاؤ گے۔ ہم نے عرض کیا، یارسول اللہ (ان کی ہم پیروی کرینگے) وہ یہود و نصاریٰ ہیں؟ آنحضرتؐ نے فرمایا: تو اور کون؟

(وھٰذا الحدیث ذکرہ البخاری فی باب السابق)

(۱۹۱)

عَنْ اُسَامَةَ (رض) قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلطَّاعُوْنُ رِجْسٌ اُرْسِلَ عَلٰى طَائِفَةٍ مِنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ اَوْ عَلٰى مَنْ كَانَ مِنْ قَبْلِكُمْ، فَاِذَا سَمِعْتُمْ بِهٖ بِاَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوْا عَلَيْهِ، وَ اِذَا وَقَعَ بِاَرْضٍ وَ اَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوْا فِرَارًا +

ترجمہ: بروایت اسامہ رضی اللہ عنہ، کہا، پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طاعون ایک عذاب ہے جو بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر، یا ان پر جو تم سے پہلے تھے بھیجا گیا۔ پھر جب تم اس کا (وقوع) کسی سرزمین پر سنو تو تم اس میں نہ جاؤ، اور اگر وہ کسی ایسی جگہ واقع ہو جہاں تم موجود ہو تو اس سے بھاگ کر باہر نہ جاؤ +

تشریح: فِرَارًا مِنْهُ یعنی طاعون سے بھاگ جانے کے لئے۔ پس جن کل جانے

سے منع کیا گیا وہی ہے جو محض بھاگ جانے کے لئے ہو، کسی اور غرض سے نہو۔ سو کسی دیگر غرض کے لئے نکلنا جیسے تجارت مباح ہے۔ ابن جریر طبری نے ابو موسیٰ اشعری سے نقل کیا ہے کہ وہ اپنے بیٹوں کو طاعون کے خطرے سے بدویوں میں بھیج دیتے تھے اور اسود بن ہلالؒ اور مسروقؒ اس سے بھاگ نکلتے تھے۔ اور عمر بن العاصؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا: تَفَرَّقُوْا عَنْ هٰذَا الرِّجْزِ فِي الشِّعَابِ وَ الْاَوْدِيَةِ وَ رُءُوْسِ الْجِبَالِ: کہ اس عذاب سے گھاٹیوں، وادیوں اور پہاڑوں کی چوٹیوں میں بکھر جاؤ۔ شاید ان کو یہ نہی نہ پہنچی ہو یا وہ یہ سمجھے ہوں نہی تنزیہ کے لئے ہے۔ اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا: نَفِرُّ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ اِلٰى قَدَرِ اللّٰهِ: ہم اللہ کی تقدیر سے اللہ کی تقدیر کی طرف بھاگتے ہیں ÷

(و هٰذا الحديث ذكره البخاري في الباب السابق)

(۱۹۲)

عَنْ عَائِشَةَ (رض) قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الطَّاعُوْنِ، فَاَخْبَرَنِيْ اَنَّهُ عَذَابٌ يَبْعَثُهُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَاءُ، وَ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ جَعَلَهُ رَحْمَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ، لَيْسَ مِنْ اَحَدٍ يَقَعُ الطَّاعُوْنُ فَيَمْكُثُ فِيْ بَلَدِهٖ صَابِرًا مُّحْتَسِبًا، يَعْلَمُ اَنَّهُ لَا يُصِيْبُهُ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ، اِلَّا كَانَ لَهُ مِثْلُ اَجْرِ شَهِيْدٍ ÷

ترجمہ: عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہا میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے طاعون کا حال پوچھا، تو آنحضرتؐ نے مجھ کو بتلایا کہ وہ ایک طرح کا عذاب ہے جس کو اللہ جس پر چاہتا ہے بھیجتا ہے، اور یہ بھی بتلایا کہ اس کو اللہ (عز و جل) نے مومنین کے لئے رحمت قرار دیا دیا ہے۔ کوئی ایسا شخص نہیں جو طاعون پڑ جانے پر اپنے شہر میں صابر ہو کر بہ نیت ثواب ٹھہرا

یہ جانتا ہوا کہ اسکو وہی پہنچیگا جو اسکے لئے اللہ نے لکھا ہے، مگر اسکو اجر شہید کی مانند ملیگا۔

(۱۹۳)

عَنْ عَائِشَةَ (رض) اَنَّ قُرَيْشًا اَهَمَّهُمْ شَاْنُ الْمَرْاَةِ الْمَخْزُوْمِيَّةِ الَّتِيْ سَرَقَتْ فَقَالَ وَمَنْ يُكَلِّمُ فِيْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالُوْا وَمَنْ يَّجْتَرِئُ عَلَيْهِ اِلَّا اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَكَلَّمَهٗ اُسَامَةُ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَتَشْفَعُ فِيْ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ؟ ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ، ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا هَلَكَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ، اِنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ، وَاِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الضَّعِيْفُ اَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحَدَّ، وَ اَيْمُ اللّٰهِ لَوْ اَنَّ فَاطِمَةَ ابْنَتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا۔

ترجمہ: - عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قریش کو اس مخزومیہ عورت کے معاملے نے جس نے چوری کی تھی بے چین کر رکھا تھا (واقعہ یہ تھا کہ اُس نے غزوۂ فتح میں زیور چرا لیا تھا)، (قریش نے) کہا: کون اسکے بارے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کرے۔ لوگوں نے کہا (ابن ابی شیبہ کے نزدیک کہنے والا مسعود بن الاسود تھا): بجز اسامہ بن زید محبوب رسولِ خدا کے اور کون انکے حضور جسارت کر سکتا ہے؟ پس اسامہ نے گفتگو کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو خدائے غالب و بزرگ کی حدود میں سے کسی حد میں سفارش کرتا ہے، پھر آپ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا، پھر فرمایا: تم سے پہلے لوگ اسی وجہ سے ہلاک ہوئے کہ وہ جب ان میں کوئی شریف آدمی چوری کرتا، اسکو چھوڑ دیتے اور جب کوئی کمزور شخص چوری کرتا تو اس پر حد قائم کر دیتے، اور قسم خدا کی اگر محمد کی بیٹی فاطمہ چوری کرتی تو میں ضرور اسکا ہاتھ کاٹتا +

تشریح: اس مخزومیہ کا نام فاطمہ تھا +

الْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ ۭ وَمَنْ اَوْفٰى

اَلْ	اِنْجِيْلِ	وَ	اَلْ	قُرْاٰنِ	وَ	مَنْ	اَوْفٰى
	انجیل	اور		قرآن کے	اور	کون ہے	زیادہ وفادار

وعدہ ہو چکا ہے اور اللہ سے بڑھ کر اپنے قول کا پورا

بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا

بِ	عَهْدِ	هٖ	مِنْ	اَللّٰهِ	فَ	اِسْتَبْشِرُوْا	بِ
ساتھ	قرار کے	اپنے	اللہ	سے	پس	خوشی مناؤ	پر

اور کون ہے، تو اس سودے پر جس کا معاملہ

بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ۭ وَذٰلِكَ

بَيْعِ	كُمُ	اَلَّذِيْ	بَايَعْتُمْ	بِ	هٖ	وَ	ذٰلِكَ
فروخت	اپنی	کہ	لین دین کیا	ساتھ	اس کے	اور	وہ

[illegible] اور یہی تو

هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿١١١﴾ اَلتَّآئِبُوْنَ

هُوَ	اَلْ	فَوْزُ	اَلْ	عَظِيْمُ	۱۱۱	اَلْ	تَائِبُوْنَ
ہی ہے		کامیابی		بڑی		یہی ہیں	توبہ کرنے والے

شاندار کامیابی ہے۔ (۱۱۱) (یہی ہیں جو معصیت سے کنارہ کش ہو کر مقام طاعت کی طرف)

الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ

اَلْ	عٰبِدُوْنَ	اَلْ	حٰمِدُوْنَ	اَلْ	سَائِحُوْنَ	اَلْ	رَاكِعُوْنَ
	عبادتگزار		گن گانیوالے		سفر و سیاحت کرنیوالے		رکوع کرنیوالے

رجوع کرنے، بندگی بجالانے، مالک کے گن گانے والے، راہ خدا کے مسافر، اسکے آگے جھکے رہنے

السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ

اَلْ	سٰجِدُوْنَ	اَلْ	اٰمِرُوْنَ	بِ	اَلْ	مَعْرُوْفِ	وَ
	سجدہ کرنیوالے		حکم کرنیوالے			پسندیدہ کاموں کا	اور

ماتھا ٹیکنے والے، معقول کاموں کی تعلیم دینے اور

عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ

عَنْ	مَوْعِدَةٍ	وَعَدَ	هَا	اِيَّاهُ	فَ	لَمَّا	تَبَيَّنَ
بسبب	ایک وعدے کے	کیا تھا	وہ	اس سے	پھر	جب	کھلا

محض ایک وعدہ کی وجہ سے تھی جو اس سے کر لیا تھا۔ پھر جب اس پر

لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ؕ اِنَّ

لَهٗ	اَنَّ	هٗ	عَدُوٌّ	لِلّٰهِ	تَبَرَّاَ	مِنْهُ	اِنَّ
اسکو	کہ	وہ	ایک دشمن ہے	اللہ کا	بیزار ہوا	اس سے	بیشک

روشن ہو گیا کہ وہ ایک دشمن ہے اللہ کا تو وہ اس سے بیزار ہو گیا واقعی

اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ (۱۱۴) وَمَا كَانَ

اِبْرَاهِيْمَ	لَ	اَوَّاهٌ	حَلِيْمٌ	۱۱۴	وَ	مَا	كَانَ
ابراہیم		بڑا نرم دل	بردبار ہے	۱۱۴	اور	نہیں	ہے

ابراہیم بڑا درد مند بردبار تھا۔ (۱۱۴)۔ اور اللہ کا یہ کام

اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ

اَللّٰهُ	لِ	يُضِلَّ	قَوْمًا	بَعْدَ	اِذْ	هَدٰى	هُمْ
اللہ	ایسا کہ	گمراہ کرے	کسی قوم کو	پیچھے	اس کے کہ	راہ پر لایا	ان کو

نہیں ہے کہ کسی قوم کو راہ پر لے آنے کے بعد گمراہ کرے جب تک

حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

حَتّٰى	يُبَيِّنَ	لَهُمْ	مَا	يَتَّقُوْنَ	اِنَّ	اللّٰهَ	بِ
جب تک نہ	بیان کرے	ان کو	جن کاموں سے	وہ بچتے رہیں	بیشک	اللہ	

ان پر روشن نہ کر دے کہ کن کاموں سے انہیں بچنا ہے بیشک اللہ

بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (۱۱۵) اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ

كُلِّ	شَيْءٍ	عَلِيْمٌ	۱۱۵	اِنَّ	اللّٰهَ	لَهٗ	مُلْكُ
ہر	چیز کو	جانتا ہے	۱۱۵	بیشک	اللہ	اسی کی ہے	بادشاہی

سب کچھ جانتا ہے۔ (۱۱۵)۔ اور اللہ ہی مالک ہے آسمانوں کی

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ وَمَا

اَلسَّمٰوٰتِ	وَ	اَلْاَرْضِ ط	یُحْیٖ	وَ	یُمِیْتُ ط	وَ	مَا
آسمانوں کی	اور	زمین کی ط	وہی جلاتا ہے	اور	مارتا ہے ط	اور	نہیں

اور زمین کی بادشاہی کا ط وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے ط اور اللہ کے

لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا

لَ كُمْ	مِنْ	دُوْنِ	اَللّٰہِ	مِنْ	وَلِیٍّ	وَ	لَا
تمہارا	سوائے		اللہ	کوئی	یار	اور	نہ

سوا نہ کوئی تمہارا یار اور نہ مددگار ہے۔

نَصِیْرٍ ﴿۱۱۶﴾ لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِیِّ

نَصِیْرٍ	۱۱۶	لَ	قَدْ	تَّابَ	اَللّٰہُ	عَلٰی	اَلنَّبِیِّ
مددگار	۱۱۶	البتہ	رجوع فرمایا		اللہ نے	پر	نبی

۔(۱۱۶)۔ اور اللہ نے اس نبی پر اور ان مہاجرین و

وَالْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ

وَ	اَلْ	مُهٰجِرِیْنَ	وَ اَلْ	اَنْصَارِ	اَلَّذِیْنَ	اِتَّبَعُوْ	هُ
اور	وطن چھوڑنے والے		اور	مددگاروں پر	جنھوں نے	پیروی کی	اسکی

انصار پر عنایت کی جنھوں نے تنگی کی گھڑی میں

فِیْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ یَزِیْغُ قُلُوْبُ

فِیْ	سَاعَةِ	اَلْعُسْرَةِ	مِنْ بَعْدِ مَا	كَادَ	یَزِیْغُ	قُلُوْبُ
میں	گھڑی	تنگی کی	بعد اسکے کہ	قریب تھا کہ	کج ہوجائیں	دل

اس کا ساتھ دیا بعد اس کے کہ ان کی ایک جماعت کے دل

فَرِیْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَیْهِمْ اِنَّهٗ

فَرِیْقٍ	مِنْهُمْ	ثُمَّ	تَابَ	عَلٰی	هِمْ ط	اِنَّ	هٗ
ایک گروہ کے	ان میں سے	پھر	اسنے رجوع فرمایا	پر	ان ط	یقیناً	وہ

ڈگمگا چلے تھے، پھر اللہ نے ان کے حال پر عنایت فرمائی ط یقیناً وہ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۵۵

پیامِ اسلام

جالندھر شہر

القسمُ الثّانی

روضۃُ الاطفال

مُدیر: محمد احمد خان ذاکر

الدروس العربية

(بقلم مولنا عبد الرشید صاحب مولوی فاضل)

المحطة

هذه محطة لاهور هي اكبر المحطات في الهند
نعم اللهم الآن تساويها محطة دهلي. هنا نحو تسعة
من الرصائف، ولكل رصيف عدد خاص مكتوب في الانكليسية والارقام
الاعداد كلها معلقات بالقناطر ليريها كل واحد بدون تعب وكذ نعم على كل رصيف ساعة [illegible] تبين الوقت الصحيح
ها انظر الآن العاشرة و ثلث اظن انه
قد بقي ربع من الساعة فقط حتى نشهد القطار
تعال نذهب الى غرفة التحقيق و نسأل ما هو
الوقت الصحيح. نعم صحيح تذكرت الآن تلك
لوحة الاعلان معلقة بالجدار، ينبغي لنا ان
نبحث هناك اولا و ان لم نجد عليها فنقصد الى
غيرها. هذه اللوحة. انظر ههنا جدولان في
جانب الايمن اسماء القطر مثلا فنجاب ميل، فرنتير
ميل، دهره دون اكسبرس وغير ذلك و الى الايسر
الاوقات التي تتحرك فيها القطارات من محطة الى محطة،
او الاوقات التي تصل فيها اليها. نعم هذه القطار

الَّذِیْ نَحْنُ نَحْتَاجُ اِلٰی مَعْرِفَتِہٖ کَمِ السَّاعَۃُ؟ اِقْرَأْ اِقْرَأْ
حَادِیَۃَ عَشَرَ وَ نِصْفٍ لِاَنَّہٗ مُنْذُ نَشَبَتِ الْحَرْبُ تَتَاَخَّرُ
کُلُّ قِطَارٍ عَنْ وَقْتِہٖ الْمُعَیَّنِ۔ فَاِذًا ذَالِکَ یَجِبُ عَلَیْنَا
اَنْ نَمْشِیَ عَلَی الرَّصِیْفِ رُوَیْدًا رُوَیْدًا وَ نَبْحَثَ عَنْ
غُرُفَاتِ الْمَحَطَّۃِ وَ نَنْظُرَ اِلٰی عُمَّالِہَا وَخَادِمِیْہَا بِمَا
یَشْتَغِلُوْنَ۔ ہٰذِہٖ غُرْفَۃُ التَّذَاکِرِ، اُنْظُرْ مَخْزَنُ التَّذَاکِرِ
وَ فِیْہَا اَدْرَاجٌ غَیْرُ عَدِیْدَۃٍ اَلْمَمْلُوْءَۃُ بِالتَّذَاکِرِ، وَ
لِکُلِّ دُرْجٍ فُلَانٍ وَ تَذْکِرَۃُ امْرِتْسَرْ، مَثَلًا فِی الدُّرْجِ
الَّذِیْ تَحْتَہٗ وَقِسْ عَلٰی ہٰذَا الْقِیَاسِ، ہَا ہُوَ مُوَزِّعُ التَّذَاکِرِ
الْقَائِمُ عِنْدَ الشُّبَّاکِ وَ الْمُسَافِرُوْنَ قَدِ اجْتَمَعُوْا حَوْلَہٗ
یَقَعُ بَعْضُہُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَ قَدْ جَرَتِ الْمُخَاصَمَۃُ بَیْنَہُمْ
لِاَنَّ کُلَّ وَاحِدٍ مِنْہُمْ یُرِیْدُ اَنْ یَسْبِقَ وَ یَاْخُذَ
التَّذْکِرَۃَ قَبْلَ صَاحِبِہٖ ہَا قَدْ جَاءَ الشُّرْطِیُّ وَ اَخَذَ
یُطَارِدُہُمْ کَیْفَمَا یُطْرَدُ الذُّبَابُ نَعَمْ! فَلِمَ ذَا ہٰذِہِ
الْمُطَارَدَۃُ وَ الْمُخَاصَمَۃُ؟ اَلسَّبَبُ الْوَحِیْدُ اَنَّ ہٰؤُلَاءِ
الْمُسَافِرِیْنَ کُلُّہُمْ جَاہِلُوْنَ غَیْرُ عَارِفِیْنَ بِالْاُصُوْلِ وَ
الْقَوَانِیْنِ الَّتِیْ تُصْلِحُ اُمُوْرَہُمْ وَ تَدْفَعُ عَنْہُمُ الْکُرَبَ
فِیْ کُلِّ مَنْزِلٍ مَعَ مَا اِنَّ عِنْدَ کُلِّ شُبَّاکٍ مَکْتُوْبٌ
اُدْخُلُوْا مِنْ ہٰذِہِ الطَّرِیْقِ وَ اخْرُجُوْا مِنَ الْاٰخَرِ
وَ لٰکِنْ اَیْنَ مَنْ یَعْرِفُ الْقِرَاءَۃَ مِنْہُمْ وَلَوْ کَانُوْا
قَارِئِیْنَ لَمْ یَفْعَلُوْا ہٰکَذَا اَبَدًا لِاَنَّ الْجَہْلَ وَالْعَدَاوَۃَ

عَمَّا يَنْفَعُهُمْ مِنْ خَصَائِصِ الْهِنْدِيِّيْنَ فَتَبًّا لِعَادَاتِهِمْ وَ أَسَفًا عَلٰى مَا يُقَاسُوْنَ فِيْ كُلِّ مَنْزِلٍ۔

تَعَالَ نَذْهَبْ إِلٰى غُرْفَةِ التَّذَاكِرِ لِلدَّرَجَةِ الثَّانِيَةِ أَوِ الْأُوْلٰى لِأَنَّ لَيْسَ هُنَالِكَ ازْدِحَامٌ وَلَا مُنَاقَمَةٌ وَلَا مُشَاتَمَةٌ عِيَاذًا بِاللّٰهِ. هَا أُنْظُرْ أَنَّ مُوَزِّعَ التَّذَاكِرِ رَجُلٌ شَرِيْفٌ وَ مُشْتَرِيُوْنَ أَيْضًا أَصْحَابُ الْهِمَّةِ وَ الْوَقَارِ فَهٰذِهِ الْوَرَقَةُ (نوٹ) اشْتَرِيْ تَذْكِرَةَ الرَّصِيْفِ (پلیٹ فارم ٹکٹ)۔ تَعَالَ نَسِيْرُ الْآنَ إِلٰى دَاخِلِ الْمَحَطَّةِ وَ نَبْحَثُ بِمَاذَا يَجْرِيْ هُنَاكَ وَ بِمَاذَا يَعْمَلُوْنَ خُدَّامُ الْمَحَطَّةِ يَا صَدِيْقِيْ! يَا صَدِيْقِيْ! لَا تَقْصُدْ لِذَالِكَ الْبَابِ لِأَنَّهُ يَخْتَصُّ لِرُكَّابِ الدَّرَجَةِ الثَّالِثَةِ وَ أَنْتَ تَعْرِفُ أَنَّ هٰؤُلَاءِ الْجُهَّالَ لَا يَرْحَمُوْنَ لِأَحَدٍ بَلْ يَمُرُّوْنَ بِطَرِيْقِهِمْ كَالْبَهَائِمِ وَ الْأَفْيَالِ الْهَائِجَةِ فَمَاذَا يَالُوْنَكَ وَ اللّٰهُ تُطْحَنُ أَنْتَ كَالطَّحِيْنِ.

تَعَالَ نَدْخُلُ مِنْ هٰذَا الْبَابِ لَا يَهْجُمُ هُنَاكَ أَحَدٌ عَلٰى أَحَدٍ وَ لَا يُرِيْدُ أَحَدٌ أَنْ يُسَابِقَ نَفْسَهُ مُزَاحِمًا لِغَيْرِهٖ هَا ذَا دَاخِلُ الْمَحَطَّةِ يَتَلَأْلَأُ بِالْقُمْقُمَةِ الْكَهْرُبَائِيَّةِ وَ بِأَيِّ سُرْعَةٍ تَدُوْرُ الْمِرْوَحَةُ الْكَبِيْرَةُ الْمُعَلَّقَةُ فَوْقَ رُؤُسِنَا بِالْكَهْرُبَاءِ هَا أُنْظُرِ الرَّصِيْفَ عَلٰى أَيِّ قَدَرٍ نَظِيْفٌ لَا تُوْجَدُ فَوْقَهَا الْقُشُوْرُ وَ لَا الْأَقْذَارُ. هٰذَا دُكَّانُ التِّجَارَةِ وَ هٰذَا أَكْبَرُ مِنْ

دكاكين السجارة كلها يوجد هنا كل شيء يحتاجون اليها متدخنو السجائر على الخصوص السجارة من كل نوع اعلى ثمنا و احسن معملا التى لا توجد على دكان اخر توجد من هنا فهيا نتقدم . أ أنت تدخن السجارة ؟ وتلولئ ورق التنبول لا . . . . فنشكر لك يا صديقى والله خلصت نفسك و احسنت و كذلك يحترز الرجل العاقل عن كل شيء مضر حقا إن السجارة كثيرا ما تنشئ المرض القادح مثلا تختلج بها القلب و يتدوم الرأس و تضيق بها الصدور و غير ذلك ايضا .

كذلك انا ايضا كنت اتدخن السجائر ياصديقى فى البداية و كنت اعجبه احسن صنعا فاما الآن هى أقبح الاشياء عندى . نعم ا و تعرف ما هذه ؟ هذا فم السجارة تدخل فيها السجارة اولا فتحترق بعلبة الكبريت ثم تتدخن فانظر كم من الوان لها و كم يعجبنا بنور الكهرباء بعضها حمراء و بعضها سوداء و بعضها مختلفة الالوان و بعضها مخططة بالوان نفيسة ، نعم هذا كله صحيح و لكن اذا تركنا التدخن فلم ذا نرغب الى محاسن هذه ، تعال نذهب الى دكان الكتب ، هذا دكانها ، فهذه جرائد الاردوية : احسان ،

اِنقلاب، زمیندار، مسلمان، ویر بھارت، ملاپ
پرتاپ وَ غیرھا وَ ھٰا تِلْکَ الجرائدُ الانکلیسیة تریبیون
سول ملٹری گزٹ، انڈیا ٹائمز، ھٰذِهِ الجرائدُ کُلُّھا
یَوْمِیَةٌ وَ اَمَّا مِنْ غیرِ الیومیۃ بعضُھا اُسْبُوْعِیَةٌ وَ بعضُھا
تَصْدُرُ فِی اُسْبُوْعٍ مَرَّتَیْنِ وَ ھٰذِهِ مُجَلّاتُ الاُرْدُوِیَة
وَ الاِنْکلیسِیَةِ نَحْوَ مِائَةٍ بَلْ تَزْدَادُ عَلَیْھا کُلُّھا
مَنْشُوْرَاتٌ مِنْ ھُنَا اِلٰی ھُنَالِکَ عَلٰی ھٰذِهِ اللَّوْحَةِ لَا
لَا یُمْکِنُ لِی اَنْ اُعَدِّدَ الاَسْمَاءَ کُلَّھَا وَ لَا اِحْتِیَاجَ بِاَنْ
اُبَیِّنَ لَکَ فُرَادٰی فُرَادٰی بَلْ اَسْمَاءُ کُلِّ ھٰذِهِ المجلات
مَکْتُوْبَةٌ فِی الاُرْدُوِیَةِ وَ الاِنکلیسیةِ وَ اَنْتَ تَعْرِفُ
مَا شَاءَ اللهُ، اَللُّغَتَیْنِ کِلَیْھِمَا فَاقْرَأْ وَ اشْتَرِ بِمَا
یُعْجِبُکَ. نَعَمْ وَ لَوْ تُرِیْدُ الکُتُبَ الاَدَبِیَّةَ اَوِ السِّیَاسِیَّةَ
اَوِ الاِقْتِصَادِیَّةِ اَوِ الفُکَاھِیَةِ اَوْ عَلٰی اَیِّ مَوْضُوْعٍ تَکُوْنُ
فَانْظُرْ اِلٰی تِلْکَ الاَلْمَائِرَةِ. ھٰذِهِ الکُتُبُ مُتَرَتَّبَةٌ
ھُنَاکَ بِتَرْتِیْبٍ حَسَنٍ وَ تَتَلَوَّحُ مِنْ تَحْتِ الزُّجَاجِ
رُسُوْمُ المُصَنِّفِیْنَ مَعَ اَسْمَاءِ کُتُبِھِمُ الثَّمَنِیَّةَ ؛

ترجمہ

اسٹیشن

یہ لاہور کا اسٹیشن ہے۔ ہندوستان میں یہ بہت بڑا اسٹیشن ہے۔ اس کا دہلی
اسٹیشن کے ہم پلہ قرار دینا بالکل صحیح ہے۔ یہاں نو پلیٹ فارم ہیں اور ہر ایک پلیٹ فارم
کا خصوصی نمبر انگریزی میں لکھا ہوا ہے اور نمبروں کی تختیاں تمام کی تمام اونچی گذرگاہ

پر لٹکی ہوتی ہیں تاکہ ہر شخص اس کو بلا تکلیف اور مشقت کے دیکھ لے۔ نیز ہر پلیٹ فارم
پر ایک بڑی گھڑی ہے جو ہم کو صحیح وقت بتاتی ہے۔ یہ دیکھو، اس وقت دس بج کر
بیس منٹ ہیں۔ میں گمان کرتا ہوں یقیناً گاڑی آنے میں صرف پندرہ منٹ باقی رہ گئے
ہیں۔ آؤ تحقیقات گھر (انکوائری آفس) چلیں اور معلوم کریں (گاڑی کا) صحیح وقت
کیا ہے۔ ہاں بالکل ٹھیک، ابھی مجھے یاد آگیا وہ دیوار سے لٹکا ہوا اعلان کا تختہ ہے۔
ہمیں چاہیئے پہلے ہم وہاں تلاش کریں۔ اگر اس پر (وقت) کا پتہ نہ چلے، پھر غیر کا ارادہ
کریں۔ یہ تختی ہے، دیکھو اس جگہ دو خانے ہیں۔ داہنی جانب میں گاڑیوں کے بہت
سے نام ہیں جیسے پنجاب میل، فرنٹیر میل، دہرہ ڈون ایکسپریس اور اس کے علاوہ بائیں طرف
گاڑیوں کے وہ اوقات ہیں جن میں وہ ایک سٹیشن سے دوسرے اسٹیشن کی جانب چھوٹتی ہوتی
ہیں یا وہ اوقات (درج) ہیں جن میں گاڑی اسٹیشنوں پر پہنچتی ہے۔ ہاں یہ وہی گاڑی ہے
جس کے جاننے کی ہم کو ضرورت ہے۔ کیا وقت ہے؟ اچھی طرح پڑھو، سوا گیارہ، بالکل
درست ہے۔

یاد رکھو گاڑی یقیناً ساڑھے گیارہ تک آئیگی، کیونکہ جب سے جنگ چھڑی ہے، ہر
گاڑی اپنے مقررہ وقت سے لیٹ آتی ہے، اچھا جب یہ بات ہے تو ہمکو پلیٹ فارم پر آہستہ
آہستہ ٹہلنا چاہیئے اور اسٹیشن کے کمرے کی طرف متجسسانہ نظر ڈالنی چاہیئے اور ان میں کام
کرنے والوں اور ملازموں کو دیکھنا چاہیئے، وہ کن کاموں میں لگے ہوتے ہیں۔

یہ ٹکٹ گھر ہے۔ دیکھو وہ ٹکٹ کے ذخیرہ کی جگہ، اس میں بے شمار دراز ہیں جو ٹکٹوں
سے بھری ہوئی ہیں۔ ہر دراز پر ایک خاص علامت ہے جو بسہولت رہنمائی کرتی ہے
کہ مثلاً دہلی کا ٹکٹ، دہلی کا فلاں دراز میں ہے اور امرتسر کا فلاں دراز میں جو اس کے
نیچے ہے۔ اسی طرح اوروں کو سمجھ لو۔ یہ دیکھو ٹکٹ تقسیم کرنے والا جو کھڑکی کے پاس کھڑا
ہے اور مسافر لوگ کھڑکی کے اردگرد بھیڑ لگائے ہوئے ہیں۔ بعض بعض پر گرے پڑتے ہیں

اور ان کے درمیان جھگڑے واقع ہوگئے ہیں۔ کیونکہ ان میں سے ہر شخص آگے بڑھنا اور اپنے ساتھی سے پہلے ٹکٹ لینا چاہتا ہے۔ یہ دیکھو سپاہی آگیا اور ان کو منتشر کرنے لگا جس طرح کہ مکھی ہانکتے ہیں۔ اچھا یہ دھکا پیل اور جھگڑا کیوں ہے (کچھ بھی نہیں) وجہ صرف یہ ہے کہ یہ تمام مسافر بالکل اَن پڑھ ہیں، ان اصولوں اور قاعدوں سے ناواقف ہیں جن سے ان کے معاملے سدھریں اور اسکی تکلیفیں دور ہوں۔ باوجود اس کے ہر کھڑکی کے پاس لکھا ہوا ہے، اس راستہ سے داخل ہو اور دوسرے راستہ سے نکلو۔ لیکن یہاں کون ہے جو پڑھنا جانے۔ اگر سو میں پانچ نے پڑھا بھی تو عمل سے کیا واسطہ۔ کیونکہ جہالت اور نفع بخش چیزوں سے انحراف ہندوستانیوں کی خصوصیات سے ہے۔ قابل ہلاکت ہیں اس کی عادتیں اور قابل افسوس ہیں ان کی مصیبتیں جن کو وہ ہر منزل میں جھیلتے ہیں۔ آؤ پہلے درجہ یا دوسرے درجہ کے ٹکٹ گھر کی طرف چلیں، کیونکہ وہاں پر اس طرح بھیڑ ہے نہ جھگڑا اور گالی گلوچ ہے۔ خدا کی پناہ، یہ دیکھو ٹکٹ ماسٹر کیسا شریف آدمی ہے اور ٹکٹ لینے والے کیسے بلند ہمت اور وقار والے ہیں۔ یہ لو نوٹ اور ٹکٹ پلیٹ فارم خرید لو۔ آؤ اب سٹیشن کے اندر داخل ہوں اور دیکھیں وہاں کیا ہو رہا ہے۔ اسٹیشن کے ملازمین کیا کر رہے ہیں۔ میرے دوست! دیکھنا اس دروازہ کا قصد نہ کرنا کیونکہ وہ تیسرے درجہ کے مسافروں کے لئے خاص ہے اور تم جانتے ہو یہ جاہل لوگ کبھی کسی پر رحم نہیں کرتے۔ بلکہ اپنے راستہ میں چوپائے اور مست ہاتھیوں کی طرح گذر جاتے ہیں۔ تمھیں کیا ہو گیا ہے، خدا کی قسم، تم آٹے کی طرح پس جاؤ گے۔ آؤ اس دروازہ سے داخل ہوں، یہاں کوئی کسی پر نہ ہجوم کرتا ہے اور نہ کوئی دوسرے کا مزاحم ہوتے ہوئے اپنے آپ کو آگے کرنا چاہتا ہے۔ خوب یہ اسٹیشن کا اندرونی حصہ ہے۔ بجلی کے قمقمے کیسے جگمگا رہے ہیں، اور کتنی تیزی سے بجلی کا بڑا پنکھا جو ہمارے سروں پر لگا ہوا ہے گھوم رہا ہے۔ پلیٹ فارم کو دیکھو، کسقدر صاف ستھرا ہے۔ اس پر چھلکے اور کوئی کوڑا کرکٹ نہیں پایا جاتا۔ یہ سگار کی دکان ہے اور

تمام سگار کی دکانوں سے بڑی ہے۔ یہاں سگار کی ہر قسم جس کی ضرورت سگار پینے والا
محسوس کرتا ہے، خصوصاً سگار ہر قسم کا عمدہ قیمتی بہترین کارخانہ کا بنا ہوا جو کسی دوسری
دکان سے دستیاب نہیں ہو سکتا، یہاں مل جاتا ہے۔ یہ ہم تم کو پیش کرتے ہیں۔ کیا تم
سگار نہیں پیتے؟ (اچھا) پان تو کھا لو۔ نہیں میرے دوست! آپ کا شکریہ۔ خدا
کی قسم تم نے تو اپنی جان چھڑا لی، اور خوب کیا۔ اسی طرح عقلمند آدمی ہر نقصان دہ چیز
سے بچتا ہے۔ سچ ہے سگار بہت زیادہ سخت مرض پیدا کرتا ہے۔ مثلاً اس کی وجہ سے
دل دھڑکنے لگتا ہے اور سر چکراتا ہے اور سینہ کھنچنے لگتا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی
(بیماریاں) ہیں۔ میرے دوست شروع شروع میں میں بھی اسی طرح سگار پیا کرتا تھا اور
اسکی عمدگی صنعت کے لحاظ سے پسند کیا کرتا تھا۔ لیکن اب وہ میرے نزدیک
بدترین چیز ہے۔ اچھا جانتے ہو یہ کیا چیز ہے؟ یہ سگار کا پائپ ہے۔ پہلے اس میں
سگار لگایا جاتا ہے۔ اس کے بعد دیا سلائی کی تیلی سے اسے جلایا جاتا ہے۔ پھر پیا جاتا
ہے۔ دیکھو تو اس کے کتنے رنگ ہیں اور بجلی کی روشنی میں یہ ہم کو کس قدر بھلے معلوم ہوتے
ہیں۔ بعض تو سرخ رنگ کے ہیں اور بعض سیاہ رنگ کے اور کچھ مختلف رنگوں کے
اور بعض دھاری دار، عمدہ رنگوں کے ساتھ ہیں۔ جی ہاں، یہ سب کچھ صحیح، لیکن جب
ہم نے پینا چھوڑ دیا تو اس کے محاسن کی طرف رغبت کس لئے ہو۔ آؤ کتابوں کی
دکان پر چلیں۔ یہ کتابوں کی دکان ہے۔ یہ اردو اخبارات احسان، انقلاب،
زمیندار، مسلمان، ویر بھارت، ملاپ، پرتاپ وغیرہ ہیں اور یہ انگریزی اخبارات
ٹریبیون، سول ملٹری گزٹ، انڈیا ٹائمز ہیں۔ یہ تمام اخبارات روزانہ ہیں۔ ان
کے علاوہ ہفتہ وار بھی ہیں اور بعض ہفتہ میں دو بار نکلتے ہیں۔ اور یہ اردو اور انگریزی
رسالے تقریباً سو بلکہ اس سے بھی زیادہ ہیں۔ تمام اس تختہ پر یہاں سے وہاں تک
پھیلے پڑے ہیں۔ میرے لئے تمام ناموں کا شمار کرنا ناممکن ہے، نہ ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ

بتانے کی ضرورت ہے، بلکہ ان تمام رسالوں کے نام اردو اور انگریزی میں لکھے ہوئے ہیں، اور ماشاءاللہ دونوں زبانیں جانتے ہو، پڑھو اور جو تم کو پسند ہو خرید و۔ ہاں اگر تم ادبی، سیاسی یا اقتصادی یا مزاحیہ یا کسی اور موضوع پر کتابیں چاہتے ہو تو دیکھو اس الماری کی طرف۔ یہ کتابیں اس جگہ کیسی عمدہ ترتیب کے ساتھ چنی ہوئی ہیں اور کس طرح شیشے کے اندر سے مصنفین کے اسماء، ان کی قیمتیں کتابوں کے ناموں کے ساتھ نظر آتے ہیں +

اَلصَّوْم، وَمَا الصَّوْم؟

اَلصَّوْمُ مِفْتَاحُ السَّعَادَة، اَلصَّوْمُ مِصْبَاحُ الْعِبَادَة، اَلصَّوْمُ مِقْدَاحُ الزَّهَادَة.

اَلصَّوْمُ يُطَهِّرُ النَّفْس، اَلصَّوْمُ يُزَكِّي الْحِسّ، اَلصَّوْمُ يُظْهِرُ الْقُدُس.

اَلصَّوْمُ يُبْعِدُ الشَّرّ، اَلصَّوْمُ يَنْفِي الْكِبْر، اَلصَّوْمُ يُحَسِّنُ الذِّكْر.

اَلصَّوْمُ يُطْفِئُ شَهَوَاتِ الْجَسَد، اَلصَّوْمُ يُحَلِّلُ مِنَ الْحِقْدِ الْعُقَد، اَلصَّوْمُ يُدْحِضُ الشَّرَّ وَ يُمِيتُ الْحَسَد، اَلصَّوْمُ يُعْلِي الرُّتْبَةَ فِي مَلَكُوتِ السَّمَاء.

اَلصَّوْمُ نُوْرُ التُّقَى، وَ عِمَادُ الزَّهَادَة، وَ بِالصَّوْمِ تَبْلُغُ النَّفْسُ الْإِرَادَة.

اَلصَّوْمُ یُشْحِذُ اللُّبَّ وَ یُثْبِتُ الْعِلْمَ، اَلصَّوْمُ یُزَکِّی الْقَلْبَ وَ یُطَهِّرُ الْجِسْمَ، اَلصَّوْمُ یُصَفِّی الذِّهْنَ وَ یَزِیْدُ الْفَهْمَ۔

نوٹ:- مِفْتَاحُ السَّعَادَۃِ: روزہ کلیدِ خوشحالی ہے + مِصْبَاحُ الْعِبَادَۃِ: چراغ بندگی ہے + مِقْدَاحُ الزَّهَادَۃِ: دنیا سے بے رغبتی کا چقماق ہے + یُطَهِّرُ النَّفْسَ: دل کو پاک کرتا ہے + یُزَکِّی الْحِسَّ: احساس کو بڑھاتا ہے + یُظْهِرُ الْقُدُسَ: پاکیزگی کو ظاہر کرتا ہے + یُبْعِدُ الشَّرَّ: بدی کو دور کرتا ہے + یَنْفِی الْکِبْرَ: تکبر کو زائل کرتا ہے + یُحَسِّنُ الذِّکْرَ: یادِ خدا میں خوبی پیدا کرتا ہے + یُطْفِئُ شَهَوَاتِ الْجَسَدِ: جسم کی خواہشوں کو بجھاتا ہے +

کینے کی گرہوں کو کھولتا ہے۔ بدی کو دفع کرتا اور حسد کو مارتا ہے۔ روزہ آسمان کی ارواح میں سچے کو بلند کرتا ہے۔

روزہ پرہیزگاری کی روشنی اور زُہد کا آباد کار ہے + روزے میں دل اپنے ارادہ کو پہنچ جاتا ہے۔ روزہ عقل کو تیز اور علم کو پائدار کرتا ہے۔ روزہ دل کو بڑھاتا اور بدن کو مصفّٰی کرتا ہے۔ روزہ ذہن کو صاف اور فہم کو زیادہ کرتا ہے +

اَللُّغَۃُ العَرَبِیَّۃُ
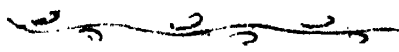
(سلسلہ کے لئے دیکھو پیام اسلام اگست سنہ ۱۹۴۴ء از صفحہ ۱۸ تا صفحہ ۳۲)

حروف ہجائیہ کے نام تو یہی الف ۔ با ۔ تا ۔ ثا ۔ جیم ، حا ، خا وغیرہ ہیں ، لیکن پچھلے سبق میں جو ہم نے ان حرفوں کے نام لکھے ہیں تو ان میں سے ہر ایک پر ال لگا دیا ہے اور اس سے مقصود یہ دکھانا ہے کہ ان اٹھائیس حرفوں میں سے چودہ پر تو یہ ال بولتا ہے اور چودہ پر چُپ رہتا ہے ۔ جن چودہ پر چُپ رہتا ہے ان کو حروف شمسیّہ کہتے ہیں ۔ اور جن چودہ پر بولتا ہے ان کو حروف قمریّہ کہتے ہیں ۔

استاد (شاگردوں سے) کیا آپ کو ان دونوں قسم کے حرفوں کی پہچان ہوگئی ؟

شاگرد : جی ہاں ۔

استاد : فہیم ! تم بتاؤ حروف شمسیہ کون کون سے ہیں ؟

فہیم : ت ث د ذ ر ز س ش ص ض ط ظ ل ن ۔

استاد : عقیل بیٹا ! اب تم بتاؤ حروف قمریہ کون کون سے ہیں ؟

عقیل : ا ب ج ح خ ع غ ف ق ک م و ہ ی ۔

استاد : اسکے بعد اگر ضرورت ہو تو یہ بھی سمجھ لیجئے کہ پہلے چودہ حرفوں کو حروف شمسیہ اور دوسرے چودہ کو حروف قمریہ کیوں کہتے ہیں ؟

سنئے یہ تو آپکو معلوم ہے کہ شمس عربی بولی میں سورج کو اور قمر چاند کو کہتے ہیں ۔ ستارے آسمان پر رات کو بھی ہوتے ہیں اور دن کو بھی رہتے ہیں ، مگر چاند کی روشنی چونکہ ماند ہوتی ہے اس میں دکھائی دیتے رہتے ہیں ، لیکن سورج کی تیز روشنی میں ان کی ہستی گم ہو کر رہ جاتی ہے ۔ اس حقیقت کو ذہن میں رکھئے اور ان حروف کی طرف توجہ

فرمائیے:-

یہ آپ نے پڑھ لیا ہے کہ ان اٹھائیس حرفوں کے جوڑ میل سے ہر قسم کے کلمے بنتے ہیں، ان کلموں میں سے بعض پر ال بھی داخل ہوتا ہے، جیسے

(ا) اَلْاُمُّ. اَلْبِنْتُ. اَلْجَدُّ. اَلْحَمْدُ. اَلْخَالُ. اَلْعَبْدُ. اَلْغُلَامُ. اَلْفُرْقَانُ. اَلْقُرْاٰنُ الْكَرِيْمُ الْمَجِيْدُ. اَلْوَلَدُ. اَلْهَوَاءُ. اَلْيَتِيْمُ.

(۲) (ت) اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهٗ.

(ث) اَلنَّجْمُ الثَّاقِبُ. (د) اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ. (ذ ر) جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ. (ز) اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ، اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ.

(س) وَ السِّنَّ بِالسِّنِّ. (ش ص) رِحْلَةَ الشِّتَاءِ وَ الصَّيْفِ. (ض) مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ.

(ط) وَ الطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَ الطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبَاتِ. (ظ) اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا.

(ل ن) بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ.

ان مثالوں سے بخوبی روشن ہوگیا کہ جب ایسے کلموں پر ال داخل ہوتا ہے، جن کے شروع میں کوئی شمسی قسم کا حرف آیا ہو تو اس اَل کا لام نہیں بولتا۔ اگر ان ال والے کلموں کے پہلے کوئی اور لفظ ان سے آن ملے تو اَل کا الف بھی چپ ہوجاتا ہے مثلاً:

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَ الصَّلَوٰتُ وَ الطَّيِّبَاتُ ہی میں دیکھ لیجے کہ اَلتَّحِيَّاتُ میں اَل کا الف بولتا ہے، کیونکہ اَل کے پہلے آکر تَحِيَّات سے ملنے والا کوئی اور لفظ موجود نہیں، لیکن اَلصَّلَوٰت اور اَلطَّيِّبَات کے پہلے واؤ جو آگئی ہے تو الف

ساکت بلکہ عملاً ساقط ہی ہو گیا ہے۔

اسی طرح یہ الف تو قمری قسم کے کلموں کے پہلے بھی کسی لفظ کے آملنے سے خاموش ہو جایا کرتا ہے مگر ان پر لام بہر حال بولتا رہتا ہے جیسے اَلْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ میں۔

ان امثلہ پر غور کرنے سے یہ حقیقت آپ سے چھپی نہ رہنی چاہیئے کہ ان دونوں قسموں کے حرفوں کے ساتھ اَل کے لام کی وہی نسبت اور وہی کیفیت ہے جو کسی ستارے کی چاند اور سورج کے ساتھ، سو جیسے ستارہ قمر کے ساتھ اپنی نمود قائم رکھتا اور شمس کے ساتھ گم کر دیتا ہے، اسی طرح یہ ل بھی پہلی قسم کے حرفوں کے ساتھ اپنا ظہور کھو دیتا اور دوسری قسم کے حرفوں کے ساتھ قائم رکھتا ہے۔ اسلئے پہلی قسم کے حرفوں کو حروف شمسیہ اور دوسری قسم کے حرفوں کو حروف قمریہ کہتے ہیں ÷

معلمات کی ضرورت

ہر ضرورت کے تحت خط و کتابت کے لئے پتہ درج ہے۔ جو خواتین اپنی خدمت ان میں سے کسی پوسٹ کے لئے پیش کرنا چاہیں، اسکے پتہ پر مراسلت کریں۔

(۱) مدرسۃ البنات جالندھر کے طریق پر ایک مدرسہ چلانے کے قابل، تنخواہ معقول اور سکونت کا بھی آسائش انتظام
پتہ: عالیجناب مخدوم الملک الحاج سید غلام میراں شاہ الحسنی الحسینی رئیس اعظم جمال دین والی ریاست بہاولپور۔

(۲) مدرسہ نسوانیہ عربیہ حیدرآباد دکن کے لئے ایک ایسی عربی دان معلمہ کی ضرورت ہے جو مولوی کلاس کو تعلیم دے سکے۔ اسنادی قابلیت کے لحاظ سے مشاہرہ کا تصفیہ ہوگا۔
پتہ:- جناب مسز صوفی صاحبہ مہتممہ مدارس نسواں بلدہ - روشن منزل - سیف آباد، حیدرآباد دکن

(۳) مڈل کلاسز میں انگریزی اور دینیات کی تعلیم کیلئے ایک معلمہ کی ضرورت ہے۔ تنخواہ ۲۵ - ۳۰ روپیہ ماہوار
پتہ: مسز محمد عبداللہ صاحبہ معرفت خان صاحب خواجہ غلام صمد صاحب ایم اے ایل ایل بی۔ محلہ قاضی واڑہ۔ انبالہ شہر

(۴) ایسی معلمہ کی ضرورت ہے جو چھ بچوں کو اول سے ساتویں جماعت تک دینی اور دنیوی تعلیم دے سکے۔ تنخواہ بہتر سے بہتر دی جائیگی۔
پتہ:- جناب سردار خاں صاحب معرفت، واد سٹون کمپنی، حسن ابدال۔ ضلع اٹک۔

(۵) ایسی معلمہ کی ضرورت ہے جو زبان عربی اور قرآن مجید کی تعلیم و تفہیم بخوبی کرا سکے۔
پتہ:- محترمہ جناب بلقیس جہاں بیگم صاحبہ برمکان قاری قیام الدین صاحب مرحوم محلہ قاضیاں پانی پت ضلع کرنال
یا قاضی حافظ مشکور الحق صاحب بی۔ اے علیگ T - ورز ولا - احاطہ مولوی صاحب - کارٹ روڈ - شملہ

دنیائے اسلام کی پہلی تبلیغی یونیورسٹی

دین خداوندی کی ایک متحدہ اور بے تفریق خدمت

مرکزی سیرت کمیٹی ۱۹۲۹ء سے اپنی صدہا شاخوں کے ساتھ جو ملک کے گوشے گوشے میں پھیلی ہوئی ہیں تبلیغ قرآن، اشاعت تنظیم صلوٰۃ و زکوٰۃ اور اصلاح خطبات کا کام کر رہی ہے۔ کمیٹی کے نظامنامۂ جدید (۱۹۴۲ء) کی سب سے بڑی قرارداد یہ تھی کہ اس ملک میں ائمہ مساجد کی ٹریننگ، مساجد اللہ کی آبادی ہندوستان اور غیر ممالک میں تبلیغ اسلام کی تنظیم کے لئے ایک تبلیغی یونیورسٹی جس کے ساتھ تبلیغی مطبع ہو، تبلیغی بیت المال ہو، نومسلم ہوم ہو، تبلیغی کالج ہو، تبلیغی ہسپتال ہو، ائمہ مساجد ٹریننگ سکول ہو، تبلیغی لائبریری ہو، تراجم قرآن و سیرت کا محکمہ ہو، اور مختلف قسم کی صنعتی اور زراعتی کارگاہیں ہوں، قائم کی جائے۔ نظامنامہ میں یہ واضح کر دیا گیا تھا کہ پورے پروگرام کے لئے ۵ لاکھ روپے کی ضرورت ہے، مگر جب ایک لاکھ روپیہ جمع ہو گیا تو پہلا ابتدائی قدم اٹھا دیا جائیگا۔ اُسوقت تک اخبار ایمان اور سیرت بک ڈپو سے ۳۰ ہزار روپیہ منافع حاصل ہو چکا تھا، میں نے یہ رقم تبلیغی یونیورسٹی فنڈ کی نذر کر دی ہے۔ یونیورسٹی کے قیام کے لئے نواب محی الدین صاحب رئیس ناگپور نے تین سو ایکڑ زمین اور ۲۵ ہزار روپے کی عمارت پیش کی ہے۔ ۵۰۰ کنال زمین حصار سے اور ۲۰۰ ایکڑ زمین گونا سے پیش کی گئی ہے۔ ۱۵ ہزار روپے کے مشروط وعدے ہیں۔ چوہدری محمد غنی صاحب چیمہ ای۔اے۔سی لاہور اور چوہدری فتح محمد صاحب شیفتہ اسسٹنٹ کنٹرولر آف سپلائی کراچی نے وعدہ فرمایا ہے کہ جب بھی تبلیغی یونیورسٹی کو انکی خدمات کی ضرورت ہو گی وہ اپنے موجودہ عہدوں کو خدمت اسلام پر قربان کر دینگے۔ ہز ہائی نس نواب محمد سرور علی خاں صاحب والی ریاست کروائی نے حال ہی میں ۱۷ والیان ریاست کے نام خطوط لکھے ہیں کہ وہ تبلیغی یونیورسٹی کی سکیم کا مطالعہ کریں اور اسکیم کی رہنمائی فرمائیں، مرکزی سیرت کمیٹی کو اِس وقت تک رقوم ذیل وصول ہو چکی ہیں:۔

۱۔ از منافع اخبار ایمان و سیرت بک ڈپو	۳۰ ہزار روپیہ

۴ - از تبلیغی بیت المال امراؤتی	۴ ہزار روپیہ
ایک نامعلوم الاسم - دھوراجی	۱ " "
ایک معلوم الاسم - برار	۴ " "
ایک " " - ڈالبنڈین	۱½ " "
حاجی وزیر صاحب امراؤتی	۵۰۰ سو "
ناظرین اخبار ایمان پٹی	۱۱ ہزار روپیہ
کل میزان	۵۲ ہزار روپیہ

اب مرکزی سیرت کمیٹی نے تعطیلات دسمبر کو ہر ایک صوبہ کے معززین اسلام کو پٹی بلایا ہے تاکہ تبلیغی یونیورسٹی کے انتظام و قیام کے لئے ایک مجلس عمل بنا کر ایک لاکھ روپیہ اُس کے سپرد کر دیا جائے۔ اس وقت ۲۵ ہزار نقد موجود ہے، تعطیلات دسمبر تک ناظرین ایمان کی طرف سے ۸ ہزار روپیہ مزید آجائیگا۔ اب صرف ۴۰ ہزار روپے کی کمی ہے۔ میری ۸ کروڑ مسلمانوں سے اپیل ہے کہ وسط دسمبر تک یہ رقم پوری کر دی جائے۔ میری یہ اپیل صرف لفظی اپیل نہیں ہے میں نے گذشتہ سولہ سالوں میں تبلیغ قرآن، اشاعت سیرت، تحریک یوم النبیؐ اور اصلاح تعطیلات جمعہ کے لئے جو کچھ بھی کام کیا ہے، وہ اسلامی ہندوستان کے سامنے ہے۔ اب بھی میں نے ۲۵ ہزار نقد، ۱۵ ہزار کے وعدے، ۴ ہزار ایکڑ عمدہ زمین، اور چند نہایت ذمہ دار زندگیاں پیش کرنے کا پہلے خود انتظام کر لیا ہے، اور اس کے بعد دیدہ ور مسلمانوں سے اپیل کی جرأت کی ہے۔

اسوقت اسلامی ہندوستان میں بہ فضل خدا بیشمار سکول کالج اور یتیم خانے، عربی مدارس بن چکے ہیں۔ اب اہل خیر کو ایک ایسے مقصد کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے، جو اسلام کی بنیاد ہے۔ مطلوبہ رقم صرف ۴۰ ہزار ہے جو حسنمند مسلمانوں کو ادا کر دینی چاہیئے۔ علاوہ ازیں تمام با احساس مسلمان خود یا جمع کر کے حسب ہمت چھوٹی بڑی رقوم ارسال فرمائیں، تاکہ ملت اسلامیہ کی یہ اہم تاریخی اور بنیادی ضرورت پوری ہو جائے، تمام رقوم آنریری سیکرٹری مرکزی سیرت کمیٹی، مقام پٹی (ضلع لاہور) کے نام ارسال کی جائیں۔

عبد المجید قریشی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جالندھر شہر

نمبر ۱۰	اکتوبر سنہ ۱۹۴۴ء شوال سنہ ۱۳۶۳ھ	جلد ۱۵

مختصر ابن ابی جمرة

(۱۹۴)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ (رض) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَیْنَمَا رَجُلٌ یَجُرُّ اِزَارَہٗ مِنَ الْخُیَلَاءِ خُسِفَ بِہٖ، فَھُوَ یَتَجَلْجَلُ فِی الْاَرْضِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ۔

ترجمہ:- روایت ہے ابن عمرؓ سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس اثنا میں کہ ایک شخص ازراہِ تکبر اپنا تہ بند زمین پر گھسیٹتا جا رہا تھا کہ دھنسا دیا گیا، پس وہ روز قیامت تک زمین میں دھنستا اور ٹکراتا چلا جائیگا۔

(مذکور در باب سابق)

(۱۹۵)

عَنْ عَائِشَةَ (رض) اَنَّهَا قَالَتْ مَا خُيِّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَمْرَيْنِ اِلَّا اِخْتَارَ اَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ اِثْمًا، فَاِنْ كَانَ اِثْمًا كَانَ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ +

ترجمہ: عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، انھوں نے کہا: کبھی ایسا نہیں ہوا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دو کاموں میں اختیار دیا گیا ہو اور آنحضرتؐ نے ان میں سے آسان کو اختیار نہ کیا ہو، جب تک کہ وہ (آسان کام) گناہ نہ ہو۔ پھر اگر وہ گناہ ہوتا تو آپ اس سے سب لوگوں سے زیادہ دور رہنے والے ہوتے۔

(فی باب تخییر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بین امور الدنیا)

(۱۹۶)

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ (رض) قَالَ لَمَّا حُفِرَ الْخَنْدَقُ، رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمَصًا، فَانْكَفَيْتُ اِلَى امْرَاَتِيْ. فَقُلْتُ هَلْ عِنْدَكِ شَيْءٌ؟ فَاِنِّيْ رَاَيْتُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمَصًا شَدِيْدًا، فَاَخْرَجَتْ اِلَيَّ جِرَابًا فِيْهِ صَاعٌ مِنْ شَعِيْرٍ، وَ لَنَا بُهَيْمَةٌ دَاجِنٌ فَذَبَحْتُهَا، وَ طَحَنَتِ الشَّعِيْرَ، فَفَرَغَتْ اِلَى فَرَاغِيْ وَ قَطَّعْتُهَا فِيْ بُرْمَتِهَا، ثُمَّ وَلَّيْتُ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ لَا تَفْضَحْنِيْ

بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ بِمَنْ مَعَہٗ، فَجِئْتُہٗ فَسَارَدْتُہٗ فَقُلْتُ لَہٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ذَبَحْنَا بُھَیْمَۃً لَنَا فَطَحَنَّا صَاعًا مِنْ شَعِیْرٍ کَانَ عِنْدَنَا، فَتَعَالَ اَنْتَ وَ نَفَرٌ مَعَکَ، فَصَاحَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا اَھْلَ الْخَنْدَقِ اِنَّ جَابِرًا قَدْ صَنَعَ سُؤْرًا فَحَیَّھَلًا بِکُمْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُنْزِلُنَّ بُرْمَتَکُمْ وَ لَا تَخْبِزُنَّ عَجِیْنَکُمْ حَتّٰی اَجِیْءَ فَجِئْتُ وَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْدُمُ النَّاسَ حَتّٰی جِئْتُ امْرَاَتِیْ، فَقَالَتْ بِکَ وَ بِکَ، فَقُلْتُ قَدْ فَعَلْتُ الَّذِیْ قُلْتِ، فَاَخْرَجَتْ لَہٗ عَجِیْنًا فَبَصَقَ فِیْہِ وَ بَارَکَ، ثُمَّ عَمَدَ اِلٰی بُرْمَتِنَا، فَبَصَقَ فِیْہِ وَ بَارَکَ، ثُمَّ قَالَ اُدْعِیْ خَابِزَۃً فَلْتَخْبِزْ مَعَکِ، وَ اقْدَحِیْ مِنْ بُرْمَتِکُمْ وَ لَا تُنْزِلُوْھَا، وَ ھُمْ اَلْفٌ، فَاُقْسِمُ بِاللّٰہِ لَاَکَلُوْا حَتّٰی تَرَکُوْہُ وَ انْحَرَفُوْا وَ اِنَّ بُرْمَتَنَا لَتَغِطُّ کَمَا ھِیَ، وَ اِنَّ عَجِیْنَنَا لَیُخْبَزُ کَمَا ھُوَ۔

ترجمہ: — مروی ہے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے، کہا: جب خندق کھودی گئی ہے، مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بطن مبارک بھوک سے پچکا ہوا دیکھا، یہ دیکھ کر میں اپنی بیوی کے پاس پہنچا، پوچھا: تیرے پاس کچھ ہے؟ کہ مینے رسول خدا صلی اللہ

علیہ وسلم کو سخت بھوک میں دیکھا ہے۔ پس اس نے ایک تھیلی نکال کر مجھ کو دی جس میں
کچھ جو تھے، اور ہمارے پاس گھر میں ایک پلی بکری تھی، اس کو ذبح کیا اور جو پیس لئے،
پس اپنے (مذبوحہ) بزغالہ کی طرف گیا، اس کو کاٹ کر ہنڈیا میں ڈالا۔ پھر میں رسولِ خداؐ
کی خدمت میں لوٹنے لگا۔ اس نے کہا: تو مجھ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے
ساتھیوں کے سامنے رسوا نہ کرنا، پھر میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر
ہوا اور مینے پوشیدہ طور پر عرض کیا، یا رسول اللہ! ہم نے اپنا چھوٹا سا جانور ذبح کیا
ہے اور ہم نے ایک صاع جو جو ہمارے پاس تھے پیسے ہیں، پس آپ اور آپ کے ساتھ کچھ
لوگ تشریف لے آئیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پکار کر فرمایا: اے خندق والو!
جابرؓ نے دعوت کا سامان کیا ہے، سو تم آجاؤ۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
جب تک میں نہ آؤں، نہ تم اپنی ہنڈیا اتارنا اور نہ اپنا گندھا آٹا پکانا۔ پس میں آیا اور
رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے آگے آگے تشریف لائے، یہانتک کہ میں اپنی عورت
کے پاس آیا۔ (اس نے جب آنیوالوں کی کثرت اور طعام کی قلت دیکھی) تو کہنے لگی:
تجھ کو خدا کی سنوار! مینے کہا: مینے تو وہی کیا تھا جو تم نے کہا تھا۔ پس وہ گندھا ہوا آٹا
حضورؐ کے سامنے نکال لائی۔ آنحضرتؐ نے اس میں لعابِ دہن ڈالا اور برکت کی دعا کی،
پھر فرمایا روٹی پکانے والی کو بلا اور وہ تیرے ساتھ روٹیاں پکائے، اور اپنی ہنڈیا سے نکال
نکال کر شوربا ڈالتی جا اور اس کو اتارو مت، اور وہ (لوگ) جو حضور کے ساتھ آئے
ایک ہزار تھے، پھر جابرؓ نے قسم کھا کر کہا: (وہ لوگ دس دس کی تعداد میں آ آکر کھاتے
رہے اور) سب نے کھایا اور اس کو چھوڑ کر ہٹ گئے اور ہماری ہنڈیا بدستور کھدبدا رہی
تھی اور ہمارا آٹا اسی طرح پک رہا تھا۔

(اس حدیث کو بخاری نے غزوۃ الخندق میں ذکر کیا ہے)۔

(۱۹۷)

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ وَ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا عَلٰی خَیْبَرَ فَجَاءَهٗ بِتَمْرٍ جَنِیْبٍ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: کُلُّ تَمْرِ خَیْبَرَ هٰکَذَا؟ قَالَ لَا وَاللّٰهِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا لَنَاْخُذُ الصَّاعَ مِنْ هٰذَا بِالصَّاعَیْنِ بِالثَّلَاثَةِ، فَقَالَ لَا تَفْعَلْ بِعِ الْجَمْعَ بِالدَّرَاهِمِ ثُمَّ ابْتَعْ بِالدَّرَاهِمِ جَنِیْبًا ⁂

ترجمہ: ابوسعید خدری اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو خیبر پر مُحصّل مقرر کیا، پس وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہایت عمدہ قسم کی کھجوریں (جن کو جنیب کہتے ہیں) لایا تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا خیبر کی سبھی کھجوریں ایسی ہوتی ہیں؟ اس نے کہا: نہیں، بخدا یارسول اللہ! ہم دو صاع تین صاع (دوسری کھجوروں) کے بدلے ان کھجوروں کا ایک صاع لے لیتے ہیں۔ پس فرمایا: ایسا نہ کیا کرو۔ سب درہموں کے عوض بیچ ڈالا کرو، پھر درہموں کے عوض جنیب خرید لیا کرو۔

(اس حدیث کو بخاری نے باب استعمال النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی اہل خیبر میں ذکر کیا ہے)۔

(۱۹۸)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (رض) قَالَ تَزَوَّجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَيْمُونَةَ مُحْرِمٌ وَ بَنَى بِهَا وَ هُوَ حَلَالٌ وَ مَاتَتْ بِسَرِفٍ ÷

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا احرام کی حالت میں، اور داخل ہوئے ان کے پاس غیر احرامی حالت میں، اور انھوں نے، رضی اللہ عنہا، وفات پائی سرف میں۔

(۱۹۹)

عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ (رض) قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً وَ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ وَ اَمَرَهُمْ اَنْ يُطِيْعُوْهُ، فَغَضِبَ فَقَالَ اَ لَيْسَ اَمَرَكُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تُطِيْعُوْنِيْ، قَالُوْا بَلٰى قَالَ. فَاجْمَعُوْا حَطَبًا فَجَمَعُوْا، فَقَالَ اَوْقِدُوْا نَارًا فَاَوْقَدُوْهَا، فَقَالَ ادْخُلُوْهَا فَهَمُّوْا وَ جَعَلَ بَعْضُهُمْ يُمْسِكُ بَعْضًا وَ يَقُوْلُوْنَ فَرَرْنَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ النَّارِ فَمَا زَالُوْا حَتّٰى خَمَدَتِ النَّارُ فَسَكَنَ غَضَبُهُ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ دَخَلُوْهَا مَا خَرَجُوْا مِنْهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. اَلطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوْفِ ÷

ترجمہ: از علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سریہ بھیجا اور اس پر انصار کے ایک مرد (عبد اللہ بن حذافۃ السہمی) کو سالار

مقرر کیا اور ان کو حکم دیا کہ اس کی اطاعت کریں، پھر ایسا ہوا کہ اس نے غصہ میں آکر کہا، کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو نہیں فرمایا کہ میری اطاعت کرو۔ انھوں نے کہا: کیوں نہیں۔ پس کہا: ایندھن اکٹھا کرو۔ انھوں نے اکٹھا کر لیا۔ پھر کہا: اس کو آگ لگا دو۔ انھوں نے لگا دی۔ پھر کہا: اس میں داخل ہو جاؤ۔ پس انھوں نے قصد کیا، اور ان میں سے ایک دوسرے کو پکڑنے لگا، اور وہ کہنے لگے، ہم آگ ہی سے بھاگ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تھے۔ پس وہ اسی حالت میں تھے کہ آگ بجھ گئی اور اس کا غصہ فرو ہو گیا۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی تو فرمایا: اگر وہ اس میں داخل ہو جاتے تو قیامت تک اس سے نہ نکلتے۔ طاعت بھلے کام میں ہوتی ہے

(در باب سریہ عبداللہ بن حذافہ و علقمہ بن مجزز السہمی)

(۲۰۰)

عَنْ عَائِشَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَثَلُ الَّذِیْ یَقْرَأُ وَ ھُوَ حَافِظٌ لَہٗ مَعَ السَّفَرَۃِ الْکِرَامِ وَ مَثَلُ الَّذِیْ یَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ وَھُوَ یَتَعَاھَدُہٗ وَ ھُوَ عَلَیْہِ شَدِیْدٌ فَلَہٗ اَجْرَانِ ÷

ترجمہ: ۔ بروایت عائشہ رضی اللہ عنہا از نبی خدا صلی اللہ علیہ وسلم، فرمایا: مثل اس شخص کی جو قرآن کو پڑھتا ہے اور وہ اس کا ماہر ہے (ایسا قاری) معزز سفیروں (یعنی قرآن لکھنے یا پہنچانے والے فرشتوں) کے ساتھ ہے۔ اور مثل اس کی جو قرآن پڑھتا ہے اور تھم تھم کر پڑھتا ہے اور وہ اس پر دشوار ہے تو اس کو دو اجر ملتے ہیں۔

(در باب فضائل القرآن)

(۲۰۱)

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَرَأَ بِالْاٰیَتَیْنِ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَۃِ الْبَقَرَۃِ فِیْ لَیْلَۃٍ کَفَتَاہُ ✦

ترجمہ:۔ بروایت ابن مسعود کہا: فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے: جس نے ایک رات میں سورۂ بقر کی آخری دو آیتیں پڑھیں، وہ دونوں اس کے لئے کافی ہیں ✦

(۲۰۲)

عَنْ عَائِشَۃَ (رض) اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا اَوٰی اِلٰی فِرَاشِہٖ کُلَّ لَیْلَۃٍ جَمَعَ کَفَّیْہِ ثُمَّ نَفَثَ فِیْہِمَا فَقَرَأَ فِیْہِمَا قُلْ ھُوَ اللہُ اَحَدٌ، وَ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ، ثُمَّ یَمْسَحُ بِہِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِہٖ، یَبْدَأُ بِہِمَا عَلٰی رَاْسِہٖ وَ وَجْہِہٖ وَ مَا اَقْبَلَ مِنْ جَسَدِہٖ، یَفْعَلُ ذٰلِکَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ✦

ترجمہ:۔ مروی ہے عائشہؓ رضی اللہ عنہا سے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر شب اپنے بستر پر جاتے اپنے ہاتھ اکٹھے کرتے پھر ان میں دم کرتے، پس ان میں پڑھتے قُلْ ھُوَ اللہُ اَحَد اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاس، پھر ہاتھوں کو پھیرتے جہانتک ہو سکتا اپنے جسم پر، سر، چہرے اور بدن پر سامنے سے شروع

کرتے۔ یہ عمل تین بار کرتے۔
(فی باب فضل المعوذتین)

(۲۰۳)

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ عَلٰی نَاقَتِہٖ اَوْ جَمَلِہٖ وَھِیَ تَسِیْرُ وَھُوَ یَقْرَأُ فِیْ سُوْرَۃِ الْفَتْحِ اَوْ مِنْ سُوْرَۃِ الْفَتْحِ لَیِّنَۃٍ وَھُوَ یُرَجِّعُ ۔

ترجمہ :۔ روایت ہے عبداللہ بن مغفّل سے، کہا : مینے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور وہ اپنی ناقہ یا اپنے شتر پر سوار تھے اور ناقہ اُن کو لئے چلی جا رہی تھی، اور آنحضرتؐ سورۃ الفتح نرم لہجے میں پڑھ رہے تھے اور ترنّم سے پڑھ رہے تھے ۔

تشریح :۔

یُرَجِّعُ ـــــ (ترجیع ۔ گٹکڑی)۔ پڑھنے میں آواز کو دہراتے اور اس میں طرب فرماتے اور آء آر آر کہتے تین بار۔ اور یہ محمول ہے اشباع پر جہاں اس کا موقع ہو۔ راگ کی وہ گٹکڑی جو ہمارے زمانے کے قاریوں نے ایجاد کی ہے وہ مراد نہیں ہے۔ اس حدیث کو امام شافعیؒ اور امام ابوحنیفہؒ نے اخذ کیا ہے۔ اور مالکؒ نے ترجیع کو ممنوع قرار دیا ہے۔ بعض نے اس کو حرام کہا ہے اور بعض نے مکروہ، اور یہی معتمد ہے۔ جو اس کو ممنوع قرار دیتا ہے وہ کہتا ہے یہ سواری کے جنبش دینے کی وجہ سے تھا۔ اور یہ تب برمحل ہوگا، جب قاری اس کے سب احکام پورے کرے۔ لیکن اگر ان میں سے کسی میں خلل ڈالے تو اسکی حرمت پر اجماع ہے ۔

جب یہ حدیث نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے ساتھ جمع کی جاتی ہے

کہ زَیِّنُوا الْقُرْاٰنَ بِاَصْوَاتِکُمْ یعنی قرآن کو اپنی آوازوں سے مزین کرو، اور امّ ہانی کی اس خبر کے ساتھ کہ کُنْتُ اَسْمَعُ صَوْتَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ ھُوَ یَقْرَأُ وَ اَنَا نَائِمَۃٌ عَلٰی فِرَاشِیْ یُرَجِّعُ الْقُرْاٰنَ کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنا کرتی تھی، آنحضرتؐ قراءۃ فرمایا کرتے اور میں اپنے بچھونے میں سو رہی ہوتی۔ آپ قرآن کو ترجیع سے پڑھتے۔ تو ظاہر ہو گا کہ آنحضرتؐ کی یہ ترجیع اختیاری تھی۔ ناقہ کے جنبش دینے کی وجہ سے اضطراری نہ تھی۔ کیونکہ اگر ناقہ کے جھانے کی وجہ سے ہوتی تو اختیار کے تحت داخل نہ ہوتی اور عبداللہ بن مغفل باختیار اس کی نقل اتار کر نہ دکھاتے تاکہ اس نمونہ پر عمل کیا جائے۔

حدیث میں دلالت ہے آنحضرتؐ کی عبادت کی پیوستگی پر کہ آنحضرتؐ نے ناقہ سواری اور روانگی کی حالت میں بھی تلاوت کی عبادت اور جہری تلاوت کو ترک نہیں کیا اور اس میں یہ بھی ارشاد ہے کہ بعض مواقع پر بالجہر عبادت کرنا بالاسرار عبادت کرنے سے افضل ہوتا ہے اور وہ ہوتا ہے تعلیم کے اور غافل کو جگانے کے لئے اور اسی قسم کے موقعوں میں۔

(اس حدیث کو بخاری نے ترجیع میں ذکر کیا ہے)

(۲۰۴)

عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ (رضؓ) قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اِقْرَؤُا الْقُرْاٰنَ مَا ائْتَلَفَتْ عَلَیْہِ قُلُوْبُکُمْ فَاِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُوْمُوْا عَنْہُ ۔

ترجمہ:۔ جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہا، نبی اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا: پڑھا کرو قرآن جب تک تمہارے دل اس پر لگے رہیں۔ پھر جب اکتا جاؤ تو چھوڑ دو اس کو۔

تشریح:۔

ما ائتلفت: ای فرحت و انبسطت۔ ای اقرؤا القرآن مدۃ انشراح قلوبکم للقراءۃ، لان القارئ اذا کان بھٰذہ المثابۃ حصل لہ التدبّر فی معانیہ۔

و اذا اختلفتم: ای حصل لکم ملل و سآمۃ و تفرق قلوب۔

فقوموا عنہ: ای اُترکوہ۔ یقال* قام عن الامر اذا ترکہ و تجاوزہ۔

اس حالت میں ترک قرأۃ کا اس لئے امر فرمایا کہ اس حالت میں محض الفاظ رہ جاتے ہیں۔ نہ کچھ تدبر ہوتا نہ کچھ پند پذیری۔

(فی باب اقرؤا القرآن ما ائتلفت علیہ قلوبکم)۔

(۲۰۵)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ (رض) قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ رَجُلٌ شَابٌّ وَ اِنِّیْ اَخَافُ عَلٰی نَفْسِیْ الْعَنَتَ وَ لَا اَجِدُ مَا اَتَزَوَّجُ بِهِ النِّسَاءَ فَسَكَتَ عَنِّیْ، ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ، فَسَكَتَ عَنِّیْ، ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ، فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: یَا اَبَا هُرَیْرَةَ جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا اَنْتَ لَاقٍ فَاخْتَصِ عَلٰی

* قام بالامر اذا جاء بہ ودام علیہ

ذٰلِكَ اَوْ ذَرْ ۞

ترجمہ :- از ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہا : مینے کہا : اے اللہ کے پیغامبر، میں جوان آدمی ہوں اور مجھ کو اپنی جان پر زنا کا خطرہ ہے - اور میں اتنا مقدور نہیں پاتا کہ عورتوں سے نکاح کر سکوں - پس آنحضرتؐ نے میری بات کے متعلق سکوت فرمایا، پھر میں نے ایسا ہی کہا - پھر بھی سکوت ہی فرمایا، پھر میں نے اسی کی مانند کہا، تو فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے : اے ابوہریرہ ! قلم اس کو لکھ کر جس سے تو دو چار ہونے والا ہے خشک ہو چکا ہے، اس پر خصی ہو جا ہے نہ ہو -

(ھٰذَا الحدیث ذکرہ البخاری فی باب ما یکرہ من التَّبَتُّلِ و الخصاءِ من کتاب النکاح ـــ و المراد بالتبتل الانقطاع عن النساء و ترك التزوج للعبادۃ -)

(۲۰۶)

عَنْ عَائِشَةَ (رض) قَالَتْ دَخَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی ضُبَاعَةَ بِنْتِ الزُّبَیْرِ فَقَالَ لَهَا: لَعَلَّكِ اَرَدْتِ الْحَجَّ قَالَتْ وَ اللّٰهِ لَا اَجِدُنِیْ اِلَّا وَجِعَةً فَقَالَ لَهَا حُجِّیْ وَ اشْتَرِطِیْ وَ قُوْلِیْ اَللّٰهُمَّ مَحِلِّیْ حَیْثُ حَبَسْتَنِیْ ، وَ کَانَتْ تَحْتَ الْمِقْدَادِ بْنِ الْاَسْوَدْ

ترجمہ :- از عائشہ رضی اللہ عنہا، کہا : پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ضباعہ دختر زبیر کے ہاں اندر تشریف لائے، پھر ان سے فرمایا : شاید تم نے حج کا ارادہ کیا ہے، وہ کہنے لگیں، میں تو اپنے آپ کو رنجور ہی پاتی ہوں - آنحضرتؐ نے اسکو فرمایا : حج کر، اور شرط ٹھہرا اور کہہ : اے اللہ ! میرے احرام کھولنے کی وہی جگہ ہوگی جہاں تو مجھ کو روک لیگا اور

وہ مقداد پسر اسود کے زیر تھیں ٭

تشریحات :-

وَجِعَةٌ : ذَاتَ مَرَضٍ ۔

وَاشْتَرِطِیْ : اور شرط کرلے کہ جہاں مرض کے زور پکڑ جانے سے مناسک کی بجاآوری سے عاجز ہو کر رُک گئی احرام کھول دیگی ۔

المقداد بن الاسود : مقداد عمر بن ثعلبہ بن مالک الکندی کے بیٹے تھے ۔ الاسود بن عبدلغوث بن وہب بن عبدمناف بن زہرہ کی طرف اس لئے منسوب ہوئے کہ انھوں نے ان کو متبنّے بنالیا تھا اور قریش کے حلیفوں میں سے تھا ۔ ضباعہ سے نکاح کیا تھا اور ضباعہ ہاشمیہ تھیں ۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کفارۃ میں نسب کا اعتبار نہیں کیا جاتا ورنہ ان کا نکاح ضباعہ سے جائز نہ ہوتا اور جو اس کے اعتبار کو مسلم رکھتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اس نے اور اس کے اولیار نے اپنا کفارۃ کا حق ساقط کردیا ہوگا ۔

(ھٰذَا الحَدِیث ذکرہ البخاری فی باب الاکفاء فی الدین)

علمِ فقہ

(۱) علمِ فقہ وہ علم ہے جس سے ان احکام شرعیہ کی معرفت حاصل ہوتی ہے جو قرآنِ شریف، احادیثِ نبویہ، اجماعِ صحابہؓ اور مجتہدین کے قیاس سے اخذ کئے جائیں۔

(۲) موضوع اس علم کا مکلفین کے افعال ہیں جو حلال وحرام کی قسم سے ہوں۔

(۳) ثمرہ اس علم کا دونوں جہانوں کی سعادت وخوشحالی ہے۔

(۴) اور شارع کا حکم اس علم کے متعلق یہ ہے کہ جن دینی کاموں کی انسان کو احتیاج ہو، اُن کا علم حاصل کرنا فرض عین ہے۔

علمِ فقہ تین حصوں میں منقسم ہے۔ ایک حصہ عبادات کے ساتھ مخصوص ہے، دوسرا معاملات کے ساتھ، تیسرا عقوبات کے ساتھ۔

تنبیہ : احکامِ شرعیہ کی سات قسمیں ہیں :-

(۱) فرضِ قطعی (۲) فرضِ عملی (۳) واجب (۴) سُنّت۔ (۵) مستحب - (۶) حرام (۷) مکروہ تحریمی۔

(۱) فرضِ قطعی وہ ہے جو ایسی دلیل سے ثابت ہو جس کا ثبوت قطعی اور جس کی دلالت یقینی ہو۔ اس کی حقیقت کا اعتقاد لازم اور اس کے موجب عمل کرنا ضروری ہو۔ اور حکم اس کا یہ ہے کہ اس کا کرنا ثواب ہو اور بلا عذر اس کا چھوڑ دینا موجبِ عذاب ہو اور اس کا منکر بالاتفاق کافر ہے۔

(۲) ا۔ فرضِ عملی وہ ہے جو ایسی دلیل سے ثابت ہو جس کا ثبوت قطعی اور جس کی دلالت ظنی ہو، یا اس کے برعکس۔ اور یہ فرض اس قدر قوی ہے کہ قطعی کے قریب قریب پہنچ گیا ہے، جیسے عرفات میں کھڑے ہونا۔

ب - فرضِ عینی وہ ہے جس پر عمل کرنا ہر مکلّف سے طلب کیا جائے، جیسے اللہ کی معرفت -

ج - فرضِ کفائی وہ ہے کہ جب ایک جماعت اس کو بجا لائے تو باقیوں سے ساقط ہو جاتا ہے، اور اس کے فوت ہونے سے جواز یعنی درستی بھی جاتی رہتی ہے -

(۳) واجب - واجب وہ ہے جو ایسی ہی دلیل سے ثابت ہو جس سے فرضِ عملی ثابت ہوتا ہے - مگر وہ دلیل اس دلیل کے برابر قوی نہ ہو اور اس کے فوت ہونے سے جواز فوت نہیں ہوتا - اور عملاً اس کا وہی حکم ہے جو فرض کا حکم ہے مگر اعتقاداً نہیں - پس اس کے منکر پر اگر وہ تاویل کرنے والا نہ ہو، تو کفر کا حکم نہیں لگایا جائیگا، بلکہ اس کو فاسق کہا جائیگا -

واجبِ عینی وہ ہے جس کی تعمیل ہر مکلّف سے مطلوب ہو، جیسے واجباتِ نماز

واجبِ کفائی وہ ہے جس کا بعض سے عمل میں آ جانا کافی ہو، جیسے سلام کا جواب دینا -

(۴) سنت وہ ہے جس کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا آنحضورؐ کے بعد خلفائے راشدین نے ہمیشہ کیا ہو اور کبھی کبھی بلا عذر چھوڑ بھی دیا ہو ـــــ اگرچہ حکماً ـــــ اور سنت ایسی دلیل سے ثابت ہوا کرتی ہے جس کا ثبوت بھی ظنی ہو اور دلالت بھی ظنی ہو - اس کی دو قسمیں ہیں : موکدہ اور زائدہ -

پس سنت موکدہ جیسے جماعت - اذان - اقامت اور سننِ رواتب اور حکم ان کا یہ ہے کہ ان کا ادا کرنا ثواب اور بلا عذر اور بر سبیل اصرار چھوڑ دینے پر عتاب ہوتا ہے -

اور سنت عینیہ وہ ہے جس کا ادا کرنا مکلّفین میں سے بذاتہ ہر شخص پر مسنون ہو جیسے کہ صلوٰۃ تراویح کہ وہ سنت عین ہے -

اور سنتِ کفایہ وہ ہے کہ اگر بعض لوگ اس کو ادا کرلیں تو یہی کافی ہو جاتا ہے جیسے نمازِ تراویح کی جماعت۔

سنتِ زائدہ وہ ہے جس کی رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو عادت رہی ہو جیسے آنحضورؐ کا قرأت، رکوع اور سجود کو دراز کرنا۔ اس کے ادا کرنے سے ثواب ملتا ہے اور چھوڑ دینے میں کوئی برائی اور کراہیت لازم نہیں آتی۔

امام ابوحنیفہؒ

امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابتؒ عراق کے فقیہ، اہل الرائے کے پیشوا اور اس مذہب کے بانی ہیں جو آج اکثر اسلامی ملکوں میں جاری و ساری ہے۔ سنہ ۸۰ھ میں بمقام کوفہ پیدا ہوئے۔ بعض صحابہ کی ہمعصری نصیب ہوئی۔ فقہ کا شغل اختیار کیا، اور اپنا تمام علم ان لوگوں سے حاصل کیا جن کو صحابہؓ سے تحصیل علم کا شرف نصیب ہوا تھا۔ انھی لوگوں سے آپ نے نقل کیا، اور رائے و قیاس کے استعمال کے ساتھ اپنی فقہ کا استنباط قرآن کریم سے کیا، اور ان قلیل حدیثوں سے جو اُن کے نزدیک صحیح ثابت ہوئیں اور باقی اہل عراق نے بھی اسی مسلک کی پیروی کی، اس لئے کہ ان لوگوں میں حدیث صحیح کے راوی کم تھے، اور کثرت ان کی حجاز میں تھی۔ اور کوفہ اور بغداد کے علمانے ان سے علم پڑھا۔ اور آپ کے شاگردوں میں سے بڑے پایہ کے امام نکلے ہیں جیسے محمد بن حَسَن شَیبانی، ابو یوسف بغداد کے قاضی القضاۃ۔ اور زفر بن ہُذَیل تمیمی۔

آپ ریشمی کپڑوں کا بیوپار کیا کرتے تھے اور بڑے عالم و عامل، زاہد و عابد، پارسا

پرہیزگار، اور ہمیشہ خدا کے حضور میں خضوع و خشوع کے ساتھ رہنے والے تھے۔

آپ پر بنی امیہ کے خلفا کی طرف سے قضا (ججی) کا عہدہ پیش کیا گیا تو قبول نہ کیا۔ پھر ابوجعفر منصور نے ان کو کوفہ سے بغداد میں بلایا اور منصبِ قضا کی قبولیت کے لئے درخواست کی، حضرت امام نے انکار کر دیا۔ منصور نے قسم کھالی کہ تمھیں یہ قبول کرنا پڑے گا۔ امام ابوحنیفہؒ نے بھی بالمقابل قسم کھا کر کہا کہ میں کبھی اس عہدہ کو قبول نہ کروں گا۔

خلیفہ کا حاجب ربیع بن یوسف بول اٹھا: آپ دیکھتے نہیں کہ امیرالمومنین نے حلف اٹھایا ہے!" حضرت ابوحنیفہؒ نے جواب دیا: "امیرالمومنین کو اپنی قسم کا کفارہ ادا کرنا میری نسبت زیادہ آسان ہے۔" خلیفہ نے اسی وقت قید کا حکم صادر کیا۔ اور آپ بندی خانے میں بھیج دئے گئے۔ اور آپ کو اس قدر ایذا دی گئی کہ اسی قید کی حالت میں ۱۵۰ھ میں آپ کا انتقال ہو گیا۔

مکالمہ

سقراط اور ارسطودیموس

سقراط کو معلوم ہوا کہ ارسطودیموس نذر و نیاز نہیں دیتا اور دینی کاموں کو حقیر سمجھتا ہے۔ اور جو لوگ عبادت کرتے ہیں، ان سے تمسخر کرتا ہے۔

سقراط نے اس سے کہا: کیا تم کسی شخص کی صنعت کے کمال سے خوش ہوتے ہو؟

کہا: ہاں شاعروں اور مصوروں میں بہت بڑے باکمال موجود ہیں۔

سقراط نے کہا: تمھارے نزدیک بڑا مرتبہ کس مصور کا ہوگا؟ آیا اس کا جو ایسی

مورتیں بناتا ہے جو ہل جل اور سوچ سمجھ نہ سکیں یا اس کا جو زندہ اور متحرک صورتیں بناتا ہے
اس نے کہا: اسی کا جو زندہ اور متحرک صورتیں بناتا ہے بشرطیکہ یہ صورتیں بغیر عقل
کی کارکردگی کے محض بخت و اتفاق سے نہ پیدا ہوئی ہوں۔

سقراط: اگر ہم کچھ ایسی چیزیں فرض کریں، جن کا مقصود ظاہر نہ ہوتا ہو اور کچھ ایسی
چیزیں جن کا مقصد اور فائدہ روشن ہو، تو تم ان چیزوں میں سے کن اشیا کو عقل کا عمل
قرار دوگے؟ اور کونسی چیزوں کو اتفاق کی کارسازی سمجھوگے؟

ارسطو دیموس: جن کا مقصد اور فائدہ ظاہر ہے، بلاشبہ وہی عقل کی ایجاد ہیں۔

سقراط: تو کیا تم دیکھتے نہیں کہ انسان کے صانع نے اس کی پیدائش کے
شروع میں اس کے لئے ایسے آلات اور احساسات بنائے جن کی منفعت ظاہر ہے
اس کو آنکھیں دیں، کان دئے، تاکہ جو کچھ اس کی زندگی کے لئے مفید ہو اُس کو دیکھ
سُن سکے۔ سونگھنے کی چیزوں کا کیا فائدہ اگر ہمارے نتھنے نہ ہوں؟ اور ہم کھانے کی
چیزوں کو کیسے دریافت کر سکیں اور کھٹے، میٹھے، کڑوے، کسیلے میں کس طرح تمیز کر سکیں
اگر چکھنے کو ہمارے پاس زبان نہ ہو۔ ہماری آنکھوں کو آفات کا سامنا ہوتا ہے تم دیکھتے
نہیں کہ خدا کی قدرت نے ان کی کس طرح احتیاط کی ہے؟ ان کے لیے پپوٹے بنا دئے ہیں
جو آنکھوں سے مضر چیزوں کو روکتے ہیں اور پلکیں لگا دی ہیں جو چھلنی کا کام دیتی ہیں تاکہ
ہوا کی مضرات سے ان کو بچائے رکھیں۔ پھر شنوائی کے آلے کی نسبت کیا کہوگے جو تمام
آوازوں کو لے لیتا ہے لیکن کبھی بھرتا نہیں۔ تم نے کبھی حیوانات کے دانتوں کا مطالعہ
کیا ہے کہ ان کے آگے کے دانت کس خوبی سے مرتب اور چیزوں کو کاٹنے کے لئے تیار کئے
گئے ہیں۔ پھر وہ انھیں ڈاڑھوں کے سپرد کر دیتے ہیں تاکہ وہ ان کو اچھی طرح پیسیں
پھر جب تم اس ترتیب میں تامل کرو تو کیا یہ تمھارے دل میں شک پیدا ہو سکتا ہے
یہ فعلِ اتفاق ہے یا عملِ عقل؟

ارسطو دیموس : ہاں ! اگر ہم اس مسئلہ پر غور کریں تو ہمیں بلا شک ماننا پڑیگا کہ یہ کسی صانع حکیم کا فعل ہے جس کی اپنی مصنوعات پر خاص نظرِ عنایت ہے۔

سقراط : اب تم نردوں میں جو تناسل کی خواہش اور ماداؤں میں اپنے بچوں کی مامتا پائی جاتی ہے، اس پر نظر کرو۔ یہ تمام حیوانات میں موجود ہے، اور اس کی اصل ہے جینے کا شوق اور موت سے نفرت۔ کیا یہ کسی ایسے صانع کی عنایت سے نہیں جس کو اپنی مصنوعات کی بقا منظور ہے ؟ پھر جب تم اپنی ذات میں عقل کی ہستی ثابت کرتے ہو تو یہ گمان کیسے کر سکتے ہو کہ جو کچھ تمھاری ذات سے باہر ہے، اس میں عقل کی کوئی ہستی نہیں باوجودیکہ جب تم زمین میں اور اس کی وسعت میں غور و فکر اور اپنے جسم کے ساتھ اس کا موازنہ کروگے تو تمھیں ثابت ہو جائیگا کہ تمھارے پاس زمین میں سے ایک بہت ہی خسیس اور ایک بہت ہی قلیل حصہ ہے اور اسی طرح جس رطوبت سے تمھارا جسم مرکب ہوا ہے وہ بھی ساری رطوبت کے مقابلے میں ایک بہت ہی ناچیز ٹکڑہ ہے۔ یہی حال تمھارے جسم کے بقیہ اجزا کا ہے ؛

تبلیغ الاسلام

حضرت علامہ قاضی سلیمان منصورپوری (مرحوم)

واضح ہو کہ تبلیغ کے معنی زبانِ شرع میں اوروں تک پہنچانا ہے۔

ایک قوم کا دیگر اقوام و ملل کو اپنے مذہب کی دعوت دینا اور ان کو اپنے مذہب میں شامل کر لینا اس لفظ کے مفہوم میں داخل ہے۔

(۲) تبلیغ خصوصیاتِ اسلام میں سے ہے۔ اور اسلام کے سوا جس قدر مذاہبِ عالم

ہیں، وہ تبلیغ کا وجود اور ثبوت پیش کرنے سے عاجز ہیں۔

تبلیغی مذہب کے دو اصول

کسی اہلِ مذہب کا یہ دعویٰ کہ اس کا مذہب تبلیغی ہے، دو امور کے ثابت ہونے پر منحصر ہے۔

اوّل: خود اس مذہب کے پاک نوشتوں میں تبلیغ کرنے کا حکم موجود ہو۔

دوم: خود اس مذہب کے ہادی اور داعی نے اس حکم کی تعمیل کر کے دکھلائی ہو۔

مذاہبِ دنیا کی تقسیم

دنیا میں بہت سے ایسے مذاہب ہیں، جنھوں نے کبھی اپنے آپ کو تبلیغی مذہب نہیں بتلایا۔

یہودی، پارسی، صابئی، جینی، سناتن دھرمی، ہندوستان کی اصلی ہندو اقوام نے نہ کبھی اپنے مذہب کو تبلیغی بتلایا اور نہ کبھی تبلیغی مذہب کی صورت میں خود کو جلوہ گر کیا۔

بودھسٹ اور عیسائیت ایسے دو مذہب رہ جاتے ہیں، جن کا تبلیغی ہونا زیادہ تر گمان کیا جاتا ہے۔

بدھ مذہب

اگر بدھست کی تاریخ کا مطالعہ بغور کیا جائے، اور مہاتما گوتم کے چیدہ خاص شاگردوں سے لے کر اس مت کے تمام دورِ اقبال کو دیکھ لیا جائے تو پتہ لگ جائیگا کہ یہ مذہب کبھی ہندوستان سے باہر غیر زبان بولنے والوں یا کسی دوسرے مستقل مذہب رکھنے والوں کے سامنے پیش نہیں کیا گیا۔ اس مذہب کو ہندوستانیوں کے سامنے پیش کیا گیا اور ہندوؤں نے ہی اسے قبول کیا اور بس۔ اسی وجہ سے خود بدھ ازم کے مصنفین کے اندر یہ مسئلہ مختلف فیہ رہا ہے کہ بدھ ازم کوئی مذہب ہے یا اخلاقی انجمن ہے۔

آریہ سماج اور بدھ مذہب

آریہ سماج کا یہ کہنا کہ مہاتما گوتم بھی ویدمت ہی کی حفاظت و حمایت کے لئے پیدا ہوئے تھے، اسی وجہ سے ممکن ہوا کہ خود بدھ ازم نے کسی مستقل مذہب ہونے کا نہ دعویٰ کیا اور نہ اس میں وہ شان پیدا ہوئی۔

سنسکرت نہ پڑھنے کا حکم

جب ہم مہاتما بدھ کا یہ حکم پڑھتے ہیں کہ اس نے سنسکرت زبان کے پڑھنے کی ممانعت کردی تھی[1] اور پالی زبان کو مقدس زبان قرار دیا تھا، تب سماج کا دعوے بالکل کمزور رہ جاتا ہے۔

الغرض بدھ ازم کبھی تبلیغی مذہب نہ تھا۔

عیسائیت

اب عیسائیت کو لیجئے۔ اس مذہب کی تاریخ سے واضح ہوتا ہے کہ ۱۹ صدیوں سے برابر اس مذہب کی اشاعت کا کام ہو رہا ہے، اور پورے شغف اور کوشش سے ہو رہا ہے۔

ہم اس مذہب کے تبلیغی دعوے کو ان ہی دو اصولوں پر طے کرنا چاہتے ہیں۔ اوّل: کیا مقدس کتاب میں حکم موجود ہے؟ دوم: کیا خود صاحبِ مذہب نے اس پر عمل کیا؟

الف: دیکھو خود مسیح اپنی نسبت کیا فرماتے ہیں۔

متی ۱۵ باب ۲۴ درس: "میں اسرائیل کے گھر کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا"۔

اس صاف اعلان کے بعد مسیح کو کُل دنیا کے لئے بتلانا خدا کے راستباز کو جھٹلانا ہے۔

ب: مسیح توراۃ کی بابت کیا فرماتے ہیں:-

---

[1] کتاب بدھ اور اس کا مت صفحہ ۱ مصنفہ مسٹر مزاس ۱۲۔

متی ۵۔ باب ۷ اور ۸: "یہ خیال مت کرو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتاب منسوخ کرنے آیا ہوں۔ میں منسوخ کرنے کو نہیں بلکہ پوری کرنے کو آیا ہوں"

۵/۱۸ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جاویں، ایک نقطہ یا ایک شوشہ توراۃ کا ہرگز نہ مٹے گا، جب تک سب کچھ پورا نہ ہو۔

اس صاف اعلان کے بعد عیسائیت کو موسویت سے علیحدہ کسی مستقل اصول یا نئی تعلیم کا مذہب قرار دینا بالکل باطل ٹھہرتا ہے۔

مسیحؑ کا حکم

ج: مسیحؑ نے شاگردوں کو تبلیغ کی بابت کیا حکم دیا:۔

متی ۱۰۔ باب ۵ درس: ان بارھوں کو یسوع نے فرما کے بھیجا کہ غیر قوموں کی طرف نہ جانا، اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا۔

۱۰/۶ بلکہ پہلے اسرائیل کے گھر کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جاؤ۔

اس حکم پر غور کرنا چاہئے۔ مسیحؑ نے شاگردوں کو غیر قوموں کی طرف جانے سے قطعاً روکا ہے، اور پھر سامریوں کی آبادی میں بھی جانے سے روکا۔

سامری بھی حضرت یعقوبؑ کی نسل سے ہیں مگر بوجہ طغیان و عصیان ان کو بنی اسرائیل سے علیحدہ کر دیا گیا۔

حضرت مسیحؑ نے شاگردوں کو سامریوں کے پاس جانے سے بھی روکا۔ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان کا منشا شاید کبھی سامریوں تک تبلیغ کو وسعت دینا بھی ہو گا۔ لفظ "پہلے بنی اسرائیل" سے یہ معنے اخذ کئے جا سکتے ہیں۔

مسیحؑ کا ذاتی عمل

د: مسیحؑ نے اپنی تعلیم کے لئے بارہ شاگردوں کا انتخاب کیا۔ وہ سب بنی اسرائیل ہیں۔ انھوں نے بنی اسرائیلی بستیوں سے باہر جا کر کبھی تبلیغ نہیں کی۔ اگرچہ ایسی بستیاں

یروشلم اور ناصرہ اور کفر ناحوم کے قریب قریب بہت آباد تھیں۔ انھوں نے اپنی تعلیم کو روٹی سے، بنی اسرائیل کو بچوں سے اور دیگر اقوام کو کتوں سے تشبیہ دی۔

اس تشبیہ کے بعد انھوں نے سمجھایا کہ لڑکوں کی روٹی کتوں کو کون دے دیا کرتا ہے۔

یہ تعلیم، یہ ارشاد، یہ عمل بالاتفاق ظاہر کرتے ہیں کہ حضرت مسیحؑ نے اپنے مذہب کو دیگر اقوام میں (تبلیغ) پہنچانے والا کبھی بھی نہیں سمجھا۔

مسیحؑ کا زندہ ہونے کے بعد تبلیغ کا حکم دینا

۴ عیسائی مبلغ بتایا کرتے ہیں کہ مسیحؑ نے مر کے جی اُٹھنے کے بعد شاگردوں کو عام تبلیغ کا حکم دیا تھا۔

الف: یہ تعجب انگیز ہے کہ مر کے جی اُٹھنے کے بعد مسیحؑ کوئی تعلیم دیں جو انھوں نے اپنی زندگی میں نہ دی تھی۔

ب: اب یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ مر کے جی اُٹھنے کے بعد جو حکم دیا گیا، اس کے متعلق اناجیل اربعہ میں باہمی اتفاق بھی موجود ہے؟

متی باب ۲۸۔ درس ۱۹: "اس لئے تم جا کر سب قوموں کو شاگرد کرو اور انھیں باپ بیٹے اور روح القدس کے نام سے بپتسمہ دو۔"

یوحنا باب ۲۰۔ درس ۲۱-۲۲-۲۳: "یسوع نے انھیں کہا: "سلام تم پر جس طرح باپ نے مجھے بھیجا، میں بھی تمھیں بھیجتا ہوں"۔ یہ کہہ کے اُس نے اُن پر پھونکا اور کہا کہ تم روح القدس ہو، جن کے گناہوں کو بخشو گے، ان کے گناہ بخشے جائینگے۔ جنھیں تم نہ بخشو گے نہ بخشے جائینگے"۔

متی اور یوحنا مسیح کو جی اٹھنے کے بعد (بقول عیسائیاں) خود ملنے والے ہیں۔ اب دونوں کی عبارت کا مقابلہ کرو کہ یہ دونو ایک ضروری حکم کو متفقہ الفاظ میں بیان کرتے ہیں متی کا بیان ہے کہ "باپ اور بیٹے اور روح القدس کے نام سے بپتسمہ دینا" فرمایا گیا تھا

یوحنا کا بیان ہے کہ پھونک مار کر شاگردوں کو روح القدس دی گئی تھی۔ باپ، بیٹے، روح القدس کے نام سے بپتسمہ دینے کا ذکر تک نہیں ہوا۔

یوحنا شاگردوں کو بخشش و معافی کے جن اختیارات کا دیا جانا بیان کرتا ہے متی اس سے خاموش ہے۔

میں یوحنا کے اس فقرے کو صحیح تسلیم کرتا ہوں کہ "جس طرح باپ نے مجھے بھیجا میں بھی تمھیں بھیجتا ہوں" اور اس امر کی شرح کہ باپ نے مسیح کو کس طرح بھیجا۔ متی باب ۱۵ درس ۲۴ میں موجود ہے کہ "میں اسرائیل کے گھر کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا"۔ نتیجہ صاف ہے کہ عیسائیت کی تعلیم محض اسرائیلیوں کے لئے تھی۔ اور متی $\frac{28}{19}$ کے الفاظ "سب قوموں" کا مفہوم بھی اسباطِ اسرائیل ہیں۔ مرقس و لوقا شاگردوں کے شاگرد ہیں۔ انھوں نے متی و یوحنا کی عبارات کو دیکھ کر سمجھا اور اپنے مدعا کے لئے ناکافی پایا، تو انھوں نے اس واقعہ کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے۔

مرقس باب ۱۶ درس ۱۵، ۱۶: اس نے انھیں کہا کہ تم تمام دنیا میں جا کے ہر ایک مخلوق کے سامنے انجیل کی منادی کرو۔ جو کہ ایمان لاتا اور بپتسمہ پاتا، نجات پاویگا۔

جناب مرقس نے تمام دنیا، ہر ایک مخلوق کے الفاظ کا خوب استعمال کیا۔ یہ الفاظ متی اور یوحنا کو یاد ہی نہ رہے تھے۔

لوقا باب ۲۴ درس ۴۷ میں ہے: یروشلم سے لیکر ساری قوموں میں توبہ اور گناہوں کی معافی کی منادی اس کے نام سے کی جاوے۔

ہر شخص جو مختلف الفاظ اور ان کے معانی پر غور کر سکنے کی قابلیت رکھتا ہے، وہ چاروں انجیلوں کو دیکھے اور غور کرے کہ کیا فی الواقع یہ عبارات مسیح کی اپنی تعلیم اور رائے اور زندگی بھر کے عمل کو منسوخ کر سکتی ہیں۔ یہ تو آپس میں ہی متفق نہیں۔ (باقی باقی)

بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۱۱۷ وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ

الذین	علی ال ثلاثۃ	و	۱۱۷	رحیم	رءوف	بھم
جو	ان تینوں پر بھی	اور	۱۱۷	مہربان ہے	بڑا شفیق	ان پر

ان پر بڑا عنایت فرما مہربان ہے ۱۱۷ اور ان تینوں پر بھی جنکا

خُلِّفُوْا ۭ حَتّٰٓى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ

الارض	ال	علیھم	ضاقت	اذا	حتی	خلفوا
زمین		ان پر	تنگ ہو گئی	جب	یہانتک کہ	پیچھے رکھے گئے تھے

معاملہ پیچھے ڈالا گیا تھا، یہاں تک کہ جب زمین

بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ

انفس	علیھم	ضاقت	و	رحبت	بما
جانیں	ان پر	تنگ آ گئی تھیں	اور	اپنے فراخ ہونیکے	باوجود

اپنے فراخ ہوتے ہوئے بھی ان پر تنگ ہو گئی اور ان کی جانیں بھی ان پر گھٹ گئیں

وَظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ

من اللہ	ملجا	لا	ان	ظنوا	و	ھم
اللہ سے بھاگ کر	کہیں پناہ	نہیں	کہ	انہوں نے سمجھ لیا تھا	اور	انکی

اور ان کو یقین ہو چلا کہ اللہ کو چھوڑ اسی کی طرف دوڑنے کے سوا

اِلَّآ اِلَيْهِ ۭ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ۭ

یتوبوا	ل	علیھم	تاب	ثم	الا الیہ
وہ باز آجائیں ط	کہ	ان پر	عنایت کی	پھر	مگر اسی کے پاس جا کر ط

کوئی آسرا نہیں ط پھر اللہ نے ان پر توجہ کی کہ وہ لوٹ کر آ جائیں ط

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۱۱۸ يٰٓاَيُّهَا

یا ایھا	۱۱۸	ال رحیم	تواب	ال	ھو	اللہ	ان
اے	۱۱۸	مہربان ہے	[illegible]		ہی	اللہ	بیشک

بیشک اللہ ہی بڑا [illegible] اور [illegible]

الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ

اَلَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	اِتَّقُوْا	اَللّٰهَ		وَ	كُوْنُوْا	مَعَ
لوگو جو	ایمان لائے ہو	ڈرو	اللہ		اور	رہو	ساتھ

لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ سے ڈرا کرو اور راستبازوں کے ساتھ

الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ

اَلْ	صَادِقِيْنَ	۱۱۹	مَا كَانَ	لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ		وَ	مَنْ
	راستی والوں کے	۱۱۹	نہیں زیبا تھا مدینے والوں کو			اور	ان کو جو

رہو ۱۱۹ اہل مدینہ کو اور ان کے آس پاس

حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا

حَوْلَ	هُمْ	مِنْ	اَلْ	اَعْرَاب	اَنْ	يَتَخَلَّفُوْا	
گرد و پیش تھے	ان کے	کچھ		بدوی لوگ	کہ	پیچھے رہ جائیں	

جو بدو ہیں ان کو نہ تو یہ زیبا تھا کہ رسول خدا کا

عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ

عَنْ	رَسُوْل	اَللّٰهِ	وَ	لَا	يَرْغَبُوْا	بِ	اَنْفُسِ
ساتھ چھوڑ	پیغمبر	خدا کا	اور	نہ یہ کہ	رغبت کریں		جانوں کی

ساتھ چھوڑ کر پیچھے رہ جائیں اور نہ یہ (شایاں) کہ اس کی

عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ

هِمْ	عَنْ	نَفْسِ	هٖ ط	ذٰلِكَ	بِ اَنَّ	هُمْ	لَا يُصِيْبُ
اپنی	بے رغبت ہو کر	ذات سے	اس کی ط	یہ	اس لئے کہ		نہیں پہنچتی

ذات سے منہ موڑ کر اپنی جانوں پر رکھیں ط یہ اس لئے کہ ان لوگوں کو

ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِيْ

هُمْ	ظَمَاٌ	وَ	لَا	نَصَبٌ	وَ لَا	مَخْمَصَةٌ	فِيْ
ان کو	کچھ پیاس	اور	نہ	کچھ تکان	اور نہ	کچھ بھوک	میں

نہیں لگتی کہیں پیاس اور نہیں پہنچتی کوئی تکلیف، نہیں ستاتی کبھی بھوک

سَبِيلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَئُونَ مَوْطِئًا يَّغِيظُ

سَبِيلِ اللّٰهِ	وَ لَا	يَطَئُونَ	مَوْطِئًا	يَغِيظُ	اَل	كُفَّار
اللہ کے راستے	اور نہیں	وہ پامال کرتے	کوئی مقام جو	خفا کرے		کافروں کو

اللہ کی راہ میں، اور نہیں وہ جماتے کسی ایسی جگہ قدم جہاں انکا قدم جمانا کافروں کو

الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُونَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا اِلَّا كُتِبَ

وَ	لَا	يَنَالُونَ	مِنْ عَدُوٍّ	نَيْلًا	اِلَّا	كُتِبَ
اور	نہیں	ہتھیاتے	دشمن کی	کوئی ہتھیانے کی خبر	مگر	لکھا جاتا ہے

خفا کرے، اور نہیں وہ حاصل کرتے دشمن پر کوئی کامیابی

لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ط اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيعُ

لَ هُمْ	بِ	هٖ	عَمَلٌ	صَالِحٌ ط	اِنَّ	اللّٰهَ	لَا يُضِيعُ
لئے اُن کے	سبب	اس کے	کام	اچھا ط	بیشک	اللہ	نہیں کھوتا

کہ اس پر ان کا کوئی عمل نیک نہ لکھا جاتا ہو ط اس لئے کہ اللہ

اَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ⑫⓪ وَلَا يُنْفِقُونَ نَفَقَةً

اَجْرَ	اَلْ مُحْسِنِينَ	١٢٠	وَ	لَا	يُنْفِقُونَ	نَفَقَةً
مزدوری	بھلا کرنیوالوں کی	١٢٠	اور	نہیں	خرچ کرتے	خرچ

حسن عمل والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا ١٢٠ اور نہیں وہ صرف کرتے کوئی رقم

صَغِيرَةً وَّلَا كَبِيرَةً وَّلَا يَقْطَعُونَ وَادِيًا اِلَّا

صَغِيرَةً	وَ	لَا	كَبِيرَةً	وَ لَا	يَقْطَعُونَ	وَادِيًا	اِلَّا
چھوٹا	اور	نہ	بڑا	اور نہیں	قطع کرتے	کوئی میدان	مگر

چھوٹی اور نہ بڑی، اور نہیں قطع کرتے کوئی وادی

كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا

كُتِبَ	لَ هُمْ	لِ	يَجْزِيَ	هُمْ	اللّٰهُ	اَحْسَنَ	مَا
وہ لکھا جاتا ہے	انکے حق میں	تاکہ	بدلا دے	ان کو	اللہ	اچھے سے اچھا	اس کا جو

جو ان کے نام لکھ نہ لی جاتی ہو تاکہ اللہ ان کو جو کچھ وہ کرتے

كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٢١﴾ وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ

كَانُوْا	يَعْمَلُوْنَ	١٢١	وَ	مَا	كَانَ	الْمُؤْمِنُوْنَ	لِ
وہ تھے	کرتے	١٢١	اور	نہیں	تھے	مسلمان	کہ جہاد کو

تھے اس کا بہتر صلہ ١٢١ اور مومنوں کو یہ تو ممکن نہ تھا کہ سب کے سب

لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ

يَنْفِرُوْا	كَآفَّةً	فَ	لَوْلَا	نَفَرَ	مِنْ	كُلِّ	فِرْقَةٍ
نکل کھڑے ہوں	سب	تو	کیوں نہ	نکلا	میں سے	ہر	فرقے

نکل کھڑے ہوں پھر ایسا کیوں نہ ہوا کہ ان کے ہر گروہ کا

مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا

مِنْ هُمْ	طَآئِفَةٌ	لِ	يَتَفَقَّهُوْا	فِي	الدِّيْنِ	وَ لِ	يُنْذِرُوْا
ان کے	ایک حصہ	تاکہ	وہ عالم بنیں	میں	دین	اور تاکہ	وہ خبردار کریں

ایک حصہ اس غرض سے نکل آتا کہ وہ دین کی خوب معلومات حاصل کریں

قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوْآ إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ﴿١٢٢﴾ ع

١٥ ع ٣

قَوْمَ	هُمْ	إِذَا	رَجَعُوْا	إِلَى هِمْ	لَعَلَّ هُمْ	يَحْذَرُوْنَ	١٢٢
قوم کو	اپنی	جب	لوٹ کر آئیں	ان کی طرف	تاکہ وہ	بچتے رہیں	١٢٢

اور جب ان کے پاس واپس آئیں تو اپنے لوگوں کو خبردار کریں تاکہ وہ احتیاط کرتے رہیں ١٢٢

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ

يٰٓاَيُّهَا	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	قَاتِلُوْا	الَّذِيْنَ	يَلُوْنَ	كُمْ	مِنَ
اے	وہ لوگو جو	ایمان لائے ہو	لڑو	ان سے جو	نزدیک ہیں	تمہارے	میں سے

اے ایمان والو! اپنے آس پاس کے کفار سے بر سر پیکار رہو

الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً وَاعْلَمُوْٓا

الْكُفَّارِ	وَ	لْ	يَجِدُوْا	فِيْ كُمْ	غِلْظَةً	وَ	اعْلَمُوْا
کافروں	اور	ہو	محسوس کریں	تم میں	سختی	اور	جان لو

اور وہ تم میں درشتی پاتے ہیں اور یہ معلوم رہے

اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿١٢٣﴾ وَاِذَا مَآ

اَنَّ	اللّٰهَ	مَعَ	اَلْ مُتَّقِيْنَ	١٢٣	وَ	اِذَا مَا
کہ	اللہ	ساتھ ہے	پرہیزگاروں کے	١٢٣	اور	جب کہ

کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے ١٢٣ اور (ا)یسے بھی لوگ ہیں کہ جب

اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ

اُنْزِلَتْ	سُوْرَةٌ	فَ	مِنْ هُمْ	مَنْ	يَقُوْلُ	اَىُّ	كُمْ
اتاری گئی	کوئی سورت	تو	ان میں سے	کوئی ہوتا ہے	جو کہتا ہے	کون ہے	تم میں

کوئی سورہ اتارہ جاتا ہے، تو ان میں کوئی کوئی اس قماش کا بھی ہوتا ہے

زَادَتْهُ هٰذِهٖ اِيْمَانًا فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

زَادَتْ	هُ	هٰذِهٖ	اِيْمَانًا	فَ	اَمَّا	اَلَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا
بڑھایا	جس کو	اس نے	ایمان میں ج		پر	وہ جو	ایمان لائے ہیں

جو کہتا ہے: (کہو) اس (سورت) نے کس کے ایمان میں افزائش کی؟ تو (سن لو) کہ ایک تو وہ

فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ

فَ زَادَتْ	هُمْ	اِيْمَانًا	وَ	هُمْ	يَسْتَبْشِرُوْنَ
تو اسنے زیادہ کردیا	ان کو	ایمان میں	اور	وہ	خوش وقت ہوتے ہیں

ہیں جو ایمان لائے ہوئے ہیں، سو ان کا تو ایمان ہی افزوں کیا ہے، اور وہ شاد ہو رہے ہیں۔

﴿١٢٤﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ

١٢٤	وَ	اَمَّا	اَلَّذِيْنَ	فِىْ قُلُوْبِ هِمْ	مَرَضٌ	فَ
١٢٤	اور	رہے	وہ کہ	ان کے دلوں میں	روگ ہے	سو

(١٢٤)۔ اور رہے وہ جن کے دلوں میں روگ ہے، تو

فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ وَمَاتُوْا

زَادَتْ	هُمْ	رِجْسًا	اِلٰى	رِجْسِ	هِمْ	وَ	مَاتُوْا
اُسے بڑھائی	ان میں	(اور) گندگی	طرف	گندگی کے	ان کی	اور	وہ مرے

اس سورت نے ان کی خباثت پر ایک اور خباثت کا اضافہ کردیا، اور وہ مرے بھی

وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿١٢٥﴾ اَوَلَا يَرَوْنَ

وَ هُمْ	كٰفِرُوْنَ	١٢٥	اَ	وَ	لَا يَرَوْنَ
اس حال میں کہ وہ	کافر ہے	١٢٥	کیا	اور	وہ نہیں دیکھتے

کفر کرتے ۔ (١٢٥) ۔ اور کیا وہ یہ بھی نہیں دیکھتے

اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ فِيْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ

اَنَّ	هُمْ	يُفْتَنُوْنَ	فِيْ	كُلِّ	عَامٍ	مَرَّةً	اَوْ
کہ	وہ	بتلا ہوتے ہیں	میں	ہر	سال	ایک بار	یا

کہ وہ ہر سال میں ایک بار یا

مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوْبُوْنَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿١٢٦﴾

مَرَّتَيْنِ	ثُمَّ	لَا يَتُوْبُوْنَ	وَ لَا	هُمْ	يَذَّكَّرُوْنَ	١٢٦
دو بار	پھر	وہ نہیں توبہ کرتے	اور نہیں	وہ	نصیحت پکڑتے	١٢٦

دو بار بتلا کئے جاتے ہیں، پھر بھی نہ تو (اپنی شرارتوں سے) باز آتے ہیں اور نہ (اس سے

وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى

وَ	اِذَا مَا	اُنْزِلَتْ	سُوْرَةٌ	نَظَرَ	بَعْضُ	هُمْ	اِلٰى
اور	جب کہ	اتاری گئی	کوئی سورۃ	دیکھا	بعض نے	ان کے	طرف

کوئی سبق حاصل کرتے ہیں۔ (١٢٦) ۔ اور (کچھ منافق ایسے بھی ہیں کہ) جب کوئی سورت اتری (انھوں نے

بَعْضٍ ؕ هَلْ يَرٰىكُمْ مِّنْ اَحَدٍ ثُمَّ انْصَرَفُوْا ؕ

بَعْضٍ ؕ	هَلْ	يَرٰى	كُمْ	مِنْ	اَحَدٍ	ثُمَّ	اِنْصَرَفُوْا
بعض کی	کیا	دیکھتا ہے	تم کو		کوئی بھی	پھر	پھر گئے

کھسکنے کی سوچی اور) ایک دوسرے سے نگاہ ملائی ؕ (اور آنکھوں آنکھوں میں پوچھ لیا) کہ تمکو

صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ

صَرَفَ	اَللّٰهُ	قُلُوْبَ	هُمْ	بِ	اَنَّ	هُمْ	قَوْمٌ
پھیر دے	اللہ نے	دل	ان کے	اس وجہ سے کہ		وہ	ایسے لوگ ہیں

کوئی دیکھ تو نہیں رہا، پھر اٹھکر چلدئے اور نزول قرآن سے متنفر ہو کر مجلس رسول ﷺ) پلٹ گئے۔ اللہ نے

لَا يَفْقَهُونَ ﴿١٢٧﴾ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ

لَا يَفْقَهُونَ	١٢٧	لَ	قَدْ جَاءَ	كُمْ	رَسُولٌ	مِنْ
جو سمجھ سے کام نہیں لیتے	١٢٧	البتہ	آگیا ہے	تمہارے پاس	ایسا پیغمبر	میں سے

سمجھنا نہیں چاہتے - (١٢٧) - (لوگو!) تمہارے پاس ایک ایسا رسول آچکا ہے جو

أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ

أَنْفُسِ	كُمْ	عَزِيزٌ	عَلَيْهِ	مَا	عَنِتُّمْ	حَرِيصٌ	عَلَيْكُمْ
ذاتوں	تمہاری	شاق ہے	اس پر	کہ	تم تکلیف پاؤ	بہی خواہ ہے	تمہارا

تمہاری اپنی ہی جنس کا ہے، جس پر تمہارا رنج و عنا میں رہنا سخت شاق ہے، تمہارا

بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿١٢٨﴾ فَإِنْ تَوَلَّوْا

بِ الْمُؤْمِنِينَ	رَءُوفٌ	رَحِيمٌ	١٢٨	فَ	إِنْ	تَوَلَّوْا
ایمان والوں پر	شفیق	مہربان ہے	١٢٨	پھر	اگر	وہ پھر جائیں

بہت خیر خواہ ہے اور ایمان والوں پر نہایت ہی شفیق و مہربان - (١٢٨) پھر اگر وہ پھر جائیں

فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا

فَ	قُلْ	حَسْبُ	ي	اللَّهُ	لَا	إِلَٰهَ	إِلَّا
تو	تو کہہ	کافی ہے	مجھ کو	اللہ	نہیں	کوئی معبود	سوا

تو کہہ دو مجھ کو اللہ (کا آسرا) کافی ہے، بس وہی سچا معبود

هُوَ ط عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ

هُوَ ط	عَلَيْهِ	تَوَكَّلْتُ	وَ	هُوَ	رَبُّ	الْ	عَرْشِ
اسکے ط	اس پر	میں نے بھروسہ کیا	اور	وہ	مالک ہے		عرش کا

ہے ط اسی پر توکل کر لیا ہے اور وہی ہے عظیم الشان تخت

الْعَظِيمِ ﴿١٢٩﴾ ع

			الْعَظِيمِ	١٢٩			
			بڑے	١٢٩			

کا مالک (١٢٩)

سورۂ یونس

مکی ہے اور اس میں ایک سو نو آیتیں اور گیارہ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ①

الٓرٰ	تِلْكَ	اٰيٰتُ	اَلْ	كِتٰبِ	اَلْ حَكِيْمِ	١
الٓرا	وہ	نشانیاں ہیں		کتاب	حکمت والی کی	١

یہ محکم کتاب کی آیتیں ہیں ۔(١)۔

اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى

اَ	كَانَ	لِ اَلْ نَاسِ	عَجَبًا	اَنْ	اَوْحَيْنَا	اِلٰى
کیا	ہوا	ان لوگوں کو	اچنبھا	اس سے کہ	ہم نے وحی بھیجی	کو

کیا ان لوگوں کو اس بات سے تعجب ہوا کہ ہم نے ان کے ایک

رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ

رَجُلٍ	مِنْ هُمْ	اَنْ	اَنْذِرْ	اَلْ نَاسَ	وَ	بَشِّرْ
ایک مرد	ان کے	کہ	(خدا کی نافرمانی سے) ڈرا	سب لوگوں کو	اور	خوشخبری سنا

مرد پر یہ وحی بھیج دی کہ سب لوگوں کو چونکا دے اور ان کو جو

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ

اَلَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	اَنَّ	لَ هُمْ	قَدَمَ	صِدْقٍ	عِنْدَ
ان کو جو	ایمان لائے	کہ	(ہوگا) ان کا	پایہ	سچائی کا	نزدیک

ایمان لائے ہیں یہ نوید پہنچا دے کہ ان کا اپنے رب کے یہاں صدق

رَبِّهِمْ ؕ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ

رَبِّ	هِمْ ؕ	قَالَ	اَلْكٰفِرُوْنَ	اِنَّ	هٰذَا	لَ	سَاحِرٌ
رب کے	ان کے ؕ	کہنے لگے	یہ کافر	کہ	یہ	تو	جادوگر

کا قدم ہوگا ؕ کافر بولے یہ تو منہ بولتا جادوگر ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیام اسلام

از جالندھر شہر

جلد ۱۵ | نومبر و دسمبر سنہ ۱۹۴۴ء ذی قعدہ و ذی الحجہ سنہ ۱۳۶۳ھ | نمبر ۱۱ و ۱۲

باحثۃ البادیۃ

(از مولانا عبد الرشید صاحب ایچ پی)

دنیائے نسوانیت میں علم و ادب کی غیر فانی روح پھونکنے والی یہ خاتون عرب کے ایک مشہور شاعر اور بلند پایہ انشا پرداز حفنی بک ناصیف کی دختر نیک اختر تھی۔ مصر کے دار الخلافہ قاہرہ میں دسمبر سنہ ۱۸۸۶ء میں اس کی پیدائش ہوئی۔ علم کی ابتدائی منزلیں مختلف چھوٹی چھوٹی درسگاہوں میں طے کیں۔ اکتوبر سنہ ۱۸۹۳ء میں مدرسہ عالیہ میں داخل ہو کر انتہائی جانفشانی کے ساتھ علمی جواہر ریزوں سے اپنا دامنِ مقصود پُر کیا۔ سنہ ۱۹۰۰ء میں اس کی علمی قابلیت کا اعتراف کرتے ہوئے مدرسہ نے سند فراغت پیش کی۔ یہ وہی مبارک سال تھا جس میں طالباتِ مصر نے جہالت اور کورانہ تقلید کی چہار دیواریوں کو توڑ کر علمی ڈگریوں کے حاصل کرنے کی طرف قدم بڑھایا تھا۔ سند فراغت حاصل کرنے کے

بعد کچھ دنوں تک معلمات کی خدمت میں رہ کر تجربات حاصل کئے اور درس و تدریس کی اجازت حاصل کی۔ بعد ازاں ایک عرصہ تک شاہی زنانہ مدرسوں میں تعلیمی خدمات کو بطریقِ احسن انجام دیتی رہی۔ ۱۹۰۷ء میں ایک خاندان کے چشم و چراغ کے ساتھ رشتۂ ازدواج قائم کرلیا۔ پھر درس و تدریس کو ترک کرکے کتابت اور تالیف کو اپنا بہترین مشغلہ بنایا۔ اپنے رفیقِ حیات کے ساتھ وہ پُرخلوص زندگی گذاری کہ اُن خوشگوار اور قابلِ رشک لمحات کو دیکھ کر دنیا عش عش کر اٹھی۔ ابھی یہ معزز خاتون عمر کی صرف بتیس ۳۲ بہاریں ہی دیکھنے پائی تھی کہ اکتوبر ۱۹۱۸ء کو بخار کا ایک شدید حملہ ہوا جس کے مقابلے کی تاب نہ لاکر مجبوراً یہ شمعِ ادب ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بجھ گئی۔

آہ! کاش کہ قضا و قدرت کی دست درازیاں کچھ اور مہلت دئے ہوئیں۔

یہ نامور خاتون نہایت ہی شریف النفس تھی، اخلاق نہایت بلند تھے۔ بے حد ذکی القلب اور تیز طبع تھی۔ مذہب پرستی اور اخلاص کا صحیح جذبہ رگ رگ میں بھرا تھا۔ بچپن ہی سے اپنے والد کی آغوشِ ادب میں تربیت پائی تھی، اسی لئے گیارہ سال کی عمر میں ہی شعر و سخن کی وہ رنگین اور قابلِ تحسین دنیا بسائی تھی کہ اچھے اچھے شعراء رشک کرنے پر مجبور ہوتے تھے۔ فاضل نوجوان قاسم امین کے بعد مصر کی قدامت پسند عورتوں کو بیدار کرنے اور علم و ترقیات کے زینہ پر لے جانے کی خاطر اس غریقِ رحمت خاتون نے انتہائی کوشش کی اور حقیقت یہ ہے کہ ناقابلِ بیان مصیبتیں جھیلیں۔ یہ مصر کی پہلی خاتون تھی جس نے دنیائے علم کی طرف پیش قدمی کی، کھُلم کھلا اور عام دعوت پیش کی۔ چنانچہ اسی اشاعتِ علم اور بالخصوص چہار دیواری میں رہنے والی اپنی بہنوں تک اس پیغام کو پہنچانے کی خاطر چند مسلسل علمی و ولولہ انگیز قطعے اخباروں اور رسالوں میں چھپوائے۔

چنانچہ وہ حریت آموز علمی مقالے آج بھی کتابی شکل میں نسائیات کے نام سے علمی گہواروں کی زینت بنے ہیں اور تا قیامت اس کے اخلاص اور سچی علم دوستی کا ثبوت دیتے

رہیں گے۔ اس کے بعد اس خاتون نے ایک طویل کتاب "حقوق النساء" کے تالیف کا قدم بڑھایا تھا مگر افسوس کہ ابھی صرف تین مقالے ہی درجۂ تکمیل کو پہنچے تھے کہ موت کے آہنی پنجوں نے آدبایا اور ننھی سی جان اس قفس عنصری سے عالم بالا کو پرواز کر گئی اور یہ کتاب یونہی تشنۂ تکمیل ہو کر رہ گئی۔

قدرت نے اس خاتون کو زور قلم، سلاست اور شیریں بیانی کس قدر بخشی تھی، ایک جگہ اپنی کتاب نسائیات میں دیہاتی اور شہری زندگی کا نقشہ کھینچتے ہوئے لکھتی ہے

"اہاہا! یہ دیکھو!! دیہاتوں میں ہوا کس قدر خوشگوار اور روح پرور ہے۔ یہ دیکھو پانی کتنا لذیذ اور شیریں ہے۔ وہ آسمان کی نیلگوں سطح کتنی صاف اور جاذب نظر ہے۔ ہاں اور شہر! توبہ توبہ کتنی خراب زندگی وہاں کی ہے۔ اس زندگی سے تو موت بہتر ہے ——— دیہاتی مناظر اس لئے بیحد حسین ہیں کہ فطرت کا ہاتھ ان کے بناؤ سنگھار میں مصروف ہے ——— اور شہروں میں وہ جاذبیت اسلئے نہیں کہ تکلف اور ریاکاریوں نے وہ معصومیت چھین رکھی ہے ——— توبہ یہ گندی فضا یعنی بجلی اور کارخانوں کی شائیں شائیں کھٹ کھٹ، پرنالے اور نلکوں کے پانی کا شور اور گندگی ہر طرف زلف پریشاں کی طرح بکھرے ہوئے یا گھنگور گھٹا کی طرح چھائے ہوئے دھوؤں کی غیر محدود قطاریں، بھلا اس معصوم اور کھلی ہوئی دنیا کے مقابلہ میں کہاں ہو سکتی ہے جہاں صرف اڑتی ہوئی چیلوں کی چند خوشنما قطاریں نظر آتی ہیں یا اونچی اونچی کھجوروں کی ہوا میں جھومتی ہوئی چند خاردار مگر معصوم ڈالیاں ہاں ایسا ہی یہ شہر کے گندے راستے اور کیچڑ میں لتھڑی ہوئی سڑکیں، بھلا اس دیہات کی دلفریب سرزمین کا مقابلہ کہاں کر سکتی ہیں، جہاں کہ قدرت کے فیاض ہاتھوں نے لاتعداد سبز مخملین فرش بچھا رکھے ہیں۔

یہ آسمان کو چومنے والے شہری مکانات کی گہرائیوں میں غلاظت کے انبار اور ان سے

ناقابلِ برداشت نکلتی ہوئی بدبُو، اِس کو دیہات کی اُس دلفریب وادی سے کیا واسطہ جہاں ہر طرف ہرے بھرے کھیت لہلہا رہے ہوں اور دستِ قدرت کے لگائے ہوئے بیل بُوٹوں میں کلیاں چٹخ رہی ہوں اور چٹخ چٹخ کر حسین پھولوں کی صورت اختیار کر رہی ہوں اور پھولوں کی صورت میں نمودار ہو کر اپنے ماحول کے گوشہ گوشہ کو معطر کر رہی ہوں۔"

یہ ہے اس خاتون کے ادبی شاہکار کا تھوڑا سا نمونہ۔ ان چند جملوں میں فی الحقیقت کس قدر نُدرتِ خیالی اور شگفتگی کی جھلک ہے اللہ اللہ!

پھر نوکِ قلم سے بے ساختہ یہی نکلتا ہے: آہ! ..... کاش کہ دنیائے علم و ادب کو فائدہ پہنچانے کے لئے چند لمحاتِ زندگی اور نصیب ہوئے ہوتے۔

میرزائیت پر ایک نظر

(بہ سلسلہ پیامِ اسلام بابت ماہ فروری ۱۹۴۳ء صفحہ ۵)

(از جناب شیخ محمد جان صاحب ریلوے سب اوورسیئر پنشنر ریٹائرڈ)

باہمی تکفیر اور آئے دن کی ہنگامہ آرائیوں سے اجتناب کی جو استدعا کی گئی تھی، اتفاق سے اس کا ذکر ایک دن ایک احمدی صاحب سے آگیا۔ آپ بولے: "ہم کیسے خاموش رہ سکتے ہیں۔ ہمارے پاس صداقت ہے اور ہم سب کو تبلیغِ صداقت کی بتاکید ہدایت ہے۔" اس پر مجھے سطورِ ذیل کے اضافہ کی ضرورت محسوس ہوئی۔ ورنہ اس قسم کی بحث میں پڑنا میرے مسلک (مل ورتن) کے خلاف تھا۔

میری یہ تنقید اچھوتی یا انوکھی نہیں ہے۔ مسلم بزرگوں کی طرف سے بارہا یہ حقائق احمدی

صاحبان کے سامنے پیش کئے جا چکے ہیں، جنھیں میں دُہرا رہا ہوں، البتہ میری یہ پیشکش معاندانہ طرز کی حامل نہیں ہوگی بلکہ حسب عادت میں اسے میٹھے الفاظ اور برادرانہ انداز میں گزارش کرونگا، اس قدر التجا کے ساتھ کہ احمدی بھائی میری باتوں پر بغور توجہ فرما کر خود اپنے ہی ضمیر سے فیصلہ طلب کریں کہ جس دعوتِ نبوت کو انھوں نے مان لیا ہے وہ واقعی دعوتِ حق تھی یا اس میں کوئی اور غرض مستور تھی اور ہے۔ واضح رہے کہ خواہشِ برتری (Love of Superiority) انسان چھوڑ جملہ مخلوق کی فطرت میں ہے اور یہ خواہش دنیا میں بے انتہا برائیوں کا موجب بنی اور بن رہی ہے۔ مجھے یہ بھی فکر ہے کہ عموماً عقیدہ کو دلیل سے لگاؤ بہت کم ہوتا ہے تاہم اس خیال سے کہ سبھی انسان یکساں نہیں ہوتے، دنیا میں اکثر لوگ حقیقت طلب اور صداقت پرست بھی ہوتے آئے ہیں، میں گزارش کرتا ہوں کہ بغرض استدلال صرف تھوڑی سی دیر کے لئے اگر اس محروم الحقیقت عقیدہ کو مان بھی لیا جائے کہ کسی مہدی یا مسیح کا آنا ضروری ہے تو بھی میرزا صاحب وہ نہیں تھے۔ ان کا دعوائے نبوت یا تو مرضِ مراق[1] کا نتیجہ تھا یا اس کا سبب دُنیا طلبی تھی کیونکہ جیسا ابھی ثابت کیا جائیگا، میرزا صاحب میں نبوت کی قطعاً کوئی علامت نہ تھی۔ ان کا دعوٰے بمصداق "کدو سر بزرگ است و بے مغز نیز" کھوکھلا تھا اور نبی کی خصوصیات سے میرزا صاحب کورے تھے مثلاً :۔

۱۔ نبی کا خدا کے سوا کوئی استاد یا ادیب نہیں ہوتا۔ یہ امر شانِ نبوت کے منافی ہے۔ اس کسوٹی پر میرزا صاحب پورے نہیں اترتے۔ انصاف پسند اور صداقت جو احمدی صاحبان اس پر ضرور غور فرمائیں۔

---

[1] مرضِ مراق کا مریض کبھی اپنے آپ کو بادشاہ اور پیغمبر بھی تصور کیا کرتا ہے۔ مراقی کی ایسی خصوصیات کتابوں میں مذکور ہیں جس کا اعتراف مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اول کو بھی تھا۔ اور خود میرزا صاحب نے اپنے مرضِ مراق کو تسلیم کیا تھا۔ احمدی لٹریچر ملاحظہ ہو۔ ضرورت پڑے تو ہم دکھا دینگے۔

۲ - نبی کو خدا پر کامل بھروسہ ہوتا ہے ۔ میرزا صاحب کو یہ بات نصیب نہ تھی ورنہ وہ اس بادرہوا یا خود ساختہ افواہ سے خائف ہو کر کہ ملک حجاز میں ان کے قتل کا فتوٰی جاری ہو چکا تھا، حج بیت اللہ سے محروم نہ رہتے ۔ عدم بھروسہ کے سبب میرزا صاحب کے بزدلانہ تساہل بلکہ خدا کی نافرمانی کا حضور سرورِ کائنات کے اس جواب سے مقابلہ کرنا جو حضورؐ نے ہجرت کی رات غارِ حرا میں صدیق اکبرؓ کے سوال کا دیا تھا کہ ہمارے ساتھ اللہ ہے، میں خود احمدی صاحبان پر چھوڑتا ہوں ۔ خدا پر کامل بھروسہ اور عدم بھروسہ کی یہ عدیم النظیر مثالیں ہیں ۔ اس کے علاوہ اگر میرزا صاحب حج کیلئے جاتے تو حکومتِ ہند کا پاس پورٹ بھی ان کے پاس ہوتا جس کا احترام قانون بین الاقوامی کے ماتحت حکومت حجاز پر واجب ہوتا ۔ گو فتح مکہ کے وقت اور صلح حدیبیہ کے مواقع پر محمد مصطفٰےؐ کے پاس ایسی کوئی دستاویز نہ تھی ۔ خیر خدا پر بھروسہ نہ ہونا بھی شانِ نبوت کے خلاف ہے ۔

یہاں اتنا اور بتا دینا غالباً بیجا نہ ہوگا کہ میرزا صاحب کے اس فعل نے احمدیوں میں اس رکنِ اسلام کی اہمیت کو کھو نہیں دیا تو بیحد کم کر دیا ہے اور انھوں نے قادیاں کو ہی اپنا کعبہ تسلیم کر لیا اور صحیح ہے کہ ؎

چہ گویم با تو گر آئی بہ دارقادیاں بینی + دعا بینی دوا بینی غرض دارالشفا بینی

کے ہوتے ہوئے سمندر پار کیوں جایا جائے ۔

۳ - نبی ہمیشہ خدا کی حمایت میں ہوتا ہے اور عام طور پر اللہ میاں اپنے نبیوں کی ہر حالت میں حفاظت کرتے رہے ہیں ۔ مثلاً نمرود کے مقابل حضرت ابراہیمؑ کی حفاظت، بوقت ذبح حضرت اسمٰعیلؑ کی حفاظت، چاہ کنعان میں، پھر عزیز مصر کے محل میں حضرت یوسفؑ کی حفاظت، دربار فرعون میں حضرت موسیٰؑ کی حفاظت، مصلوب کئے جانے کے وقت حضرت مسیحؑ کی حفاظت، انجام کار واقعہ ہجرت میں جناب سرورِ کونینؐ کی حفاظت

تین مثالیں ہیں۔ ہاں میرزا صاحب اس سعادت سے بے بہرہ تھے۔ اگر واقعی میرزا صاحب سیاسی کے بجائے خدائی نبی ہوتے تو وہ ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور سے مرعوب ہو کر اس کی عدالت میں یہ عہد نہ کر لیتے اور اپنا بیان نہ دے دیتے کہ میں آئندہ فلاں قسم کے الہام شائع نہیں کیا کرونگا۔ اگر میرزا صاحب صرف ڈنیسی مل نبی ہی ہوتے تو کم از کم یوں جواب دیتے کہ صاحب قیام امن کی خاطر میں خود یہ عہد کر لیتا ہوں کہ آئندہ میں اس قسم کی کوئی تحریر یا تقریر نہیں کیا کرونگا لیکن الہام تو خدائی فرمان ہوتا ہے جس کی تبلیغ و اشاعت نبی کا فرض اولین ہوا کرتا ہے۔ الہام الٰہی کی اشاعت میرا مشن ہے جس سے میں کسی صورت اور کسی حالت میں دست کش نہیں ہو سکتا یعنی باز نہیں رہ سکتا۔ ہاں ہو سکے تو آپ خود اللہ میاں کو مراسلہ لکھدیں کہ وہ مجھ پر آئندہ ایسے الہاموں کا دروازہ بند کر دے۔ خدا کی حمایت سے محروم ہونے کا اس سے بڑھکر کونسا ثبوت طلب کیا جا سکتا ہے۔ اس کے مقابل حضور نبی کریمؐ کا خدا کی حمایت میں ہونا ملاحظہ ہو۔ جب قریش مکہ نے حضورؐ کے چچا ابو طالب سے شکایت کی کہ آپ کا بھتیجا ہمارے بتوں کی مذمت کرتا ہے اور کہا اگر وہ ہمارے آبائی مذہب کی بُرائی کرنا ترک کر دے تو ہم اسکی ہر ایک دُنیادی خواہش کو پورا کرنے کا ذمہ لیتے ہیں حتےٰ کہ ہم انھیں اپنا بادشاہ تسلیم کئے لیتے ہیں، ساتھ ہی دھمکی بھی دی کہ اگر وہ ہماری بات نہ سنے تو ہم اس کے خلاف اپنی پوری طاقت صرف کر دینگے (اور کر دیکھی) جواب میں سرکارِ دوجہاںؐ فرماتے ہیں: "دنیادی نعمتوں کا تو کیا ذکر، اگر میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے پر چاند بھی لا کر رکھ دئے جائیں تو بھی میں خدائی احکام کی تبلیغ سے باز نہیں رہونگا۔ ادھر ظلی نبی ہونے کے داعی کی یہ حالت کہ وہ ایک سرکاری ملازم کے سامنے بھی الہام کی وضاحت نہ کر سکا، صرف اس لئے کہ میرزا صاحب درحقیقت نبی نہیں تھے۔

۴- نبی دماغی امراض کا مریض نہیں ہوا کرتا۔ نبی کے دماغ کی اللہ میاں خاص طور پر حفاظت کیا کرتے ہیں۔ کیونکہ انبیاء کے دماغ کے سپرد ایک کٹھن کام ہوتا ہے۔ اور میرزا صاحب کو مرض مراق تھا، یعنی دیوانگی کی ایک قسم اور بزعم خود جناب کو ہسٹریا کی شکایت ہونا بھی مراق کی ہی ایک علامت ہے وغیرہ۔ یہ سب شہادتیں میرزا صاحب کی اپنی تحریروں میں موجود ہیں۔

۵- یہاں گزارش کیا گیا تھا کہ خدا سے محض ہم کلامی، وہ بھی ہو تو!! یا محض الہام نبوت نہیں ہوسکتی۔ نبوت کی شان اس سے بلند و بالاتر ہے، بلکہ نبوت کی عظمت کو کما حقہ سمجھ لینا عوام الناس کے فہم و ادراک سے بہت کچھ اوپر ہے۔ انسانی سمجھ کے مطابق نبوت کی عام فہم تعریف کچھ ہوسکتی ہے تو یہ کہ نبوت ایک مکمل پروگرام ہوتا ہے۔ کسی گروہ یا کسی قصبہ یا کسی قوم یا ساری مخلوق کی اصلاح کا جو اللہ جل شانہٗ کی بارگاہ سے نبی کے سپرد ہوا کرتا ہے اور اس پروگرام کی تکمیل نبی کا فرض منصبی ہوا کرتا ہے۔ محض پیشگوئیاں کسی کو نبی نہیں بنا سکتیں۔ چونکہ اس امر کی نیز پیشگوئیوں کے متعلق رسالہ حقیقتِ اسلام بابت ماہ اگست ۱۹۳۵ء میں وضاحت کے ساتھ بحث کی جا چکی ہے۔ میں اس سے اپنی عرضداشت کو طویل بنانا نہیں چاہتا۔ لہٰذا صرف تدابیر چندہ اور کسی کی موت یا کسی سے نکاح یا کسی سے مباہلہ کے متعلق پیشگوئیاں جن کے میرزا صاحب مدعی تھے (اور ان میں سے بھی اکثر غلط نکلیں)، ان کی نبوت کا ثبوت نہیں ہوسکتیں۔

۶- نبی کے اخلاق اسکی نبوت کے ترجمان ہوا کرتے ہیں۔ گو نبی کے حُسنِ خُلق کی تفصیل میں پڑنا کارے دارد کا مضمون ہے ہاں مجمل طور پر کہا جاسکتا ہے کہ ؎

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

یعنی ایک بشر میں جس قدر بھی خوبیاں ہوسکتی ہیں، نبی کی ذات ستودہ صفات میں وہ

سب بدرجہ اتم موجود ہوں ۔ شجاعت ۔ حلم ۔ صبر اور محبت ، یہی لاریب خوبیاں تھی ہیں اور میرزا صاحب میں ایسی خوبیوں میں سے ایک بھی نہ تھی ۔ میرزا صاحب میں شجاعت و مردانگی کے فقدان کی وضاحت پیرا نمبر ۲ میں کی جا چکی ہے کہ میرزا صاحب موت کے ڈر سے باوجود دعویٰ نبوت اپنے فرض کی ادائیگی سے محروم ہی دنیا سے چلے گئے اور اپنی جماعت میں ایسی بری مثال پیدا کر گئے کہ شاذ و نادر ہی کسی میرزائی کو حج بیت اللہ کا خیال آتا ہوگا ۔ گویا آپ نے اسلام کا ایک اور رکن گھٹا دیا یا کم از کم اس کی اہمیت احمدیوں کے دلوں سے محو کر دی ۔ پہلے کسی وقت جہاد بالسیف کو اڑا دیا تھا ۔

اب لیجئے محبت ! اس سے بیگانگی کا ثبوت اس سے زیادہ کیا طلب کیا جا سکتا ہے کہ آپ کی بدولت مسلمانوں میں تفرقہ اندازی بڑھ گئی ، حالانکہ نبی برائے وصل کردن آیا کرتے ہیں ، نہ برائے فصل ۔ میرزا صاحب نے اپنے مریدوں کو حکم دیدیا کہ وہ کسی مسلمان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں ۔ وہ کسی مسلمان کا چاہے وہ قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو ، نماز جنازہ نہ پڑھیں ۔ اس طرح وہی نقشہ پیدا کر دیا کہ ؎

رہے اہلِ قبلہ میں جنگ ایسی باہم ✦ کہ دینِ خدا پہ ہنسے سارا عالم

اس کے مقابل حضور سرورِ دوجہاںؐ کے جذبۂ محبت کا اندازہ کرنے کے لئے حضورؐ کا بغرضِ تبلیغ طائف تشریف لے جانا ، اہلِ طائف کا آقائے نامدار کے ساتھ سلوک اور آپ کی انکے حق میں دعا کو یاد کیجئے ۔ پھر وہ وقت بھی یاد کیجئے جب جنگ میں حضورؐ کے دندان مبارک شہید ہو گئے تھے ۔ ان واقعات کو سامنے رکھتے ہوئے جائزہ لینگے تو آپکو نبی برحق اور ظلی نبی ہونے کے مدعی کے جذبات محبت میں بُعد المشرقین یوں دکھائی دیگا جیسے آئینہ میں خود اپنا چہرہ ۔ بالخصوص ایسے احمدی صاحبان ضرور غور فرمائیں ، جو بات بات میں میرزا صاحب کو انبیاء کے ساتھ تشبیہہ دیا کرتے ہیں

اب رہا علم اور صبر، ان خوبیوں سے تہی دست ہونے کا جو ثبوت میرزا صاحب نے دیا ہے وہ اپنی نظیر آپ ہی ہو سکتا ہے کہ میرزا صاحب نے علمائے دین جنھیں عام طور پر نائب الرسول کہا جاتا ہے، کسی وقت "بدذات مولویو......" کہکر مخاطب کیا تھا۔ اگر اس کا یہ جواب ہو کہ بعض مولوی صاحبان بھی میرزا صاحب کی نسبت مکروہ الفاظ استعمال کیا کرتے تھے اور میرزا صاحب انکے جواب میں اس قسم کے اخلاق دشمن فقرے چست کرنے پر مجبور تھے، تو کہا جائیگا کہ میرزا صاحب نے گمراہوں کی پیروی کی اور خود گمراہ ہو گئے۔ کیونکہ میرزائی نکتہ نگاہ سے غیر میرزائی علماء گمراہ بلکہ کافر ٹھہر چکے تھے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ حقیقی نبی بھی کبھی کسی گمراہ کے گمراہ کئے گمراہ ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ نبی کے سینہ میں ہمیشہ خدائی مشعل ہدایت روشن رہا کرتی ہے۔ ان کا یوں گمراہ ہو جانا ان کے نبی نہ ہونے کی ایک پختہ دلیل ہے۔ اس کے علاوہ غالباً عیسائیوں کو مشتعل کرنے کی غرض سے یا ان کا دل دکھانے کے لئے میرزا صاحب نے حضرت مسیحؑ کی نانیوں اور دادیوں کو حرام کار بتایا اور خود حضرت مسیحؑ پر شراب خوری کی تہمت لگائی۔ میرزائی کہا کرتے ہیں کہ میرزا صاحب نے صرف اس یسوع مسیح کے پوست کندہ حالات لکھے ہیں، جسے عیسائی پیش کیا کرتے ہیں۔ کیا خوب!! کہتے ہیں، کہیں دو حقیقی بھائیوں میں تکرار گالی گلوچ تک پہنچ گئی۔ ایک بھائی نے دوسرے بھائی کو ماں کی گالی دی۔ اس کا بھائی بولا وہ تیری بھی تو ماں تھی! جواب ملا کہ میں نے ماں کو بحیثیت تیری ماں ہونے کے گالی دی ہے۔ تعجب ہے، مسیحؑ کی شخصیت کیسے بدل گئی۔ عیسائی عیسےٰ ابن مریمؑ کو ہی پیش کرتے ہیں۔ مجبوراً ماننا پڑیگا کہ میرزا صاحب نے بالارادہ خدا کے برگزیدہ نبی کی دل کھول کر توہین کی۔ حالانکہ ایک سچا نبی ہمیشہ اپنے سے پہلے نبیوں کی تصدیق کیا کرتا ہے۔ میرزا صاحب کی عدم نبوت کا یہ منہ بولتا ثبوت ہے اور لیجئے کرشن جی مہاراج کی جو اخلاق کش تصویر آجکل ہندو پبلک پیش کیا کرتی ہے

یعنی کرشن لیلا وغیرہ کے ذریعہ وہ محض غلط ہے، لیکن وہ منسوب اسی بزرگ ہستی کے ساتھ کی جاتی ہے جسے کرشن اوتار کہا جاتا ہے۔ خود پڑھے لکھے ہندو بزرگوں کو اس پر اعتراض ہے۔ وہ کہتے ہیں اور سچ کہتے ہیں کہ ایسے ایسے قصے وام مارگ کی تصنیف ہیں۔ مگر ہندو بزرگوں نے کبھی نہیں کہا کہ اس سے مراد کوئی اور کرشن ہے۔ پس حلم و محبت میں حصہ نہ ہونا بھی منافیٔ نبوۃ ہے۔

۷۔ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ محض پیشگوئیاں نبوت نہیں ہوتیں۔ ہاں صحیح پیشگوئیاں جزو نبوت ہوا کرتی ہیں۔ حسب ضرورت اللہ میاں اپنے برگزیدہ بندوں یعنی پیغمبروں کو علم غیب عطا کر دیا کرتے ہیں جسے وہ متبرک ہستیاں من وعن شائع کر دیا کرتی ہیں لیکن میرزا صاحب کو یہ سعادت نصیب نہ تھی۔ ویسے تو میرزا صاحب کی کوئی پیشگوئی بھی صحیح معنوں میں ثابت نہیں ہوئی۔ یہ اور بات ہے کہ: گاہ باشد کہ کودکے ناداں بہ غلط بر ہدف زند تیرے۔ میں یہاں میرزا صاحب کی دو ایک ایسی پیشگوئیوں کا ذکر کرونگا جن کو میرزا صاحب نے اپنی صداقت کا معیار بنا کر پبلک کے سامنے پیش کیا تھا:۔

(الف) پادری عبداللہ آتھم کے حق میں جو پیشگوئی کی تھی وہ حرف بہ حرف غلط ثابت ہوئی۔ اس ندامت پر پردہ ڈالنے کو میرزا صاحب نے انجام آتھم وغیرہ میں وہ پاپڑ بیلے کہ الٰہی توبہ۔ لیکن اس ساری دماغ سوزی سے وہ جھوٹ اور بھی عریاں ہوتا گیا۔ بقول ع رنگ کھلتا جائے ہے جتنا کہ اڑتا جائے ہے۔ یوں کہدینا کسقدر جسارت تھی کہ عبداللہ آتھم کی موت اسلئے واقع نہیں ہوئی کہ وہ دل سے رجوع بہ حق ہو گیا تھا۔ حالانکہ احمدی نکتہ نگاہ سے آتھم صاحب کا رجوع بہ حق ہونا سوائے اسکے اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ عبداللہ آتھم تائب ہو کر میرزا صاحب کے پاؤں پکڑتے اور بیعت کرتے جو امر خلاف واقعہ رہا ہے۔ بغیر خدا اور خدا کے ظلی نبی

کا یہ عجیب رشتہ ہے کہ اللہ میاں نے پادری آتھم صاحب کا رجوع بحق ہونا تو
چپکے سے تسلیم کر لیا اور اپنے نبی کی صداقت کا جو معرض خطر میں تھی خیال تک نہ
کیا۔ ہو سکتا ہے آتھم صاحب نے نعوذ باللہ کچھ ڈالی والی سے کام نکال لیا
ہو یا شاید حکومت سے مرعوب ہو کر اللہ نے معافی دیدی ہو۔ جب نبی ایک ڈپٹی
کمشنر صاحب سے خائف ہو گیا تو ایسے نبی کا خدا اگر ایک بہت بڑی حکومت سے
رعب میں آجائے تو کونسا تعجب ہو گا۔ احمدی حضرات! اس سے یہ بھی ثابت
ہو گیا کہ میرزا صاحب خدا کی حمایت میں نہیں تھے، نہ خدا کو انکی رسوائی کی پروا
تھی۔ اپنے اپنے ضمیر کو ٹٹولئے گا۔ ایک اس امر پر غور فرمائیگا کہ عبداللہ آتھم کے بقول
میرزا صاحب رجوع بحق ہو جانے سے اسکی موت کا وقت ٹل گیا تکذیب قرآن ہے
اسلئے کہ قرآن حکیم موت کے وقت کو اٹل بتاتا ہے۔

(ب) محمدی بیگم کو احمدی بیگم بنانے کے متعلق جو دل کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی پیشگوئی تھی
وہ کسی وضاحت اور کسی ثبوت کی طالب نہیں۔ کسقدر اس پر زور دیا گیا تھا اور
کس خوبصورتی سے وہ ص ح ی ح ثابت ہوئی یا نہ ہو سکی آپ یعنی میرزائی
صاحبان سے پوشیدہ نہیں ہے۔

۸۔ قرآن مجید شاہد ہے کہ جو نبی جس سرزمین پر مبعوث ہوا اسے ہمیشہ اس علاقہ کی زبان میں
الہام ہوتا رہا۔ ہونا بھی یہی چاہیئے تھا لیکن میرزا صاحب کو تمام غیر زبانوں میں الہام
ہوتے رہے۔ نہیں ہوا تو قادیانی زبان میں نہیں ہوا۔ دیکھ لیجئے یہاں بھی رنگ پھیکا
پڑ گیا۔ آپ کو قرآن نے یہ بھی خبر دے رکھی ہے کہ سنت اللہ تبدیل نہیں ہوتی
بالخصوص یہ امر میرزا صاحب کے دعوائے نبوت کی دھجیاں اڑاتا ہے۔

۹۔ میرزا صاحب نے یہ دعویٰ بھی کیا تھا کہ میں حضور سید المرسلین کے فیضان سے
ظلی نبی ہوں۔ لیکن ظل میں صاحبِ ظل سے مماثلت دکھائی نہیں دیتی۔ گو عام طور

پر سایہ کی ہر ہر حرکت صاحب سایہ کی حرکت کے تابع یا مطابق ہوا کرتی ہے احمدی صاحبان خود ہی خدا لگتی کہدیں کہ میرزا صاحب میں ایک بات بھی ایسی تھی جسے حضور سرورِ کونین کا پر تو کہا جا سکے ۔ رفتار ۔ گفتار ۔ صبر ۔ حلم ۔ محبت ۔ شجاعت ۔ شیریں کلامی وغیرہ ، کہیں بھی مطابقت دکھائی دیتی ہے یا برخلاف اسکے ع ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بہ کجا ۔

آپکی سہولت کیلئے مختصر الفاظ میں نبی برحق کے حسن خلق اور میرزا صاحب کی ذہنیت کا تھوڑا سا مقابلہ کیا ہے ۔ ذرا خالی الذہن ہو کر اس مطالعہ فرمالیجئیگا :۔

تن پروری : حضورؐ کی غذا عموماً نانِ جویں اور میوہ کھجور رہا کرتی تھی ۔

میرزا صاحب کی نسبت سنا ہے کہ لذیذ تریں کھانوں پر یاقوتی وغیرہ کا اضافہ ہوتا تھا ۔

حضورؐ بالعموم سادہ پانی نوش فرمایا کرتے تھے کبھی ضرورت ہوا اور مل جائے تو بکری یا اونٹنی کا دودھ بھی ۔

میرزا صاحب نفیس ترین شربت اور عرق کے علاوہ انگریزی مقویات ایسے قسم پورٹ وائن سے بھی پرہیز نہیں کرتے

حضورؐ عموماً کھجور کے پتوں کی خالی چٹائی پر استراحت فرمایا کرتے تھے

میرزا صاحب کی خوابگاہ نہایت پرتکلف تھی ۔

محبت خلق اللہ ۔ حضورؐ دشمنوں کے لئے بھی ہدایت کی دعا مانگا کرتے تھے ۔

ادھر اپنوں کو کوسنا اور انکی تکفیر مرغوب ترین مشغلہ تھا ۔

شجاعت ۔ حضورؐ جہاد فی سبیل اللہ میں بہ نفسِ نفیس شرکت فرمایا کرتے تھے ۔

میرزا صاحب نے سرے سے جہاد کا مسئلہ ہی اڑا دیا ۔ دلیل یہ دی کہ اب جہاد بالسیف کی ضرورت باقی نہیں رہی قرآن اس دلیل کی نفی کرتا ہے اور پھر

اس کفر و الحاد کے زمانہ میں تو جہاد بالسیف کی ضرورت اور بھی بڑھ گئی ہے۔

شیریں کلامی۔ حضورؐ کی نسبت کسی بزرگ کا قول ہے ع
بلبل ز تو آموختی شیریں سخنی را

اسکے مقابل میرزا صاحب کے دادیلا اور نانیوں والے طرزِ دشنام کی نسبت پھر اس گل افشانی کی نسبت جس سے علمائے دین کی مدارات کی گئیں، میں کیا عرض کروں!

کامیابی۔ حضورؐ کی حیات مبارک میں ہی جزیرۃ العرب میں بظاہر کوئی مشرک نہیں رہا تھا۔
نیز حضورؐ پاک نے قلیل ترین عرصہ میں تمام عربوں کو متحدہ قوم بنا دیا تھا۔

مدینۃ المسیح قادیاں میں ابتک مسلمان ہندو اور سکھ وغیرہ موجود ہیں جو احمدی نکتۂ نگاہ سے جو کچھ ہیں سو ہیں۔
میرزا صاحب نے خود مسلمانوں کو دو بلکہ تین فرقوں میں بانٹ دیا۔ یعنی احمدی قادیانی، احمدی لاہوری اور مسلمان۔

خدا کی حمایت۔ حضورؐ نے دعا کی کہ اللہ میاں! عمر یا ابوجہل سے اسلام کو تقویت بخش دے۔ وہ دعا فوراً منظور ہوئی اور حضرت عمر مسلمان ہو کر اعلیٰ ترین خادم اسلام ثابت ہوئے۔

میرزا صاحب نے عبداللہ آتھم کے لئے موت مانگنے اور محمدی بیگم کو میرزا بیگم بنانے کے لئے جانے کیا کچھ کیا، مگر نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات۔ بیچارے دونوں حسرتیں ساتھ لے گئے۔

گو مصالحہ اور بھی ہے لیکن میرا خیال ہے بمصداق مشتے نمونہ از خروارے اتنا ہی کافی ہوگا

۱۰۔ اسے ختم کرنے سے پہلے ایک اور واقعہ کا ذکر کر دینا غالباً دلچسپی سے خالی نہ ہوگا یعنی میرزا صاحب نے اپنی صداقت کا ایک اور معیار بھی قائم کیا تھا۔ اس میں بھی آپ کو بجز

حضرت کچھ وصول نہ ہوا۔ میرزا صاحب نے جناب مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کو مباہلہ کا چیلنج دیا تھا جسے مولوی صاحب موصوف نے یہ کہکر ٹھکرا دیا تھا کہ شریعت حقہ میں قول فیصل صرف قرآن اور رسول اللہؐ کی صحیح احادیث ہیں۔

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ چیلنج دیدینے کے بعد میرزا صاحب اور مولوی صاحب کی حیثیت جداگانہ ہو گئی۔ میرزا صاحب کے ہاتھ سے تو تیر نکل چکا تھا۔ لہٰذا وہ اپنی شرط کے پابند ٹھہرے اور نتیجہ آنکھوں کے سامنے ہے۔ اگر جناب مولوی صاحب میرزا صاحب کے چیلنج کو قبول کر لیتے، جب بھی انجام وہی ہوتا، کیونکہ قضا و قدر کے دفتر میں مولوی صاحب کی زندگی میرزا صاحب کی وفات کے بعد تک لکھی ہوئی تھی، جس کا میرزا صاحب کو باوجود دعوائے نبوت علم نہیں تھا۔ غالباً میرزا صاحب نے سوچ لیا ہو گا کہ مر گئے تو طعن کس پر ہو گا اور اگر مولوی صاحب کے بعد زندہ رہے تو نبوت میں شک کرنیوالا گردن زدنی ٹھہریگا۔ اگر یہ جواب ہو کہ مولوی صاحب چیلنج قبول کر لیتے، تو خدا واقعات کو بدل دیتا محض غلط ہے۔ اللہ میاں کے یہاں یہ رسم ہے ہی نہیں ؎

یوں خدا چاہے تو لے اسباب کی تاثیر چھین ✦ لیکن اس قیوم بے ہمتا کی یہ عادت نہیں

پھر جب عبداللہ آتھم اور محمدی بیگم کے معاملہ میں بے نیاز، بے پروا اور بے ریا اللہ نے میرزا صاحب کا کچھ بھی پاس ملحوظ خاطر نہ رکھا تو مولوی صاحب کے معاملہ میں ایسا یقین آئے تو کیونکر پھر اس صورت میں کہ مولوی صاحب موصوف تو اس جماعت کے رکن ہیں جس کے ممبروں کو نائب الرسول کہا جاتا ہے ؎

دوستاں را کجا کنی محروم ✦ تو کہ با دشمناں نظر داری

غرض میرزا صاحب کے دعوائے نبوت کی تکذیب کے ثبوت تو اور بھی بہت ہیں مگر ہم سمجھتا ہوں انصاف پسند احمدیوں کے غور و فکر کے لئے یہ بھی کافی کہے جا سکتے ہیں ✦

خاتمہ پہلا لاہوری پارٹی کے احمدیوں سے گزارش کرتا ہے کہ انکا یہ عقیدہ کہتے ہیں میرزا صاحب

نے نبوت کا دعوٰے ہی نہیں کیا اور وہ میرزا صاحب کو چودھویں صدی کا مجدد مانتے ہیں۔ گو یہ بھی امر واقعہ نہیں ہے۔ کیونکہ ایک دفعہ میں نے اپنے ایک دوست سے جو لاہوری پارٹی کے سرگرم ممبر ہیں سوال کیا تھا کہ آیا میرزا صاحب مامور من اللہ تھے اور کیا میرزا صاحب کو الہام ہوا کرتے تھے؟ پھر کیا میرزا صاحب نے اسلامی مسائل میں رد و بدل کیا، خاصکر مسئلہ جہاد بالسیف میں وغیرہ۔ ان سب کا جواب انھوں نے اثبات میں دیا۔ تو میں نے کہا: پھر آپ انکو نبی مانتے ہیں گو زبان سے اقرار نہ کریں۔ لیکن انکا یہ دعوٰے تسلیم بھی کر لیا جائے تو کہا جا سکتا ہے کہ وہ مجدد بھی نہیں تھے۔ یعنی جب انکی چوٹی کی پیشینگوئیاں غلط ثابت ہوگئیں، انکے اخلاق ہمارے سامنے ہوں تو مجدد کی شان جھوٹ بولنا نہیں ہو سکتی۔ پھر ہمیشہ غالب جماعت کا بیشتر اعتبار ہوتا ہے۔ جب ایک کثیر جماعت احمدیوں کی یعنی قادیانی جماعت مصر ہے کہ میرزا صاحب نے ڈنکے کی چوٹ نبوت کا دعویٰ کیا تھا پھر اور لوگوں کو بھی آنکھیں عطا ہوئی ہیں۔ میرزا صاحب کی تحریرات موجود ہیں۔ ایسی حالت میں یہ کہدینا کہ میرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ ہی نہیں کیا، سورج کو چراغ دکھانے کے برابر ہوگا۔ حقیقت یہ ہے کہ میرزا صاحب نہ نبی تھے نہ مجدد، ہاں پیری مریدی کے بہت بڑے دکاندار تھے اور اپنے فن میں ماہر تھے۔

جو کچھ اوپر گزارش ہوا وہ تو اسی صورت میں قابل التفات ہو سکتا ہے جب جناب رسول اللہ کے بعد کسی دوسرے نبی یا مہدی وغیرہ کے آنے کا امکان ہو اور جب سرے سے مسئلہ قطعی غلط ہی ہو تو اسپر بحث کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ آؤ اس یہودیوں اور نصرانیوں کی تحریف کو بے نقاب کر دیکھیں اور اپنی رہنمائی کے لئے قرآن کریم سے استفادہ کی کوشش کریں۔

قرآن اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا۔ پھر آپ ہی اسکی حفاظت کے ذمہ کا اعلان فرما دیا۔ اس وقت تک قرآن پاک انسانی دست برد سے محفوظ ہے اور ہمارا ایمان ہے وہ تاقیامت بلکہ قیامت کے بعد تک بھی محفوظ رہے گا۔ جس چیز کا حافظ خود خالق ہو اسے مخلوق کی کوئی طاقت گزند نہیں پہنچا سکتی اسکے ساتھ ہی علیم و حکیم اللہ نے قرآن کو بنی نوع انسان کی اکمل و مفصل اور مبین ہدایت کا مبارک نام دیا۔ وہ مکمل اور واضح قانون من و عن ہمارے پاس موجود ہے جس میں ترمیم و تنسیخ کی گنجائش تک نہیں جس صورت میں موجودہ قانون میں رد و بدل کی حاجت ہی نہ ہو تو کسی اور مقنن کی ضرورت کیونکر تسلیم کی جا سکتی ہے۔ ہرگز ہرگز نہیں۔ لہٰذا کسی دوسرے نبی یا مہدی وغیرہ کا آنا لغو اور بے معنی ٹھہرا۔

بدنصیبی یہ ہوئی کہ دیگر خباثتوں کی طرح ہم نے اس افترا کو بھی حقیقت مان لیا اور یہ دن دیکھنا پڑا۔ اگر شروع میں ہی علمائے اسلام ایسی ایسی سازشوں پر کما حقہٗ غور کرکے صراط مستقیم کو مضبوطی سے تھامے رہتے تو کسی کو اس قسم کے دعوے کرنیکی جرأت ہی نہ ہوتی۔ میرزا صاحب یا اسی قماش کے دوسرے لوگوں نے جو ایسے ایسے دعوے کئے اسکی وجہ صرف یہ تھی کہ انھوں نے ہماری کوتاہی سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی ؎

اصغر محمد جان

مختصر ابن ابی جمرۃ

(۲۰۷)

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَكْرَهُ اَنْ يَاتِيَ الرَّجُلُ اَهْلَهُ طُرُوْقًا۔

ترجمہ:- جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کو ناپسند کرتے تھے کہ کوئی (مسافر مدت دراز کے بعد) اپنی اہلیہ کے ہاں رات کو بلا اطلاع آجائے +

(۲۰۸)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا اَنَّ زَوْجَ بَرِيْرَةَ كَانَ عَبْدًا يُقَالُ لَهُ مُغِيْثٌ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَيْهِ يَطُوْفُ خَلْفَهَا يَبْكِيْ وَ دُمُوْعُهُ تَسِيْلُ عَلٰى لِحْيَتِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْعَبَّاسِ: يَا عَبَّاسُ! اَلَا تَعْجَبُ مِنْ حُبِّ مُغِيْثٍ بَرِيْرَةَ وَ مِنْ بُغْضِ بَرِيْرَةَ مُغِيْثًا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ رَاجَعْتِهِ. فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ تَاْمُرُنِيْ؟ قَالَ: اِنَّمَا اَنَا اَشْفَعُ، قَالَتْ فَلَا حَاجَةَ لِيْ فِيْهِ +

ترجمہ:- روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ بریرہؓ کا شوہر ایک

غلام تھا، مغیث اس کا نام تھا، گویا میں اسکو دیکھ رہا ہوں کہ وہ اس کے پیچھے پیچھے روتا پھرتا ہے اور اس کے اشک اس کی ریش پر بہ رہے ہیں۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عباسؓ سے کہا: عباس! تم متعجب نہیں ہوتے مغیث کی محبت پر (جو) بریرہ سے (ہے) اور بریرہ کے نفرت کرنے پر مغیث سے، پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (بریرہ سے): کیا اچھا ہو اگر تو اس سے مراجعت کرلے۔ بریرہ نے کہا: کیا آپ مجھے حکم شرع فرما رہے ہیں۔ فرمایا: میں سفارش ہی کرتا ہوں۔ بریرہ نے کہا: مجھے اس کی کچھ حاجت نہیں۔

تشریحات:۔

مُغِیْث: بہ ضم میم و کسر غین معجمہ، پھر یائے ساکنہ، پھر ثائے مثلثہ۔

يَطُوْفُ خَلْفَهَا يَبْكِیْ: اس کے پیچھے پیچھے روتا پھرتا ہے، اور وھیب عن ایوب کی روایت میں ہے: يَتْبَعُهَا فِیْ سِكَكِ الْمَدِيْنَةِ يَبْكِیْ عَلَيْهَا: مدینہ کے کوچوں میں اس کے پیچھے اسکے لئے روتا پھرتا ہے۔

مِنْ حُبِّ مُغِيْثٍ بَرِيْرَةَ: مغیث کے بریرہ کو چاہنے سے۔ اضافت ہے مصدر کی اپنے فاعل کی طرف اور بریرہ مفعول ہے۔

وَمِنْ بُغْضِ بَرِيْرَةَ مُغِيْثًا۔ یہ نادر ہے۔ ورنہ اکثر یہی ہوتا ہے کہ محبوب بھی اپنے چاہنے والے کو چاہنے والا ہوتا ہے اور محبت دونو جانب سے ہوتی ہے۔ اور اسی طرح سے بغض بھی جانبین ہی سے ہوتا ہے۔

تَأْمُرُنِیْ: یعنی کیا آپ مجھے اس کا حکم فرماتے ہیں؟ اس سے پایا جاتا ہے کہ امر صیغۂ اِفْعَلْ پر منحصر نہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو لَوْ رَاجَعْتِهٖ کے الفاظ سے خطاب فرمایا تھا۔ فَقَالَتْ تَأْمُرُنِیْ: اس نے کہا: کیا آپ کی مراد اس قول سے امر ہے؟ کہ اس کی پیروی مجھ پر واجب ہو۔ ابن سیرین سے

بسندِ صحیح مروی ہے: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! اَشَیْءٌ وَاجِبٌ عَلَیَّ؟ قَالَ: لَا- اِنَّمَا اَنَا اَشْفَعُ، فی روایۃ ابن ماجہ اِنَّمَا اَشْفَعُ

یعنی میں تو اسکی شفاعت کے طور پر کہتا ہوں، تجھ پر اس کا وجوب مراد نہیں۔

فَلَا حَاجَۃَ لِیْ فِیْہِ۔ ایک روایت میں ہے: لَوْ اَعْطَانِیْ کَذَا وَکَذَا مَا کُنْتُ عِنْدَہٗ، یعنی مجھ کو اتنا اتنا دے، تو بھی اسکے ہاں نہ رہوں۔

(۲۰۹)

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَبِیْعُ نَخْلَ بَنِی النَّضِیْرِ وَ یَحْبِسُ لِاَھْلِہٖ قُوْتَ سَنَتِھِمْ۔

ترجمہ:- عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بنی نضیر کا نخلستان فروخت کرتے اور اپنے اہل وعیال کے واسطے ایک سال کی ان کی خوراک ذخیرہ رکھتے۔

تشریحات:-

نَخْلَ بَنِیْ نَضِیْرٍ جو اللہ تعالےٰ نے اپنے رسولؐ کو فَے کے طور پر عطا فرمایا، مسلمانوں نے اسکے لئے اونٹ گھوڑے نہیں دوڑائے تھے۔

بَنِیْ نَضِیْرٍ: خیبر کے یہود۔

(ھٰذَا الحدیث ذکرہ البخاری فی باب حبس الرجل قوت سنۃ لاجل اَھْلِہٖ)

(۲۱۰)

عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ یَزِیْدَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا مَا کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی

اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ یَعۡمَلُ فِی الۡبَیۡتِ، فَقَالَتۡ کَانَ فِیۡ مِھۡنَۃِ اَھۡلِہٖ ٭

ترجمہ: ۔ اسود بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہا: مَیں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں کیا کیا کرتے تھے، فرمایا: اپنے گھر والوں کی خدمت (یعنی کاروبار) میں رہتے۔

تشریحات:۔

یَعۡمَلُ فِی الۡبَیۡتِ ۔ ایک نسخے میں یَصۡنَعُ آیا ہے۔

فَقَالَتۡ کَانَ اور ایک روایت میں ہے کَانَ یَکُوۡنُ ٭

فِیۡ مِھۡنَۃِ اَھۡلِہٖ بکسر المیم وفتحہا مع سکون الہاء: یعنی اپنے اہل کی خدمتگذاری میں، تاکہ فروتنی اور کسرِ نفسی میں ان کی اقتدار کی جائے۔ زیادہ تر آنحضرتؐ کا کام خیاطۃ ہوتا تھا۔ جوتا گانٹھتے، کرتے کو تھگلی لگاتے، صوف پہنتے، برہنہ پشت گدھے پر سواری کرتے، اپنا طعام زمین پر دھر کر کھاتے، غلام کی دعوت قبول فرماتے اور غلام کو اپنے ساتھ سوار کر لیتے۔

روایت ہے ایک روز آنحضرتؐ حمار کی پشتِ برہنہ پر سوار قبا کو تشریف لے جا رہے اور ابوہریرہؓ آنحضرتؐ کے ہمرکاب تھے۔ فرمایا: ابوہریرہ تم کو سوار کرلوں؟ عرض کیا جو آپ کی مرضی، فرمایا: ہو جاؤ سوار۔ ابوہریرہ ذرا بھاری بھر کم آدمی تھے۔ چڑھنے کے لئے کودے تو جم نہ سکے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑ لیا تو دونوں گر پڑے۔ پھر پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے۔ فرمایا: ابوہریرہ! سوار ہوگے؟ کہا جو مرضی رسولِ خدا کی۔ فرمایا: ہو جاؤ سوار۔ اب کی بار پھر نہ جمے اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے لٹک کر ان کو بھی لے گرے آنحضرتؐ نے پھر فرمایا: ابوہریرہ سوار ہوگے؟ کہا، نہیں۔ اسی کی قسم جس نے

آپ کو برحق مبعوث فرمایا، تیسری بار پھر آپ کو گرا دونگا۔
(وھذا الحدیث ذکرہ البخاری فی باب خدمۃ الرجل فی اھلہ)

(۲۱۱)

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اذْکُرُوا اسْمَ اللہِ وَ لْیَاْکُلْ کُلُّ رَجُلٍ مِمَّا یَلِیْہِ ۔

ترجمہ:۔ انس رضؓ سے روایت ہے، کہا نبی خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بسم اللہ پڑھا اور ہر شخص اپنے قریب کی چیز میں سے کھائے۔

تشریحات:۔

اُذْکُرُوا اسْمَ اللہِ : اس طرح کہ (نقلی طور) بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہو۔

وَلْیَاْکُلْ کُلُّ رَجُلٍ مِمَّا یَلِیْہِ : یہ بھی ندب کے طریق پر ہے قسطلانی نے کہا: ہمارے اماموں نے اوروں کے آگے سے، اور بیچ سے، اور اوپر سے لیکر کھانے کی کراہت کو منصوص فرمایا ہے۔ ہاں اگر میوے ہوں نقل کے لئے تو مضائقہ نہیں۔ شافعیؒ سے جو اس کی تحریم منصوص ہے، وہ محمول ہے مشتمل بر ایذا پہلے پر جان لینا چاہئے کہ انسان کو مناسب ہے کہ کھانے میں کمی کرے۔ بعض بزرگوں کا کہنا ہے: جو زیادہ کھاتا ہے، زیادہ پیتا ہے۔ جو زیادہ پیتا ہے زیادہ سوتا ہے۔ جو زیادہ سوتا ہے، زیادہ اُبھرتا ہے۔ جو زیادہ اُبھرتا ہے، اس کا دل سخت ہوتا ہے اور جس کا دل سخت ہوتا ہے، گناہوں میں ڈوب جاتا ہے۔

اور وارد ہوا ہے: کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللہِ الْاَکْلُ مِنْ غَیْرِ جُوْعٍ وَ النَّوْمُ مِنْ غَیْرِ سَھَرٍ، وَ الضَّ[illegible]

وصوت الرنة عند المصیبة ، والمزمار عند النعمة۔ بہت ناپسند ہے اللہ کو کھانا بغیر بھوک کے، سونا بغیر بیخوابی کے، ہنسنا بغیر عجب کے، گریہ کی آواز مصیبت کے وقت، اور باجا نعمت کے وقت۔

حاصل یہ ہے کہ نعمت کی کثرت ممنوع ہے، خواہ کھانا ایک قسم کا ہو یا قسم قسم کا ہو۔ پس طعام کی زیادتی کرنا ممنوع ہے، یہانتک کہ کہا گیا ہے: لَوْ سُئِلَ اَهْلُ الْقُبُوْرِ مَا سَبَبُ قِصَرِ اٰجَالِكُمْ لَقَالُوا التُّخْمَةُ۔ اگر پوچھا جائے اہلِ قبور سے، کیا سبب ہے تمھاری عمروں کی کوتاہی کا، تو وہ جواب دینگے: بدہضمی۔ ؎

یُمِیْتُ الطعامُ القَلْبَ ان زاد کثرۃً ٭ کزرعٍ اِذَا بالماءِ قد زاد سقیہٗ
وان لبیبا یرتضی نقص عقلہ ٭ باکل لقیماتٍ لقد ضلّ سعیہ

آدابِ طعام: کھانے کے وقت صالحین کی حکایات کا تذکرہ ہونا چاہیئے۔ کھانے کے وقت چپ رہنا حرصِ طعام کو تقویت دیتا ہے۔ اپنے ساتھیوں سے پہلے دسترخوان پر سے نہ اُٹھنا چاہیئے۔ جن کاموں سے دوسروں کو گھن آئے وہ نہ کرنے چاہیئے، تھوکنا، ناک صاف کرنا۔ اور اپنے پیٹ کے تین حصے کرنا چاہئیں، ایک کھانے کے لئے، ایک پانی کے لئے اور ایک سانس کے لئے۔ اور اس کے معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اپنی سیری کی مقدار کا اندازہ کرکے اس کی تہائی پر اقتصا کرے۔ اگر اس کو تین روٹیاں سیر کرتی ہوں تو ایک پر قناعت کرے۔

(ھٰذَا الحدیث ذکرہ البخاری فی باب الاکل مما یلیہ)

(۲۱۲)

عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ تَصَبَّحَ کُلَّ یَوْمٍ

سَبْعَ تَمَرَاتٍ عَجْوَةٍ لَمْ يَضُرَّهُ فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ سَمٌّ وَ لَا سِحْرٌ +

ترجمہ: روایت ہے عامر بن سعد سے، انھوں نے روایت کی اپنے باپ سے کہا: فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص ہر روز صبح کے وقت عجوہ کھجوریں کھائے، اس روز اسکو نہ تو کوئی زہر ضرر دے سکے نہ سحر +

(ھٰذا الحدیث ذکرہ البخاری فی باب العجوہ)

(۲۱۳)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلَا يَمْسَحْ يَدَهُ حَتّٰى يَلْعَقَهَا اَوْ يُلْعِقَهَا +

ترجمہ: — ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی شخص تم سے کھانا کھائے تو جب تک اس کو چاٹ یا چٹا نہ لے اپنا ہاتھ نہ دھوئے +

(۲۱۴)

عَنْ اَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ (رض) قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اِنَّا بِاَرْضِ قَوْمٍ اَهْلِ كِتَابٍ اَفَنَاْكُلُ فِي اٰنِيَتِهِمْ وَ بِصَيْدٍ اَرْضٍ اُصِيْدُ بِقَوْسِيْ وَبِكَلْبِي الَّذِيْ لَيْسَ بِمُعَلَّمٍ وَ بِكَلْبِي الْمُعَلَّمِ فَمَا يَصْلُحُ لِيْ قَالَ: اَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ اٰنِيَةِ اَهْلِ الْكِتَابِ فَاِنْ وَجَدْتُمْ غَيْرَهَا فَلَا تَاْكُلُوْا فِيْهَا وَ اِنْ لَمْ تَجِدُوْا فَاغْسِلُوْهَا وَ كُلُوْا فِيْهَا، وَ مَا صِدْتَ

بِقَوْسِكَ فَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَكُلْ، وَمَا صِدْتَ بِكَلْبِكَ الْمُعَلَّمِ فَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَكُلْ، وَمَا صِدْتَ بِكَلْبِكَ غَيْرِ الْمُعَلَّمِ فَأَدْرَكْتَ ذَكَاتَهُ فَكُلْ ۔

ترجمہ :۔ روایت ہے ابی ثعلبہ خشنی سے، کہا : مینے عرض کیا اے پیغمبر خدا ہم ایک ایسی قوم کی سرزمین میں ہیں جو اہل کتاب ہیں۔ کیا ہم ان کے برتنوں میں کھاپی لیا کریں، اور شکار کی زمین میں ہیں ۔ میں شکار کرتا ہوں اپنی کمان سے اور اپنے اس کتے سے جو سدھا ہوا نہیں ہے اور اپنے اس کتے سے جو سدھا ہوا ہے، تو مجھ کو کیا کرنا چاہئے ۔ فرمایا : پر تم نے جو اہل کتاب کے برتنوں کا ذکر کیا ہے، سو اگر تم کو ان کے سوا اور برتن مل جائیں تو ان میں کھاؤ اور اگر نہ ملیں تو انھی کو دھو کر ان میں کھا لیا کرو ۔ اور جو شکار تم نے اپنی کمان سے کیا ہو اور اس پر اللہ کا نام لیا ہو تو کھا لو، اور جو شکار تم نے اپنے سدھے ہوئے کتے سے کیا ہو کھا لو ۔ اور جو تم نے اپنے ان سدھے کتے سے شکار کیا ہے اور اسکو ذبح کر پاؤ تو کھا لو ۔

تشریحات :۔

اِنَّا : ہمزہ کی زیر اور نون کے زبر سے، اپنی ذات اور قبیلہ مراد ہے اور جملہ معمولہ ہے قول کا ۔

بِاَرْضِ قَوْمٍ : ارض شام مراد ہے ۔

اَهْلِ كِتَابٍ : بدل ہے قوم سے اور ایک روایت میں مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ بیانٌ للقوم

اَفَنَاْكُلُ : ای اذن لنا فناکل

(باقی باقی)

مُّبِيْنٌ ۲ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَ

مُبِيْنٌ	۲	اِنَّ	رَبَّ	كُمُ	اللّٰهُ	الَّذِىْ	خَلَقَ
کھلا کھلا	۲	بلاشبہ	رب	تمھارا	اللہ ہے	جس نے	بنایا

(۲) - یقیناً تمھارا رب وہ اللہ ہے جس نے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِىْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى

السَّمٰوٰتِ	وَ	اَلْ	اَرْضَ	فِىْ (میں)	سِتَّةِ	اَيَّامٍ	ثُمَّ	اسْتَوٰى
آسمانوں کو	اور		زمین کو		چھ	دنوں میں	پھر	برابر ہوا

آسمانوں کو اور زمین کو چھ دنوں میں بنایا پھر وہ اس تخت (سلطنت)

عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ مَا مِنْ شَفِيْعٍ

عَلَى (پر)	الْعَرْشِ	يُدَبِّرُ	اَلْ	اَمْرَ ؕ	مَا	مِنْ	شَفِيْعٍ
	تخت پر	تدبیر کرتا ہے	سب	کام کی ؕ	نہیں	کوئی	سفارش کرنیوالا

پر متمکن ہو کر امورِ سلطنت کا بندوبست کرنے لگا ؕ اس کے حضور کوئی شفاعت کرنیوالا

اِلَّا مِنْ بَعْدِ اِذْنِهٖ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ

اِلَّا	مِنْ بَعْدِ	اِذْنِ	هٖ	ؕ	ذٰلِكُمُ	اللّٰهُ	رَبُّ كُمْ	فَ
مگر	پیچھے	اجازت کے	اس کی ؕ		یہ ہے	اللہ	رب تمھارا	سو

نہیں، کوئی ہو بھی تو اس کی اجازت کے بعد ؕ یہی اللہ تمھارا رب ہے سو

فَاعْبُدُوْهُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۳ اِلَيْهِ

اُعْبُدُوْهُ	اَ	فَ	لَا تَذَكَّرُوْنَ	۳	اِلَىْ	هِ
اسکی بندگی کرو	کیا	پھر	تم دھیان نہیں کرتے	۳	طرف ہے	اسی کی

اسی کی پرستش کرو ؕ پھر کیا تم دھیان نہیں کرتے - (۳) - تم سب کو

مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ اِنَّهٗ يَبْدَؤُا

مَرْجِعُ	كُمْ	جَمِيْعًا ؕ	وَعْدَ	اللّٰهِ	حَقًّا ؕ	اِنَّ هٗ	يَبْدَؤُا
واپس جانا	تمھارا	سب کا ؕ	وعدہ	اللہ کا	اٹل ؕ	وہی	پہلی بار کرتا ہے

اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے ؕ اللہ کا اٹل وعدہ ہے ؕ وہی اس مخلوق کو

اَلْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اَلْ خَلْقَ	ثُمَّ	يُعِيْدُ	هٗ	لِ	يَجْزِيَ	اَلَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا
پیدائش	پھر	دوبارہ کریگا	اس کو	تاکہ	بدلہ دے	ان کو جو	ایمان لائے

پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر اس کو دوسری بار پیدا کریگا تاکہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ ؕ وَ

وَ	عَمِلُوْا	اَلْ	صٰلِحٰتِ	بِ	اَلْ	قِسْطِ ؕ	وَ
اور	کرتے رہے		اچھے کام	ساتھ		انصاف کے ؕ	اور

اور اچھے کام کرتے رہے انصاف کے ساتھ بدلہ دے ؕ اور

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ

اَلَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	لَهُمْ	شَرَابٌ	مِنْ	حَمِيْمٍ	وَ	عَذَابٌ
جن لوگوں نے	کفر کیا	ان کو	پینا ہے		کھولتا پانی	اور	عذاب

جن لوگوں نے کفر کیا ان کو ملے گا کھولتا پانی اور دردناک

اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۴ هُوَ الَّذِيْ

اَلِيْمٌ	بِ	مَا	كَانُوْا	يَكْفُرُوْنَ	۴	هُوَ	اَلَّذِيْ
دکھ کا	بہ سبب	اس کے کہ	وہ تھے	کفر کرتے	۴	وہ ہے	جس نے

عذاب، اس لئے کہ کفر کرتے رہے۔ (۴) - وہی ہے جس نے

جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ

جَعَلَ	اَلشَّمْسَ	ضِيَآءً	وَ	اَلْ قَمَرَ	نُوْرًا	وَ	قَدَّرَ
بنایا	آفتاب کو	تابندگی کیلئے	اور	چاند کو	اُجالے کیلئے	اور	اندازے اندازے کی بنائیں

سورج کو روشنی کے اور چاند کو اُجالے کی خاطر بنایا اور اسکی منزلوں کی

مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَ

هٗ	مَنَازِلَ	لِ	تَعْلَمُوْا	عَدَدَ	اَلْ	سِنِيْنَ	وَ
اس کی	منزلیں	تاکہ	تم جانلو	گنتی		برسوں کی	اور

مقدار ٹھہرائی تاکہ تم کو سالوں کا شمار اور حساب معلوم

الْحِسَابَ ۭ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ

اَلْ	حِسَابَ ۭ	مَا	خَلَقَ	اللّٰهُ	ذٰلِكَ	اِلَّا	بِالْحَقِّ ۚ
	حساب ۭ	نہیں	بنایا	اللہ نے	یہ سب	مگر	تدبیر سے ۚ

معلوم ہوتا رہے ۭ اللہ نے یہ سب کچھ حکمت ہی کی بنا پر بنایا ہے ۚ

يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّ

يُفَصِّلُ	الْاٰيٰتِ	لِ	قَوْمٍ	يَعْلَمُوْنَ	۵	اِنَّ
وہ کھول کھول کر بیان کرتا ہے	دلائل	ان لوگوں کے لئے جو		جانتے ہیں	۵	بیشک

وہ ان لوگوں کے لئے دلائل کی تفصیل کرتا ہے جو دانش سے کام لیتے ہیں۔ (۵) -

فِي اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا

فِي اِخْتِلَافِ	اَلْ لَيْلِ	وَ	اَلْ	نَهَارِ	وَ	مَا
آگے پیچھے آنے میں	رات	اور		دن کے	اور	جو

بیشک رات اور دن کے آنے جانے میں ایسے لوگوں کے لئے دلائل ہیں

خَلَقَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ

خَلَقَ	اَللّٰهُ	فِيْ	اَلسَّمٰوٰتِ	وَ	اَلْاَرْضِ	لَ	اٰيَاتٍ
پیدا کیا	اللہ نے	بیچ	آسمانوں کے	اور	زمین کے	البتہ	نشان ہیں

آسمانوں میں اور زمین میں بنائی ہیں کچھ ہیں نشان ہیں ان لوگوں کے واسطے جو

لِّقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ

لِ قَوْمٍ	يَتَّقُوْنَ	۶	اِنَّ	الَّذِيْنَ	لَا	يَرْجُوْنَ
ان لوگوں کے لئے جو	پرہیز گاری کرتے ہیں	۶	بیشک	جن کو	نہیں	خیال

جو متقی ہوں - (۶) - بے شک جن لوگوں کو ہم سے ملنے کی

لِقَآءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوْا

لِقَاءَ	نَا	وَ	رَضُوْا	بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا	وَ	اِطْمَاَنُّوْا
ملنے کا	ہم سے	اور وہ	خوش ہو بیٹھے	دنیوی زندگی پر	اور	جی لگا بیٹھے

آس نہیں اور وہ اس ادنےٰ زندگی پر خورسند اور اس میں مگن ہو بیٹھے

بِهَا وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ۙ

لا	غٰفِلُوْنَ	نَا	عَنْ اٰيَاتِ	هُمْ	اَلَّذِيْنَ	وَ	بِ هَا
لا	غفلت کرنیوالے	ہماری	آیتوں سے	وہ ہیں	وہ	اور	اس میں

اور وہ لوگ جو ہمارے نشانوں سے غفلت کر رہے ہیں - (۷)

اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ

يَكْسِبُوْنَ	كَانُوْا	بِ مَا	اَل نَارُ	هُمْ	مَاْوٰى	اُولٰٓئِكَ
کمائی کرتے	رہے	بہ سبب اسکے جو	آگ	ان کا	ٹھکانا ہے	یہ ہیں

یہی لوگ ہیں جن کا ٹھکانا (دوزخ کی) آگ ہے اس کمائی کے کارن جو کماتے رہے -(۸)-

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيْهِمْ

يَهْدِىْ	اَلصّٰلِحٰتِ	عَمِلُوْا	وَ	اٰمَنُوْا	الَّذِيْنَ	اِنَّ	۸
رہبری کریگا	درستی کے	کام کئے انہوں نے	اور	ایمان لائے	جو لوگ	بلاشبہ	۸

بیشک جو لوگ ایمان لائے اور اچھائی کے کام کرتے رہے انکی رہبری کریگا

رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ تَجْرِيْ مِنْ

مِنْ	تَجْرِىْ	هِمْ	اِيْمَانِ	بِ	هُمْ	رَبُّ	هِمْ
	بہتے ہیں	ان کے	ایمان کی	وجہ سے	ان کا	رب	ان کی

ان کا رب ان کے ایمان کی وجہ سے (اور پہنچا دیگا انکو) جہاں انکے

تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۹

۹	نَعِيْمِ	اَلْ	جَنَّاتِ	فِىْ	اَلْاَنْهَارُ	هِمْ	تَحْتَ
۹	بڑی خوبی کے		گھنے باغوں	میں	دریا	ان کے	نیچے

نیچے نعمت و آسائش کے باغوں میں، دریا بہتے ہیں - (۹) -

دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَ

وَ	اَللّٰهُمَّ	كَ	سُبْحٰنَ	فِىْ هَا	هُمْ	دَعْوٰى
اور	اے اللہ	تیری	پاکی ہے	ان (باغوں) میں	ان کی	پکار ہے

ان کی پکار ہے ان میں : تقدیس تیری اے اللہ ! اور

تَحِیَّتُهُمْ فِیْهَا سَلٰمٌ ۚ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ

تَحِیَّتُ	هُمْ	فِیْ هَا	سَلٰمٌ	وَ	اٰخِرُ	دَعْوٰی	هُمْ
دعائے ملاقات	انکی	ان میں	سلام	اور	پچھلی	پکار	انکی

ان کی ملاقات ان میں: سلامتی ہو، اور اخیر کی پکار یہ ہے

اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۱۰ وَ

اَنْ	اَلْ	حَمْدُ	لِلّٰهِ	رَبِّ	اَلْعَالَمِیْنَ	۱۰	وَ
یہ کہ	سب	تعریف	اللہ کی	پروردگار	جہانوں کا	۱۰	اور

کہ سب تعریف جہانوں کے پروردگار اللہ کی۔ (۱۰)۔ اور

لَوْ یُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ

لَوْ	یُعَجِّلُ	اَللّٰهُ	لِ	اَلْ نَاسِ	اَلشَّرَّ	اِسْتِعْجَالَ
اگر	جلد لاتا	اللہ	لئے	لوگوں کے	برائی	جیسے ہے جلد بازی کرنا

اگر اللہ لوگوں کی ضرر رسانی میں اسی عجلت کو کام میں لاتا، جس عجلت کی خواہش

بِالْخَیْرِ لَقُضِیَ اِلَیْهِمْ اَجَلُهُمْ ط

هُمْ	بِ	اَلْخَیْرِ	لَ	قُضِیَ	اِلَیْهِمْ	اَجَلُ	هُمْ ط
ان کا	لئے	بھلائی کے	تو	چکادی ہوتی	ان کو	اجل	ان کی ط

ان کو نفع کی خاطر ہوتی ہے، تو ان کا وقت ہی پورا ہو چکا ہوتا ط

فَنَذَرُ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا فِیْ

فَ	نَذَرُ	اَلَّذِیْنَ	لَا	یَرْجُوْنَ	لِقَاءَ	نَا	فِیْ
سو	ہم چھوڑ رکھتے ہیں	انکو جو	نہیں	کھٹکا رکھتے	ملاقات کا	ہماری	میں

سو ہم ان لوگوں کو جو ہماری ملاقات کی آس نہیں رکھتے، ان کی

طُغْیَانِهِمْ یَعْمَهُوْنَ ۱۱ وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ

طُغْیَانِ	هِمْ	یَعْمَهُوْنَ	۱۱	وَ	اِذَا	مَسَّ	اَلْاِنْسَانَ
سرکشی	ان کی	بھٹکتے	۱۱	اور	جب	پہنچتا ہے	انسان کو

سرکشی میں سرگرداں رہنے دیتے ہیں۔ (۱۱) اور جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے

الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْبِهٖٓ اَوْ قَاعِدًا

اَلضُّرُّ	دَعَا	نَا	لِ	جَنْبِ	ہٖ	اَوْ	قَاعِدًا
دکھ	پکارتا ہے	ہم کو	پر	کروٹ	اپنی	یا	بیٹھے

تو ہم کو لیٹے بھی، بیٹھے بھی، کھڑے بھی (ہر حالت میں)

اَوْ قَآئِمًا ۚ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ

اَوْ	قَآئِمًا	فَ	لَمَّا	كَشَفْنَا	عَنْ ہُ	ضُرَّ	ہٗ
یا	کھڑے	پھر	جب	ہم کھول دیتے ہیں	اس پر سے	تکلیف	اسکی

پکارتا رہتا ہے ج پھر جب ہم اسکی تکلیف رفع کر دیتے ہیں

مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ اِلٰى ضُرٍّ

مَرَّ	كَ	اَنْ	لَمْ يَدْعُ	نَا	اِلٰى	ضُرٍّ
چلا	ایسا	کہ	نہ پکارا تھا کبھی اسنے	ہمکو	طرف	تکلیف کی

تو ایسا چل دیتا ہے کہ کبھی اپنے آپ کو تکلیف پہنچنے پر ہمیں

مَسَّهٗ ۭ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ مَا كَانُوْا

مَسَّ	ہٗ ط	كَ ذٰلِكَ	زُيِّنَ	لِ اَلْمُسْرِفِيْنَ	مَا	كَانُوْا
جو پہنچی	اس کو ط	اسی طرح	زینت دئے گئے	واسطے فضولیوں کے	جو کچھ	تھے

پکارا ہی نہیں تھا ط اسی طرح اچھے نظر آئے بوالفضولوں کو وہ کام جو وہ کرتے

يَعْمَلُوْنَ ۱۲ . وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ

يَعْمَلُوْنَ	۱۲	وَ	لَ	قَدْ اَهْلَكْنَا	اَلْ	قُرُوْنَ
وہ کرتے	۱۲	اور	البتہ	ہلاک کر دیا ہم نے		سنگتوں کو

رہے۔ (۱۲) - اور ہم نے تم سے پہلے کئی سنگتوں کو جبکہ انھوں نے

مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا ۙ وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ

مِنْ قَبْلِ	كُمْ	لَمَّا	ظَلَمُوْا	وَ	جَآءَتْ	هُمْ	رُسُلُ
پہلے	تم سے	جب	انھوں نے ظلم کئے	اور	آئے	انکے پاس	رسول

ظلم کئے تھے تباہ کر دیا تھا ۷ اور ان کے پاس ان کے پیغمبر بھی

بِالْبَیِّنٰتِ وَمَا کَانُوْا لِیُؤْمِنُوْا ؕ

ھُمْ	بِ	ال	بَیِّنٰتِ	وَ	مَا	کَانُوْا	لِ
ان	لیکر		کھلے نشان	اور	نہیں	تھے وہ	ایسے کہ

دلائل لے کر آئے تھے اور وہ ایمان لانے پر آمادہ نہ ہوئے تھے ؕ

کَذٰلِكَ نَجْزِی الْقَوْمَ الْمُجْرِمِیْنَ ۱۳ ثُمَّ

یُؤْمِنُوْا	کَذٰلِكَ	نَجْزِیْ	الْقَوْمَ	اَلْ	مُجْرِمِیْنَ	۱۳	ثُمَّ
ایمان لے آئے	اسی طرح	ہم سزا دیتے ہیں	قوم		گنہگار کو	۱۳	پھر

اسی طرح ہم بدکار لوگوں کو سزا دیتے ہیں - (۱۳) - پھر

جَعَلْنٰکُمْ خَلٰٓئِفَ فِی الْاَرْضِ مِنْ بَعْدِھِمْ

جَعَلْنَا	کُمْ	خَلَائِفَ	فِیْ	اَلْاَرْضِ	مِنْ	بَعْدِ	ھِمْ
ہمنے بنایا	تم کو	جانشین	میں	زمین		بعد	ان کے

ہم نے ان کے بعد تم کو جانشین کیا

لِنَنْظُرَ کَیْفَ تَعْمَلُوْنَ ۱۴ وَاِذَا تُتْلٰی

لِ	نَنْظُرَ	کَیْفَ	تَعْمَلُوْنَ	۱۴	وَ	اِذَا	تُتْلٰی
تاکہ	دیکھیں	کس طرح	تم کام کرتے ہو	۱۴	اور	جب	سنائی جاتی ہیں

کہ دیکھیں : تم کیا کرتے ہو - (۱۴) - اور جب انکو ہماری روشن

عَلَیْھِمْ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ ۙ قَالَ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ

عَلَیْہِمْ	اٰیَاتُ	نَا	بَیِّنَاتٍ	قَالَ	اَلَّذِیْنَ	لَا	یَرْجُوْنَ
انکو	آیتیں	ہماری	کھلی کھلی	کہتے ہیں	وہ لوگ	جو توقع نہیں رکھتے	

آیتیں پڑھکر سنائی جاتی ہیں، تو جن لوگوں کو ہم سے ملنے کی توقع

لِقَآءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَیْرِ ھٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ ؕ

لِقَاءَ نَا	اِئْتِ بِ	قُرْاٰنٍ	غَیْرِ	ھٰذَا	اَوْ	بَدِّلْ	ہٗ
ہم سے ملنے کی	لا	کوئی قرآن	اور سوا	اسکے	یا	تبدیل کردے	اسکو ؕ

نہیں، وہ یوں کہتے ہیں کہ کوئی اور قرآن جو اسکے سوا ہو لے آؤ یا اسی کو تبدیل کردو ؕ

قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ

قُلْ	مَا	يَكُوْنُ	لِيْ	اَنْ	اُبَدِّلَ	هٗ	مِنْ
کہدو	نہیں	ہے	میرا کام	کہ	تبدیل کروں	اس کو	سے

کہدو میرا یہ مقدور نہیں کہ اس کو اپنی ذات کی طرف سے

تِلْقَآئِ نَفْسِيْ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى

تِلْقَاءِ	نَفْسِ	یْ	اِنْ	اَتَّبِعُ	اِلَّا	مَا	يُوْحٰى
طرف	ذات کی	اپنی	نہیں	میں پیروی کرتا	مگر	اسکی جو	وحی کیا جاوے

تبدیل کردوں میں تو اسی کے پیچھے چلتا ہوں جو میرے پاس وحی کے ذریعے

اِلَيَّ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ

اِلَیْ یَّ	اِنِّیْ	اَخَافُ	اِنْ	عَصَیْتُ	رَبِّیْ	عَذَابَ	یَوْمٍ
طرف میری	میں	ڈرتا ہوں	اگر	نافرمانی کروں	اپنے رب کی	عذاب سے	ایک دن کے

پہنچتا ہے۔ مجھ کو اگر اپنے رب کی نافرمانی کروں ایک بڑ عظمت دن کے عذاب سے

عَظِيْمٍ ١٥ قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ

عَظِیْمٍ	١٥	قُلْ	لَوْ	شَاءَ	اللّٰهُ	مَا	تَلَوْتُ
بڑے	١٥	کہدو	اگر	چاہتا	اللہ	نہ	پڑھتا میں

ڈر لگتا ہے۔ (١٥) - کہدو ، اگر اللہ کو منظور ہوتا تو نہ تو میں اسکو تمہیں

عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ۖ

هٗ	عَلَیْ کُمْ	وَ	لَا	اَدْرٰی	کُمْ	بِ	هٖ ز
اسکو	تم پر	اور	نہ	واقفت کرتا	تم کو	سے	اس

پڑھ سناتا اور نہ خدا ہی تم کو اس سے خبردار کرتا ،

فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ط

فَ	قَدْ	لَبِثْتُ	فِیْ	کُمْ	عُمُرًا	مِنْ قَبْلِ هٖ
کہ	میں	رہ چکا ہوں	میں	تم	ایک عمر	اس سے پہلے

کہ میں پہلے بھی تو ایک عمر تم میں گزار چکا ہوں ط

أَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۱۶ فَمَنْ أَظْلَمُ

أَ	فَ	لَا تَعْقِلُوْنَ	۱۶	فَ	مَنْ	أَظْلَمُ
کیا	پھر	تم سمجھتے نہیں	۱۶	پھر	کون ہے	بڑا ستمگار

تو کیا اتنی بھی عقل نہیں رکھتے - (۱۶) - پھر اس شخص سے بڑا ظالم

مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ

مِنْ مَنْ	اِفْتَرٰى	عَلٰى	اَللّٰهِ	كَذِبًا	أَوْ	كَذَّبَ
اس سے جو	باندھے	پر	اللہ	جھوٹ	یا	جھٹلائے

اور کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا اسکی آیتوں کو

بِاٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ۱۷

بِ اٰيَاتِ هٖ	اِنَّ هٗ	لَا يُفْلِحُ	اَلْ	مُجْرِمُوْنَ	۱۷
آیتیں اسکی ؕ	یقیناً	کامیاب نہیں ہوتے		بدکار	۱۷

جھٹلائے ؕ سچ تو یہ ہے کہ بدکار کامیاب نہیں ہوتے - (۱۷) -

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ

وَ	يَعْبُدُوْنَ	مِنْ دُوْنِ	اَللّٰهِ	مَا	لَا	يَضُرُّ	هُمْ
اور	وہ عبادت کرتے ہیں	درے	اللہ کے	اس چیز کی جو	نہ تو	نقصان دے	ان کو

اور یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی پوجا کرتے ہیں جو نہ تو ان کو ضرر دے سکیں

وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَاۗءِ شُفَعَاۗؤُنَا

وَ	لَا	يَنْفَعُ	هُمْ	وَ	يَقُوْلُوْنَ	هٰؤُلَاءِ	شُفَعَاءُ
اور	نہ	فائدہ دے	ان کو	اور	کہتے ہیں	یہ	شفیع ہیں

اور نہ انکو نفع پہنچا سکیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے حضور ہمارے سفارشی

عِنْدَ اللّٰهِ ؕ قُلْ اَتُنَبِّئُوْنَ اللّٰهَ بِمَا

نَا	عِنْدَ	اَللّٰهِ ؕ	قُلْ	أَ	تُنَبِّئُوْنَ	اَللّٰهَ	بِ مَا
ہمارے	پاس	اللہ کے ؕ	کہہ دو	کیا	تم آگاہ کرتے ہو	اللہ کو	اس چیز سے جسکو

ہیں ؕ کہہ دو کیا تم اللہ کو وہ بات بتاتے ہو جو اسکو

لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ط

لَا	يَعْلَمُ	فِي السَّمٰوٰتِ	وَ	لَا	فِي	الْاَرْضِ
نہیں	وہ جانتا	آسمانوں	اور	نہیں (جانتا)	زمین	میں

معلوم نہیں نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں ط

سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۱۸ وَ

سُبْحٰنَ	هٗ	وَ	تَعٰلٰى	عَنْ مَا	يُشْرِكُوْنَ	۱۸	وَ
پاک ہے	وہ	اور	برتر ہے	اس سے جسکو	شریک ٹھہراتے ہیں	۱۸	اور

وہ پاک و برتر ہے ان چیزوں سے جنکو شریک ٹھہراتے ہیں۔ (۱۸) ۔اور

مَا كَانَ النَّاسُ اِلَّآ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا ط

مَا	كَانَ	النَّاسُ	اِلَّا	اُمَّةً	وَّاحِدَةً	فَ	اِخْتَلَفُوْا
نہیں	تھے	لوگ	مگر	جماعت	ایک	پھر	جدا جدا ہو گئے

لوگ پہلے تو ایک ہی امت تھے پھر جدا جدا ہو گئے ط

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ

وَ	لَوْ	لَا	كَلِمَةٌ	سَبَقَتْ	مِنْ	رَبِّ	كَ
اور	اگر	نہ ہوتی	ایک بات	پہلے ہو چکی	طرف سے	رب کی	تیرے

اور اگر ایک بات تیرے رب کی طرف سے پہلے نہ ہو لی ہوتی

لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيْمَا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۱۹

لَ	قُضِيَ	بَيْنَ	هُمْ	فِيْ مَا	فِيْ هِ	يَخْتَلِفُوْنَ	۱۹
فیصلہ ہوچکا ہوتا		درمیان	ان کے	اس معاملے میں	جس میں	وہ اختلاف کرتے تھے	۱۹

توجس امر میں وہ اختلاف کرتے ہیں، اس میں ان کا فیصلہ ہوچکا ہوتا۔ (۱۹) ۔

وَيَقُوْلُوْنَ لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ

وَ	يَقُوْلُوْنَ	لَوْ	لَا	اُنْزِلَ	عَلَيْهِ	اٰيَةٌ	مِّنْ
اور	وہ کہتے ہیں	کیوں	نہ	اتاری گئی	اس پر	کوئی نشانی	طرف سے

اور وہ کہتے ہیں کہ اس پر کوئی نشان اس کے رب کا کیوں نہ اترا؟

رَبِّهٖ فَقُلْ اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ

رَبِّ	هٖ	فَ	قُلْ	اِنَّمَا	اَلْ	غَيْبُ	لِ اَللّٰهِ
رب کی	اسکے	پس	کہدو	سوا اسکے نہیں کہ		غیب	اللہ کا ہے

سو کہدو کہ غیب کا علم تو اللہ ہی کو ہے

فَانْتَظِرُوْا اِنِّىْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ۲۰

فَ	اِنْتَظِرُوْا	اِنِّىْ	مَعَ	كُمْ	مِنْ	اَلْ	مُنْتَظِرِيْنَ
سو	انتظار کرو	میں (بھی)	تمھارے ساتھ		میں سے ہوں	انتظار کرنے والوں	

سو تم انتظار کرو، میں بھی تمھارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں ہوں۔ (۲۰)

وَاِذَاۤ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّنْۢ بَعْدِ

۲۰	وَ	اِذَا	اَذَقْنَا	النَّاسَ	رَحْمَةً	مِنْ	بَعْدِ
۲۰	اور	جب	ہم چکھاتے ہیں	لوگوں کو	کوئی رحمت		بعد

اور جب ہم لوگوں کو کسی مصیبت کے بعد جو ان کو پہنچی ہوتی ہے

ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ اِذَا لَهُمْ مَّكْرٌ فِىْۤ اٰيَاتِنَا

ضَرَّاءَ	مَسَّتْ	هُمْ	اِذَا	لَ هُمْ	مَكْرٌ	فِىْ	اٰيَاتِ
مصیبت کے	جو پہنچی	ان کو	جھٹ	ان کو ہوں	چھپی تدبیریں	معاملے میں	آیتوں کے

کچھ رحمت کا ذائقہ چکھاتے ہیں تو فوراً ان کو ہماری آیات کے خلاف مکر کی سوجھتی ہے

قُلِ اللّٰهُ اَسْرَعُ مَكْرًا اِنَّ رُسُلَنَا

نَا	قُلْ	اَللّٰهُ	اَسْرَعُ	مَكْرًا	اِنَّ	رُسُلَ	نَا
ہماری	کہدو	اللہ	بہت تیز ہے	چھپی تدبیریں	بیشک	بھیجے ہوئے	ہمارے

کہدو اللہ تو مکر میں بہت ہی شتاب کار ہے بیشک جو جو خفیہ تدبیریں

يَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ ۲۱ هُوَ الَّذِىْ يُسَيِّرُكُمْ

يَكْتُبُوْنَ	مَا	تَمْكُرُوْنَ	۲۱	هُوَ	الَّذِىْ	يُسَيِّرُ
لکھتے ہیں	جو جو	خفیہ تدبیریں تم کرتے ہو	۲۱	وہ	ہی ہے جو	چلاتا ہے

تم کرتے ہو ہمارے فرشتے لکھتے رہتے ہیں۔ (۲۱) - وہی ہے جو تم کو خشک زمینوں

فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ حَتّٰٓی اِذَا كُنْتُمْ فِی

كُمْ	فِی الْبَرِّ	وَ	اَلْ بَحْرِ	حَتّٰی	اِذَا	كُنْتُمْ	فِی
تم کو	خشکی	اور	تری میں	یہانتک کہ	جب	تم ہوتے ہو	بیچ

اور سمندروں میں پھراتا ہے یہانتک کہ تم کشتیوں میں ہوتے ہو

الْفُلْكِ وَجَرَیْنَ بِهِمْ بِرِیْحٍ

اَلْ	فُلْكِ	وَ	جَرَیْنَ	بِ	هِمْ	بِ	رِیْحٍ
	کشتی کے	اور	وہ چلیں	لے کر	ان کو	ساتھ	ہوا کے

اور وہ ان کو باد موافق کے سہارے لئے جاری ہوتی ہے

طَیِّبَةٍ وَّفَرِحُوْا بِهَا جَآءَتْهَا رِیْحٌ

طَیِّبَةٍ	وَ	فَرِحُوْا	بِ	هَا	جَآءَ تْ	هَا	رِیْحٌ
اچھی	اور	وہ خوش ہوں	پر	اس	آجاتے	ان پر	ہوا

اور وہ اس پر شاد ہو رہے ہوتے ہیں کہ ان پر ایک تند ہوا

عَاصِفٌ وَّجَآءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ

عَاصِفٌ	وَ	جَآءَ	هُمُ	اَلْ	مَوْجُ	مِنْ	كُلِّ
تند	اور	آئے	ان پر		لہر	سے	ہر

آجاتی ہے اور ہر جگہ سے پانی کی دھڑیں ان پر گرنے لگ جاتی ہیں

مَكَانٍ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اُحِیْطَ بِهِمْ

مَكَانٍ	وَ	ظَنُّوْا	اَنَّ	هُمْ	اُحِیْطَ	بِ	هِمْ
جگہ	اور	سمجھیں	کہ		گھیر لئے گئے ہیں		وہ

اور وہ سمجھ لیتے ہیں کہ وہ تو گھر گئے

دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ لَئِنْ

دَعَوُا	اَللّٰهَ	مُخْلِصِیْنَ	لَ هٗ	اَلْ	دِیْنَ	لَ	اِنْ
پکاریں گے	اللہ کو	خالص کرتے ہوئے	اسکے لئے		بندگی	کہ	اگر

جب تو وہ پکارنے لگتے ہیں اللہ کو، خالص اسی کے آدھین ہو کر کہ اگر

أَنْجَيْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ٢٢

٢٢	اَلشّٰكِرِيْنَ	مِنَ	لَ نَكُوْنَنَّ	مِنْ هٰذِهٖ	نَا	اَنْجَيْتَ
٢٢	شکرگزاروں	میں سے	تو ہم ضرور ہو جائینگے	اس سے	ہم کو	تو نجات دے

تو ہم کو اس (بلا) سے نجات دے دے تو ضرور (تیرے) شکرگزار رہینگے - (٢٢) -

فَلَمَّآ اَنْجٰهُمْ اِذَا هُمْ يَبْغُوْنَ فِي

فِيْ	يَبْغُوْنَ	هُمْ	اِذَا	هُمْ	اَنْجٰي	لَمَّا	فَ
میں	سرکشی کریں	وہ	یکا یک	ان کو	اسنے نجات دی	جب	پھر

پھر جب وہ ان کو نجات دے دیتا ہے، تو اترتے ہی زمین میں ناحق

الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْيُكُمْ

كُمْ	بَغْيُ	اِنَّمَا	اَلنَّاسُ	يَا اَيُّهَا	اَلْحَقِّ	بِ غَيْرِ	اَلْاَرْضِ
تمھاری ہے	شرارت	بس	لوگو	اے	حق	نا	زمین

سرکشی کرنے لگ جاتے ہیں ط سنو لوگو! تمھاری سرکشی تمھارا اپنا ہی

عَلٰٓي اَنْفُسِكُمْ ۙ مَّتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۡ ثُمَّ اِلَيْنَا

اِلٰي نَا	ثُمَّ	اَلدُّنْيَا	اَلْحَيٰوةِ	مَتَاعَ	كُمْ	اَنْفُسِ	عَلٰي
ہماری طرف	پھر	دنیوی کا	زندگی	برتادا	تمھاری	جانوں	پر

زیاں ہے، اونٰے زندگی کا (چندروزہ) عیش (ہے کرلو) پھر تو لوٹ کر

مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

كُنْتُمْ	مَا	بِ	كُمْ	نُنَبِّئُ	فَ	كُمْ	مَرْجِعُ
تم رہے	جو جو		تم کو	ہم بتائینگے	پھر	تمھارا	پھر آنا

ہمارے پاس ہی آنا ہے، تب ہم تم کو بتا دینگے کہ تم کیا کیا

تَعْمَلُوْنَ ٢٣ اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَاۗءٍ

مَاءٍ	كَ	اَلدُّنْيَا	اَلْحَيٰوةِ	مَثَلُ	اِنَّمَا	٢٣	تَعْمَلُوْنَ
پانی	ایسی ہے جیسے	دنیا کی	زندگانیٔ	مثال	بس	٢٣	کرتے

کرتے رہے - (٢٣) - دنیا کے جینے کی تو وہی مثال ہے جیسے ہم نے

اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ

اَنْزَلْنَا	هُ	مِنْ	اَلْ سَمَاءِ	فَ	اِخْتَلَطَ	بِ هٖ
اتارا ہم نے	اس کو	طرف سے	آسمان کی	پھر	مل گئیں آپس میں	اس (آبیاری) سے

آسمان سے پانی برسایا تو اس سے زمین کی روئیدگی جس میں سے آدمی اور

نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ

نَبَاتُ	اَلْ	اَرْضِ	مِمَّا	يَاْكُلُ	اَلنَّاسُ	وَ	اَلْاَنْعَامُ
بوٹیاں		زمین کی	جن میں سے	کھاتے ہیں	آدمی	اور	چوپائے

چوپائے کھاتے ہیں، پھیل کر گڈ مڈ ہو گئی

حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَ

حَتّٰى	اِذَا	اَخَذَتْ	اَلْ	اَرْضُ	زُخْرُفَ	هَا	وَ
یہانتک کہ	جب	کرلیتی ہے		زمین	بناؤ	اپنا	اور

یہاں تک کہ جب زمین نے بناؤ کر لیا اور

ازَّيَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَآ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ

اِزَّيَّنَتْ	وَ	ظَنَّ	اَهْلُ	هَا	اَنَّ	هُمْ	قَادِرُوْنَ
بن سنور لیتی ہے	اور	سمجھ لیتے ہیں	مالک	اسکے	کہ	وہ	قابض ہو چکے

بن سنور چکی اور زمینداروں نے سمجھ لیا کہ وہ اس پر قابو

عَلَيْهَآ اَتٰهَآ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ

عَلٰى هَا	اَتٰى	هَا	اَمْرُ	نَا	لَيْلًا	اَوْ
اس (کی فصل) پر	آجاتا ہے	اس پر	(کوئی) امر	ہمارا	رات کو	یا

پائے ہوئے ہیں کہ پہنچا وہاں رات کو یا دن کو

نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ

نَهَارًا	فَ	جَعَلْنَا	هَا	حَصِيْدًا	كَاَنْ	لَمْ	تَغْنَ
دن کو	پھر	ہم کر دیتے ہیں	اس کا	ستھراؤ	گویا	وہ تھی ہی نہیں	

ہمارا امر اور ہم نے اس کا ایسا ستھراؤ کر دیا کہ ایک دن پہلے .

بِالْاَمْسِ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ

بِ	الْاَمْسِ ۭ	كَ ذٰلِكَ	نُفَصِّلُ	الْاٰيٰتِ	لِ	قَوْمٍ
	کل ط	اسی طرح	ہم کھول کھول کہتے ہیں	اپنے کی باتیں	ان لوگوں کے لئے	

کچھ تھا ہی نہیں ط ہم اسی طرح تفصیل سے بیان کرتے ہیں آیتوں کو ان لوگوں

يَّتَفَكَّرُوْنَ ۲۴ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ۭ

يَّتَفَكَّرُوْنَ	۲۴	وَ	اَللّٰهُ	يَدْعُوْا	اِلٰى	دَارِ	اَلسَّلَامِ ۭ
جو سوچتے ہیں	۲۴	اور	اللہ	بلاتا	طرف	گھر کی	سلامتی کے

کے لئے جو سوچا کرتے ہیں۔ (۲۴) ۔ اور اللہ سلامتی کے گھر کی طرف دعوت دیتا ہے

وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۲۵

وَ	يَهْدِيْ	مَنْ	يَشَاۗءُ	اِلٰى	صِرَاطٍ	مُسْتَقِيْمٍ	۲۵
اور	رہنمائی کرتا ہے	جسکو	چاہتا ہے	طرف	راہ	راست کی	۲۵

اور جس کو چاہتا ہے سیدھی راہ کی طرف اسکی رہبری کرتا ہے۔ (۲۵) ۔

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ۭ وَ

لِ	اَلَّذِيْنَ	اَحْسَنُوْا	اَلْ حُسْنٰى	وَ	زِيَادَةٌ ۭ	وَ
لئے	انکے جنھوں نے	نیکی کی	بہت خوب حالت ہوگی	اور	افزونی ط	اور

جن لوگوں نے نیکی کی ان کی بہت خوب حالت ہوگی اور مزید برآں (دیدار خدا کی دولت بھی ہے

لَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ ۭ

لَا	يَرْهَقُ	وُجُوْهَ	هُمْ	قَتَرٌ	وَ	لَا	ذِلَّةٌ ۭ
نہ	چڑھے گی	مونہوں کو	انکے	سیاہی	اور	نہ	خواری ط

ہوگی) اور نہ تو ان کے چہروں پر تاریکی چھائے گی اور نہ خواری ط

اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۲۶ وَ

اُولٰۗىِٕكَ	اَصْحَابُ	اَلْجَنَّةِ ۚ	هُمْ	فِيْهَا	خٰلِدُوْنَ	۲۶	وَ
یہ ہیں	اصحاب	جنت کے	وہ	اس میں	ہمیشہ رہیں گے	۲۶	اور

یہ ہیں جنت والے وہی اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ (۲۶) ۔ اور

الَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَآءُ سَيِّئَةٍۢ بِمِثْلِهَا ۙ

الَّذِيْنَ	كَسَبُوْا	اَلْ	سَيِّاٰتِ	جَزَاءُ	سَيِّئَةٍ	بِ	مِثْلِ
جن لوگوں نے	کسب کیں		برائیاں	بدلہ (ملیگا)	برائی کا	ساتھ	مانند کے

جن لوگوں نے برائیاں کمائی ہونگی انکو جیسی برائی ہوگی ویسی اسکی سزا مل جائیگی

وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۭ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ

هَا ۙ	وَ	تَرْهَقُ	هُمْ	ذِلَّةٌ ط	مَا	لَهُمْ	مِنَ اللّٰهِ
اسکی ۙ	اور	طاری ہوگی	ان پر	خواری ط	نہ ہوگا	ان کا	اللہ سے

اور خواری ان پر طاری ہوگی ط کوئی ان کو اللہ سے بچانے والا

مِنْ عَاصِمٍ ۚ كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا

مِنْ	عَاصِمٍ ج	كَاَنَّمَا	اُغْشِيَتْ	وُجُوْهُ	هُمْ	قِطَعًا
کوئی	بچانے والا ج	گویا	ڈھانکے گئے	چہرے	ان کے	ٹکڑے سے

نہ ہوگا گویا ان کے چہروں پر رات کا ایک تاریک ٹکڑا اُڑھا دیا :

مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ

مِنْ	اَلْ	لَيْلِ	مُظْلِمًا ط	اُولٰئِكَ	اَصْحَابُ	اَلنَّارِ ج	هُمْ
		رات کے	تاریک ط	یہ ہیں	ساتھی	دوزخ کے ج	وہ

کیا ہے ط یہی دوزخ والے ہیں ج جو اس میں

فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۲۷ وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا

فِيْهَا	خٰلِدُوْنَ	۲۷	وَ	يَوْمَ	نَحْشُرُ	هُمْ	جَمِيْعًا
اس میں	رہا کرینگے	۲۷	اور	جس دن	ہم اکٹھا کرینگے	ان	سب کو

ہمیشہ رہینگے ۔ (۲۷) ۔ اور جس دن ہم ان سب کو اکٹھا کرلائینگے

ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا مَكَانَكُمْ اَنْتُمْ

ثُمَّ	نَقُوْلُ	لِ	اَلَّذِيْنَ	اَشْرَكُوْا	مَكَانَ	كُمْ	اَنْتُمْ
پھر	ہم کہینگے		ان کو جنھوں نے	شرک کیا	(ٹھہرے) رہو جگہ	اپنی	تم

پھر ہم ان کو جنھوں نے (خدا کے) شریک بنائے ہونگے، کہینگے : تم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۵۵

القسم الثانی

روضۃ الاطفال

مدیر: محمد احمد خان ذاکر

اَلدُّرُوسُ الْعَرَبِيَّةُ

اَلْمَدْرَسَةُ

فِى الْمَدْرَسَةِ نَتَعَلَّمُ الْعِلْمَ وَ نَكْتَسِبُ الْاَدَبَ.
فِيْهَا نَتَعَلَّمُ فِىْ صِغَرِنَا مَا نَحْتَاجُ اِلَيْهِ فِىْ كِبَرِنَا.
فِيْهَا تَكْبُرُ عُقُوْلُنَا فَنَعْمَلُ مَا يُسْعِدُ حَيَاتُنَا.
فِيْهَا نَعْرِفُ الْاَخْلَاقَ الَّتِىْ تَرْفَعُنَا، فَنَتَعَوَّدُ النِّظَامَ وَ الطَّاعَةَ، وَ الْمُحَافَظَةَ عَلَى الْوَقْتِ.

وَ التَّلَامِيْذُ الَّذِيْنَ يُوَاظِبُوْنَ عَلَى تَلَقِّىْ دُرُوْسِهِمْ، وَ يُصْغُوْنَ لِمُعَلِّمِيْهِمْ وَقْتَ اِلْقَائِهَا، وَ يَجْتَهِدُوْنَ فِىْ فَهْمِهَا يَنْشَئُوْنَ رِجَالًا عَامِلِيْنَ نَافِعِيْنَ.

جَرَسُ المَدْرَسَةِ
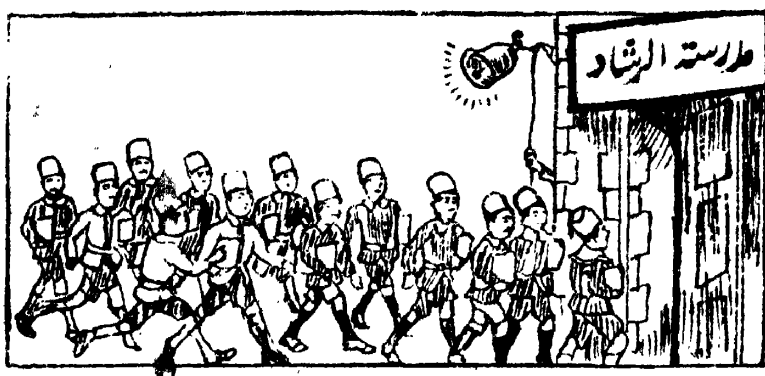
اَلْجَرَسُ الآنَ يَدُقُّ ، وَ التَّلَامِيْذُ يُسْرِعُوْنَ إِلَى صُفُوْفِهِمْ . مَاذَا يَقُوْلُ الْجَرَسُ ؟ إِنَّهُ يَقُوْلُ: أَسْرِعْ أَيُّهَا التِّلْمِيْذُ ، وَ اذْهَبْ لِلْعَمَلِ فِي الدَّرْسِ وَ تَعَوَّدِ النِّظَامَ ، وَ السُّكُوْنَ ، وَ الطَّاعَةَ ، وَالْأَدَبَ ، وَ اصْغَ بِانْتِبَاهٍ لِمُعَلِّمِكَ لِتَتَعَلَّمَ مَا يَنْفَعُكَ .

بِالتَّعْلِيْمِ تُصْبِحُ رَجُلًا عَاقِلًا تَقْدِرُ أَنْ تَنْفَعَ نَفْسَكَ ، وَ تَخْدُمَ أَهْلَكَ وَ وَطَنَكَ ، فَاحْفَظْ دُرُوْسَكَ . وَالِدَاكَ يُرِيْدَانِ أَنْ تَتَعَلَّمَ ، فَاجْتَهِدْ وَ ثَابِرْ عَلَى الدَّرْسِ .

اَلْاِسْتِعْدَادُ لِلذَّهَابِ إِلَى الْمَدْرَسَةِ

يَنَامُ يَحْيَى مُبَكِّرًا ، وَ يَقُوْمُ مُبَكِّرًا فَيَلْعَبُ بَعْضَ التَّمْرِيْنَاتِ الرِّيَاضِيَّةِ ،

ثُمَّ يُنَشِّطُ أَعْضَاءَهُ بِالْاِسْتِحْمَامِ وَ يَدْلُكُ جِسْمَهُ بِلِيفَةٍ أَوْ إِسْفَنْجَةٍ.
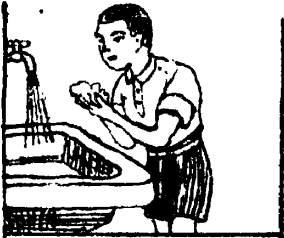
أَوْ يَغْسِلُ رَأْسَهُ وَ وَجْهَهُ وَ يَدَيْهِ وَ رِجْلَيْهِ جَيِّدًا بِالْمَاءِ وَ الصَّابُونِ.

ثُمَّ يُمَشِّطُ شَعْرَهُ وَ يَطْلِي حِذَاءَهُ وَ يَلْبِسُ مَلَابِسَ الْمَدْرَسَةِ بِتَرْتِيبٍ وَ عِنَايَةٍ.

يَنْظُرُ فِي دُرُوسِهِ الَّتِي قَرَأَ فِيهَا قَبْلَ النَّوْمِ وَ يَسْتَعِيدُ مِنْهَا مَا لَمْ يَحْفَظْهُ جَيِّدًا لِيَكُونَ عَلَى اسْتِعْدَادٍ لِلْإِجَابَةِ.

بَعْدَ أَنْ يَتَنَاوَلَ فُطُورَهُ يَضَعُ فِي حَقِيبَتِهِ مَا يَحْتَاجُ إِلَيْهِ لِدُرُوسِ الْيَوْمِ مِنْ كُتُبٍ وَ كَرَّاسَاتٍ وَ غَيْرِهَا، وَ يَحْمِلُهَا وَ يَتَأَهَّبُ لِلذَّهَابِ

إِلَى الْمَدْرَسَةِ .

ثُمَّ يُحَيِّي أُمَّهُ الَّتِي تُحَذِّرُهُ وَ هُوَ خَارِجٌ مِنَ اللَّهْوِ فِي الطَّرِيقِ وَ تُوصِيهِ بِالْإِنْتِبَاهِ فِي الدَّرْسِ وَ تَعِدُهُ بِمُكَافَأَةٍ قَيِّمَةٍ إِذَا هُوَ عَمِلَ بِإِرْشَادِهَا وَ كَانَ مِنَ الْمُتَقَدِّمِينَ .

اَلذَّهَابُ إِلَى الْمَدْرَسَةِ

يَسِيرُ يَحْيَى وَ هُوَ ذَاهِبٌ إِلَى الْمَدْرَسَةِ أَوْ وَ هُوَ عَائِدٌ مِنْهَا عَلَى الطُّوَارِ الْأَيْمَنِ بَعِيدًا عَنِ الْوَحَلِ ، وَ لَا يَقِفُ فِي الزِّحَامِ ، وَ لَا يَتَسَلَّى بِالنَّظَرِ إِلَى الْأَشْيَاءِ الَّتِي تُصَادِفُهُ فِي الطَّرِيقِ ، وَ ذٰلِكَ لِيَصِلَ إِلَى الْمَدْرَسَةِ فِي الْمِيعَادِ .

وَ عِنْدَ وُصُولِهِ يُحَيِّي إِخْوَانَهُ وَ يُصَافِحُهُمْ بِالْيَدِ ، وَ يَقِفُ مَعَهُمْ مُلَاطِفًا مُتَحَدِّثًا فِي أَدَبٍ ، حَتَّى إِذَا دَقَّ النَّاقُوسُ أَسْرَعَ بِالْوُقُوفِ فِي مَكَانِهِ فِي الصَّفِّ .

(ترجمہ)

المدرسہ

مدرسہ میں ہم علم پڑھتے اور ادب حاصل کرتے ہیں۔ (۱) میں ہم وہ باتیں سیکھتے ہیں جن کی ہمیں ہماری بڑی عمر میں ضرورت پڑے۔ (۲) میں ہماری عقلیں بڑھتی ہیں، تو ہم ایسے کام کرتے ہیں جو ہماری زندگی کو خوشحال کر دیں۔ (۳) میں ہم ایسے اخلاق سیکھتے ہیں جو بلند رتبہ کر دیں اور ہمیں نظام اور فرماں برداری اور وقت کی نگاہبانی کی عادت ہو جاتی ہے۔

وہ طالبانِ علم جو ہمیشہ اپنے سبق لیتے رہتے ہیں اور ان کے پڑھانے کے وقت استاد کی طرف کان لگائے رکھتے ہیں اور ان کو سمجھنے میں محنت کرتے ہیں، وہ کارکن اور کارآمد بن کر جوان ہوتے ہیں۔

جرس المدرسہ

اب گھنٹہ بج رہا ہے، اور لڑکے اپنی جماعتوں کی جانب جلدی جلدی جا رہے ہیں گھنٹہ کیا کہتا ہے؟ کہتا ہے: اے شاگرد جلدی کر، اور سبق کے کام کے لئے تیاری کر، ترتیب، آرام، فرمانبرداری اور ادب کا خوگر ہو اور معلم کی باتیں ہوشمندی سے سن تاکہ وہ علم حاصل کرے جو تیرے لئے فائدہ مند ہو۔

تعلیم کے ذریعے تو مردِ عاقل بن کر اپنے آپ کو بھی فائدہ پہنچا سکیگا اور اپنے اہل و وطن کی خدمت بھی کر سکیگا۔ سو اپنے اسباق یاد کر، تیرے ماں باپ چاہتے ہیں کہ تو علم حاصل کرے، سو تو محنت اور سبق پر ہمیشگی کر۔

مدرسے کو جانے کی تیاری

یحییٰ سویرے سوتا اور سویرے اُٹھتا ہے۔ پھر کچھ جسمانی ورزش کے کھیل کھیلتا، پھر اپنے اعضاء کو پانی سے نہا کر چست کرتا اور اپنا جسم کھردرے ریشوں یا اسفنج سے ملتا ہے یا اپنا سر، منہ، ہاتھ اور پاؤں پانی اور صابون سے اچھی طرح دھوتا ہے۔

پھر اپنے بالوں میں کنگھی کرتا ہے۔ اپنے جوتے پالش کرتا ہے اور مدرسے کا لباس ترتیب اور توجہ سے پہنتا ہے۔

اپنے ان اسباق پر نظر کرتا ہے، جن کو اس نے سونے سے پہلے پڑھا تھا، اور جو کچھ ان میں سے بخوبی یاد نہیں ہوا، اس کو دہراتا ہے تاکہ جواب دینے کے لئے آمادگی حاصل کرے۔

اور ناشتہ تناول کر لینے کے بعد آج کے اسباق کے لئے جن کتابوں اور کاپیوں وغیرہ کی ضرورت ہوگی، ان کو جزدان میں رکھتا ہے، اور ان کو اٹھا کر مدرسہ جانے کو تیار ہو جاتا ہے۔

پھر اپنی ماں کو سلام کرتا ہے، جو اس کو جبکہ وہ نکل رہا ہوتا ہے، راستے میں کھیلنے سے پرہیز کرنے اور سبق میں ہوشیار رہنے کی تاکید کرتی ہے، اور اس سے اچھے انعام کا وعدہ کرتی ہے، اگر اس نے اس کی نصیحت پر عمل کیا اور وہ سبقت کرنے والوں میں سے ہو گیا۔

مدرسے کو جانا

یحییٰ مدرسے کو جاتے ہوئے یا وہاں سے آتے ہوئے دائیں پٹڑی پر بحرمت دور

رہ کر چلتا ہے، اور جو چیزیں اس کو راستے میں ملتی ہیں ان کو دیکھ کر دل نہیں بہلاتا، اور ایسا اسلئے کرتا ہے کہ مقرر وقت پر مدرسے پہنچ جائے۔

اور وہ وہاں پہنچکر اپنے برادران مدرسہ کو سلام کرتا اور ان سے ہاتھ ملاتا ہے اور ان کے ساتھ نرمی و مہربانی سے ٹھہرتا اور ادب کے ساتھ بات چیت کرتا ہے، یہانتک کہ گھنٹہ بجتا ہے اور جلدی جماعت میں اپنی جگہ پر جا ٹھہرتا ہے۔

اَلْاَلْبِسَةُ

۱۔ مَا هُوَ الشِّعَارُ ؟
هُوَ مَا يُلْبَسُ عَلَى الْجِسْمِ مِثْلُ الْقَمِيصِ .

۲۔ مَا هُوَ الدِّثَارُ ؟
اَلدِّثَارُ مَا يُلْبَسُ فَوْقَ الشِّعَارِ .

۳۔ مَا هُوَ الرِّدَاءُ ؟ اَلرِّدَاءُ مَا يُلْبَسُ فَوْقَ الدِّثَارِ كَالْعَبَاءَةِ وَ الْمِعْطَفِ وَ الْجُبَّةِ .

٤۔ مَا هُوَ السِّرْوَالُ ؟
اَلسِّرْوَالُ مَا يُسْتَرُ بِهِ نِصْفُ الْجِسْمِ مِنْ اَسْفَلَ يَكُوْنُ ذَا رِجْلَيْنِ وَ يُشَدُّ فِي الْوَسْطِ .

۵۔ مَا هُوَ الْاِزَارُ ؟
اَلْاِزَارُ هُوَ ثَوْبٌ غَيْرُ مَخِيْطٍ يُلَفُّ بِهِ الْجِسْمُ مِنَ الْوَسَطِ اِلَى الرِّجْلَيْنِ .

٦۔ مَا هُوَ الْخِمَارُ ؟ اَلْخِمَارُ غِطَاءُ رَأْسِ الْمَرْءَةِ وَالْفَتَاةِ .

(۲)

١ـ هَلْ لَكَ شِعَارٌ ؟ نَعَمْ لِيْ شِعَارٌ .
٢ـ هَلْ عِنْدَكَ شِعَارٌ وَاحِدٌ ؟
لَا. عِنْدِيْ ثَلَاثَةُ أَشْعِرَةٍ .
٣ـ كَمْ شِعَارًا لِأُخْتِكَ ؟ عِنْدَهَا خَمْسَةُ شُعُرٍ .
٤ـ أَيْنَ تَلْبَسُ الشِّعَارَ ؟
أَلْبَسُ شِعَارِيْ تَحْتَ الدِّثَارِ .
٥ـ يَا سُكَيْنَةُ أَيْنَ تَلْبَسِيْنَ دِثَارَكِ ؟
أَنَا أَلْبَسُ دِثَارِيْ فَوْقَ الشِّعَارِ .
٦ـ أَيْنَ تَتَعَلَّمِيْنَ ؟ أَنَا أَتَعَلَّمُ فِيْ مَدْرَسَةِ الْبَنَاتِ .
٧ـ أَيْنَ يَتَعَلَّمُ أَخُوْكِ ؟
هُوَ يَتَعَلَّمُ فِيْ مَدْرَسَةِ الْبَنِيْنَ .

(۳)

١ـ اَلطَّاقِيَّةُ لِبَاسُ الرَّأْسِ .
٢ـ اَلْقَلَنْسُوَةُ لِبَاسُ الرَّأْسِ أَيْضًا .
٣ـ هٰذَا الصَّبِيُّ لَهُ طَاقِيَةٌ .
٤ـ طَاقِيَتُهُ بَيْضَاءُ .
٥ـ اَلطَّاقِيَةُ عَلٰى رَأْسِهِ .
٦ـ أَنَا أَتَقَلْنَسُ قَلَنْسُوَةً سَوْدَاءَ .
٧ـ لِيْ زَوْجٌ مِنَ الْجَوَارِبِ .
٨ هُمَا عَلٰى قَدَمَيَّ .

۹ - هٰذَا زَوْجٌ مِنَ الْجَوَارِبِ.
۱۰- أَحَدُهُمَا لِلْقَدَمِ الْيُمْنٰى وَ الْآخَرُ لِلْقَدَمِ الْيُسْرٰى.

(۴)

۱- هُوَ وَلَدٌ نَظِيفٌ.
۲- حِذَاءُهُ أَسْوَدُ.
۳- هُوَ يَلْبَسُ الْقَمِيصَ الطَّوِيلَ وَ السَّرَاوِيلَ الْقَصِيرَةَ.
۴- لِي مِنْدِيلٌ فِي جَيْبِي.
۵- لَكَ مِنْدِيلٌ فِي جَيْبِكَ.
۶- مَا هُوَ الْفُسْطَانُ؟
هُوَ ثَوْبُ الْمَرْأَةِ الْخَارِجِيُّ (Lady's gown).
۷- هٰذِهِ صَبِيَّةٌ، لَهَا شَعْرٌ طَوِيلٌ۔
۸- هِيَ حَاسِرَةُ الرَّأْسِ.
۹- لَيْسَ لَهَا بُرْنَيْطَةٌ.
۱۰- هِيَ تَلْبَسُ الْفُسْطَانَ الْأَبْيَضَ.
۱۱- هِيَ تُقَلِّدُ بِنْتًا أُورَبِيَّةً فِي مَلَابِسِهَا.
۱۲- وَ حَبَّذَا لَوْ تُقَلِّدُهَا فِي عُلُومِهَا وَ نِظَامِ مَنْزِلِهَا!

(۵)

هٰذِهِ سَيِّدَةٌ هِنْدِيَّةٌ، لَهَا خِمَارٌ عَلٰى رَأْسِهَا، هِيَ أَكْبَرُ مِنْ تِلْكَ الْبِنْتِ، هِيَ تَلْبَسُ الْمَلَابِسَ الْوَطَنِيَّةَ،

هِيَ لَا تُقَلِّدُ امْرَأَةً أُورُبِيَّةً.

(۶)

۱- هُوَ لَابِسٌ سِرْوَالاً.

۲- هُوَ يَذْهَبُ إِلَى الْمَدْرَسَةِ لَابِسَ السِّرْوَالِ.

۳- أَنَا أَجِيءُ إِلَى السُّوقِ لَابِسَ الْإِزَارِ.

۴- أَبِيْ يَلْبَسُ الْإِزَارَ فِي الْبَيْتِ.

۵- أُمِّيْ تَلْبَسُ الْخِمَارَ إِذَا خَرَجَتْ إِلَى دَارِ الْجَارِ.

۶- هَلْ تَجِيءُ إِلَى الْمَدْرَسَةِ لَابِسَ الْإِزَارِ؟

۷- لَا. أَنَا أَجِيءُ إِلَى الْمَدْرَسَةِ لَابِسَ السِّرْوَالِ.

۸- مَاذَا يَلْبَسُ أَبُوكَ فِي الْبَيْتِ؟

۹- مَاذَا تَلْبَسُ أُخْتُكَ إِذَا خَرَجَتْ إِلَى السُّوقِ؟

ترجمہ :-

لباس

(۱) شِعَار کیا ہے؟ وہ وہ ہے جو جسم پر پہنا جاتا ہے جیسے کُرتہ۔

(۲) دِثَار کیا ہے؟ دِثار وہ ہے جو شعار کے اوپر پہنا جاتا ہے۔

(۳) رِدَار کیا ہے؟ رِدار وہ ہے جو دِثار کے اوپر پہنا جاتا ہے، جیسے مشرقی جبّہ، چادر اور فرغل۔

(۴) سِرْوال کیا ہے؟ سروال وہ جس سے نیچے کا آدھا بدن ڈھانپا جاتا ہے، اسکے دو پائنچے ہوتے ہیں، کمر میں باندھی جاتی ہے۔

(۵) ازار (تہ بند) کیا ہے؟ تہ بند ایک اَن سلا کپڑا ہے جو کمر سے پاؤں تک لپیٹا جاتا ہے

(۶) خِمار (اوڑھنی) کیا ہے؟ عورت اور لڑکی کے سر کی پوشاک۔

(۲)

(۱) کیا تمھارے پاس شعار ہے؟ ہاں، میرے پاس شِعار ہے۔
(۲) کیا تمھارے پاس ایک ہی شعار ہے؟ نہیں میرے پاس تین شعار ہیں۔
(۳) تمھاری بہن کے پاس کے شعار ہیں؟ اسکے پاس پانچ شعار ہیں۔
(۴) تم اپنا شعار کہاں پہنتے ہو؟ میں اپنا شعار دِثار کے نیچے پہنتا ہوں۔
(۵) سکینہ! تم اپنا دثار کہاں پہنتی ہو؟ میں اپنا دِثار شعار پر پہنتی ہوں۔
(۶) تم کہاں پڑھتی ہو؟ میں لڑکیوں کے سکول میں پڑھتی ہوں۔
(۷) تمھارا بھائی کہاں پڑھتا ہے؟ وہ لڑکوں کے سکول میں پڑھتا ہے۔

(۳)

(۱) طاقیہ (ٹوپی) سر کا لباس ہے۔
(۲) قَلَنْسُوہ (ٹوپی) بھی سر کا لباس ہے۔
(۳) اس لڑکے کے پاس ٹوپی ہے۔
(۴) اس کی ٹوپی سفید ہے۔
(۵) ٹوپی اس کے سر پر ہے۔
(۶) میں کالی ٹوپی پہنتا ہوں۔
(۷) میرے پاس جرابوں کا جوڑا ہے۔
(۸) وہ میرے پاؤں میں ہیں۔
(۹) یہ جرابوں کا جوڑا ہے۔
(۱۰) ان میں سے ایک دائیں پاؤں کے لئے اور دوسرا بائیں پاؤں کے لئے ہے۔

(۴)

(۱) وہ صاف ستھرا لڑکا ہے۔
(۲) اس کا بوٹ سیاہ ہے۔
(۳) وہ لمبا کرتا اور چھوٹی شلوار پہنتا ہے۔
(۴) میری جیب میں میرا ایک رومال ہے۔
(۵) تیرا رومال تیری جیب میں ہے۔
(۶) فسطان کیا ہے؟ وہ عورت کا بیرونی جامہ (زنانہ گون) ہے۔
(۷) یہ ایک لڑکی ہے، اسکے لمبے لمبے بال ہیں۔
(۸) وہ سر برہنہ ہے۔
(۹) اس کے پاس ٹوپی نہیں ہے۔
(۱۰) وہ سفید گون پہنتی ہے۔
(۱۱) وہ لباس میں یورپین لڑکی کی نقل کرتی ہے۔
(۱۲) اور کیا ہی اچھا ہوتا اگر وہ اس کے علموں اور گھر کے انتظام میں اسکی نقل کرتی۔

(۵)

یہ ہندوستانی بیگم ہے، اس کے سر پر اوڑھنی ہے، وہ اس لڑکی سے بڑی ہے، وہ سدیشی کپڑے پہنتی ہے، وہ یورپی عورت کی نقل نہیں کرتی۔

(۶)

(۱) وہ شلوار پہنے ہوئے ہے۔
(۲) وہ مدرسے کو شلوار پہنے جاتا ہے۔
(۳) میں بازار کو تہ بند باندھے آتا ہوں۔
(۴) میرے والد گھر میں تہ بند پہنتے ہیں۔
(۵) میری اماں جب پڑوسی کے گھر جاتی ہے تو اوڑھنی پہنتی ہے۔

(۶) تو کیا مدرسے میں تہبند پہنکر آتا ہے ؟

(۷) نہیں۔ میں مدرسے میں شلوار پہنے آتا ہوں۔

(۸) تیرا باپ گھر میں کیا پہنتا ہے ؟

(۹) تیری بہن جب بازار کو نکلتی ہے کیا پہنتی ہے ؟

اَلْحُرُوْفُ الشَّمْسِيَّةُ وَالْقَمَرِيَّةُ

اَلدَّرْسُ اَلشَّكْلُ اَلنُّوْرُ

اَلْبَحْرُ اَلْعَجَبُ اَلْفَرَسُ

اِقْرَأِ الْكَلِمَةَ الْاُوْلٰى ؟ اَدْدَرْسُ .

هَلْ يُوْجَدُ شَيْءٌ فَوْقَ اللَّامِ فِيْهَا ؟

لَا يُوْجَدُ فِيْهَا شَيْءٌ فَوْقَ اللَّامِ .

مَا هُوَ الْحَرْفُ الَّذِيْ بَعْدَ اللَّامِ ؟

اَلْحَرْفُ الَّذِيْ بَعْدَ اللَّامِ هِيَ الدَّالُ .

هَلْ يُوْجَدُ شَيْءٌ فَوْقَ الدَّالِ ؟ نَعَمْ .

مَاذَا يُوْجَدُ فَوْقَهَا ؟

تُوْجَدُ فَوْقَ الدَّالِ شِدَّةٌ وَ فَوْقَهَا فَتْحَةٌ .

اِقْرَأِ الْكَلِمَةَ الثَّانِيَةَ ؟ اَشْ شَكْلُ .

هَلْ يُوْجَدُ شَيْءٌ فَوْقَ اللَّامِ الْاُوْلٰى ؟

لَا. لَا يُوْجَدُ شَيْءٌ فَوْقَ اللَّامِ الْاُوْلٰى .

مَاذَا يُوجَدُ فَوْقَ الشِّينِ ؟
تُوجَدُ فَوْقَهَا شِدَّةٌ وَ فَتْحَةٌ .
اِقْرَئِي الْكَلِمَةَ الثَّالِثَةَ يَا زَيْنَب ؟ اَنْ نُورٌ .
هَلْ يُوجَدُ شَيْءٌ فَوْقَ اللَّامِ ؟
لَا يُوجَدُ شَيْءٌ فَوْقَهَا .
مَاذَا يُوجَدُ فَوْقَ النُّونِ ؟
يُوجَدُ فَوْقَ النُّونِ الْمُشَدَّدَةِ فَتْحَةٌ .
مَنْ يُمْكِنُهُ اَنْ يَقْرَءَ الْكَلِمَاتِ الثَّلَاثَ كَمَا يَجِبُ ؟
اَنَا يُمْكِنُنِي اَنْ اَقْرَءَ هٰذِهِ الْكَلِمَاتِ الثَّلَاثِ .
هَلْ تَسْمَعُ اللَّامَ فِي قِرَاءَتِهَا ؟
لَا اَسْمَعُ اللَّامَ فِي قِرَاءَتِهَا .
مَاذَا تُلَاحِظُ فِي التَّلَفُّظِ بِالْحَرْفِ الَّذِي بَعْدَ اللَّامِ ؟
اُلَاحِظُ فِي التَّلَفُّظِ بِهَا اَنَّهَا تُتَلَفَّظُ مَرَّتَيْنِ .
مَنْ يَعْرِفُ بِمَاذَا تُسَمّٰى كُلُّ الْحُرُوفِ الَّتِي تَكُونُ
مِثْلَ الدَّالِ وَ الشِّيْنِ وَ النُّونِ ؟
تُسَمّٰى هٰذِهِ الْحُرُوفُ اَلْحُرُوفُ الشَّمْسِيَّةُ .

يَا فَاطِمَه ! اِقْرَئِي الْكَلِمَةَ الرَّابِعَةَ ؟ اَلْبَحْرُ
مَاذَا يُوجَدُ فَوْقَ اللَّامِ ؟
اَجِدُ السُّكُونَ فَوْقَ اللَّامِ .
هَلْ تَجِدِيْنَ سُكُوْنًا فَوْقَ اللَّامِ فِي الْكَلِمَاتِ السَّابِقَةِ ؟

لَا. لَا أَجِدُ سُكُوْنًا فَوْقَهَا فِي الْكَلِمَاتِ السَّابِقَةِ.
أَ تُوْجَدُ شَدَّةٌ فَوْقَ الْبَاءِ ؟
لَا تُوْجَدُ شَدَّةٌ فَوْقَ الْبَاءِ .
اِقْرَئِي الْكَلِمَةَ الْخَامِسَةَ . مَاذَا يُوْجَدُ فَوْقَ اللَّامِ ؟
مَا الْحَرْفُ الَّذِي بَعْدَ اللَّامِ ؟ اَلْعَيْنُ .
مَاذَا يُوْجَدُ فَوْقَ الْعَيْنِ ؟
تُوْجَدُ اَلْفَتْحَةُ فَوْقَ الْعَيْنِ .
اِقْرَئِي الْكَلِمَةَ السَّادِسَةَ . مَاذَا تَرَيْنَ فَوْقَ اللَّامِ .
فَوْقَ الْفَاءِ
مَا الْفَرْقُ بَيْنَ اللَّامِ فِي الْكَلِمَاتِ السَّابِقَةِ وَ بَيْنَهَا فِي الْكَلِمَاتِ الْأُخَرِ ؟
مَنْ يُمْكِنُهُ أَنْ يَقْرَأَ تِلْكَ الْكَلِمَاتِ كَمَا يَجِبُ .
بِمَاذَا تُسَمَّى هٰذِهِ الْحُرُوْفُ الَّتِي مِثْلُ الْبَاءِ وَ الْعَيْنِ وَ الْفَاءِ ؟
تُسَمَّى هٰذِهِ الْحُرُوْفُ اَلْحُرُوْفُ الْقَمَرِيَّةَ .